فَاصبِر کَمَا صَبَرَ اُولُوا العَزمِ مِنَ الرُّسُلِ

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) صبر کرو جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا (الاحقاف)

www.KitaboSunnat.com

مُحمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صَبر و ثبات کے پیکرِ اعظم

سیرتِ طیبہ کا دعوتی پہلو

مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ

مکتبۃ السلام سٹریٹ نمبر ۲۰ وسن پورہ لاہور

100/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صبر وثبات کے پیکرِ اعظم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴾ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ﴾

نام کتاب	:	محمد رسول اللہ ﷺ صبر وثبات کے پیکر اعظم
تالیف	:	مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ
زیر سرپرستی	:	ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی
اہتمام	:	پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی فون : 7844157
اشاعت دوم	:	شوال 1423ھ
تعداد	:	2000
طابع	:	حافظ شفیق الرحمٰن کیلانی' انجینئر حافظ عتیق الرحمٰن کیلانی
مطبع	:	أحد پرنٹنگ پریس' لاہور- فون : 7240024
قیمت	:	-/90روپے

ناشر

مکتبۃ السلام

گلی نمبر 20' وسن پورہ' لاہور- فون : 7230943 - 5410756

ڈسٹری بیوٹر :

دارالسلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

7رحمان مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور

فون : 7120054 فیکس : 7320703

50 لوئر مال (نزد ایم-اے-او کالج) لاہور

فون : 7240024 - 7232400 فیکس : 7354072

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاصبر کما صبر اُولوا العزم من الرسل

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) صبر کرو جس طرح اُولوالعزم رسولوں نے صبر کیا (الاحقاف)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صبر و ثبات کے پیکرِ اعظم

تالیف

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ

مکتبۃ السلام سٹریٹ نمبر ۲۰ وسن پورہ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرض ناشر	12
مقدمہ	15
آپ کی عظمت کردار کے چند پہلو	16
موضوع کتاب	23
حصہ اوّل ﴿مکی دور﴾	27
پہلا باب	
آپ ﷺ کی مخالفت اور اس کے اسباب	27
بعثت سے پہلے کے مختصر حالات	27
وحی کا نزول	29
رسول دشمنی کے اسباب	30
۱- بت پرستی	30
۲- نسلی تفوق کا خاتمہ	33
۳- قبائلی رقابت	33
۴- روم سے ہمدردیاں	35
۵- قریشی سرداروں کے عیوب پر تنقید	35
(i) ابولہب کی بدتمیزی	35
(ii) ولید بن مغیرہ کی کج فکری	36
(iii) ابوجہل کبر و نخوت کا پتلا	37
(iv) اخنس بن شریق کے اخلاق رذیلہ	39
۶- لوٹ مار اور قتل و غارت	39
۷- بے دریغ قتل	39
(i)- قبائلی نظام	40
(ii)- جھگڑالو اور جنگ جو طبائع	40
(iii)- ثار کا عقیدہ	40
(iv)- بربریت	40
۸- طبقاتی تقسیم	40
۹- شراب نوشی	41
۱۰- فحاشی اور زناکاری	41
ایک شبہ کا جواب	42
دوسرا باب	43
آپ ﷺ کا بدترین دشمن	43
ابوجہل عمرو بن ہشام بن مغیرہ مخزومی	43
اسلام دشمنی کی وجوہات	43
(i) آبائی دین سے محبت	43
(ii) اپنی سیادت کی فکر	44
(iii) ہٹ دھرمی	45
ابوجہل کی اسلام دشمن کارروائیاں	45
(i) بلند آواز سے قرآن پڑھنے پر پابندی	46
(ii) قرآن سننے پر پابندی	46
(iii) کعبہ میں نماز اور طواف پر پابندی	46
جسمانی ایذائیں	47
رسول اللہ پر ابوجہل کے مظالم	48

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- ابو جہل کا آپ ؐ کو پتھر مارنا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا رد عمل 48
۲- آپ ؐ کی گردن کو روندنے کا قصہ 49
۳- آپ ؐ پر ابو جہل کا قاتلانہ حملہ 50
۴- مسلمانوں سے مقاطعہ میں ابو جہل کا کردار 50
شعب ابی طالب کے تین سال محرم ۷ تا محرم ۱۰ نبوی 51
ابو جہل کی سنگدلانہ حرکت 52
رد عمل 52
مقاطعہ کا خاتمہ 53
رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کے آخری دو سال 54
بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ 54
مشرکین کا تعاقب 54
آپ ؐ کے قتل کی اجتماعی سازش 55
جنگ بدر کو بپا کرنے میں ابو جہل کا کردار 57
جنگ بدر کا سبب 57
ابو جہل کا جنگ پر اصرار 57
عتبہ بن ربیعہ کا اصلاحی کردار 58
ابو جہل کی ذلت کی موت 59
ابو جہل کا آخری کلام 59
تیسرا باب
صف اول کے آپ ﷺ کے باقی دشمن 61
۲- ابو لہب عبد العزیٰ بن عبد المطلب 61
تعارف 61
مخالفت کی ابتداء 61
کوہ صفا کی دعوت عام میں ابو لہب کا کردار 62
قرآن کریم میں ابو لہب ہی کا نام کیوں آیا؟ 63
ابو لہب کی زوجہ 65
ابو لہب کی مخالفت کا طریق کار 65
آپ ؐ کی بیٹیوں کو طلاق 66
آپ ؐ کے بیٹے عبد اللہ کی وفات پر ابو لہب کا اظہار مسرت 66
معاشرتی بائیکاٹ میں ابو لہب کا کردار 67
ابو لہب کا جنگ بدر سے گریز 67
ابو لہب کی عبرتناک موت 68
ابو لہب کے بیٹے عتیبہ کا انجام 68
ابو صفوان امیہ بن خلف جمحی 69
حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر امیہ کے مظالم 70
امیہ بن خلف کی ہلاکت کی پیشینگوئی 70
جنگ بدر میں امیہ کی اضطراری شمولیت 71
امیہ بن خلف کی عبرتناک موت 72
امیہ کا بھائی ابی بن خلف 73
ابی بن خلف کا انجام 73
عقبہ بن ابی معیط 74
آپ ؐ کی گردن پر اونٹ کی اوجھری رکھنا 74
عقبہ بن ابی معیط کا ارادہ قتل 75

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقبہ بن ابی معیط کی موت 77

چوتھا باب

مکی دور کے مصائب کا اجمالی ذکر 78

گھر سے تبلیغ کا آغاز 78

اولاد النبیؐ 79

السابقون الاولون 80

ابتداءً اسلام لانے کی صعوبتیں 80

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا 80

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا 82

غلاموں پر مظالم 83

آزاد اور معزز مسلمانوں سے مشرکوں کا سلوک 85

ہجرت حبشہ ۵ھ نبوی 87

کفار کا تعاقب 88

وفد کی ناکامی 88

دوسری بار ہجرت حبشہ 89

کفار کی تبلیغ کو روکنے کی مختلف صورتیں 89

۱۔ تبلیغ کو غیر موثر بنانا 90

۲۔ دھمکی کی راہ 90

۳۔ لالچ کا راستہ 91

۴۔ معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ 92

۴۔ سمجھوتہ۔ ۱۰ نبوی 92

عام الحزن ۱۰ نبوی 93

آپؐ کا سفر طائف 94

مکہ کو واپسی 95

مطعم بن عدی 95

پانچواں باب

مکی دور میں اسلام پھیلنے کے اسباب 97

(۱) اعجاز قرآن 97

۱۔ ابوجہل پر قرآن کا اثر 97

۲۔ عتبہ بن ربیعہ پر قرآن کا اثر 98

۳۔ نجاشی شاہ حبشہ پر قرآن کا اثر 98

۴۔ طفیل بن عمرو دوسی 99

۵۔ ضماد ازدی 99

۶۔ بحیرہ بن فراس 100

(۲) مشرکانہ عقائد و رسوم سے بیزار طبائع 101

۱۔ ورقہ بن نوفل 101

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ 102

۳۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ 102

۴۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ 102

۵۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ 102

۶۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو بن نفیل 102

اسلامی عقائد کی سادگی اور معقولیت 103

(۴) آپؐ کی عظمت کردار 104

(۵) کافروں کے حق میں آپؐ کی پیش گوئیاں 105

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصائب میں اللہ کی طرف سے تسلیاں 106

﴿ حصہ اول ﴾

پہلا باب

مدنی دور میں آپ ﷺ کی دشمن اقوام 109

قریش مکہ 109

ہجرت کے بعد قریش مکہ کی کارروائیاں 109

تعاقب کے بعد کے اقدامات 111

غزوہ بدر اولیٰ (غزوہ صفوان) ربیع الاول ۲ھ 112

غزوہ بدر - رمضان ۲ھ 113

غزوہ سویق' ذی الحجہ ۲ھ 113

غزوہ زید بن حارثہ 113

غزوہ احد' شعبان ۳ھ 114

عبداللہ بن ابی کی غداری 115

شکست کے آثار 115

آپؐ کا زخمی ہونا 115

ابو سفیان کا اعلان 117

کفار کا تعاقب 117

غزوہ بدر ثانیہ' شعبان ۴ھ 117

جنگ احزاب' ذیقعد ۵ھ 118

یہود کی بدعہدی 119

اللہ کی مدد 119

صلح حدیبیہ' ۶ھ 120

صلح کی یہ شرائط کیوں تسلیم کی گئیں 122

فتح مکہ' رمضان ۸ھ 123

جنگ کا فوری سبب 124

سقوط مکہ 126

معافی کا اعلان عام 126

دوسرا باب

یہود مدینہ 129

یہود کے عادات و خصائل 129

یہود کی اسلام دشمنی کی وجوہ 132

پیغمبر اسلام کی مدینہ میں تشریف آوری کی وجہ 133

مسلمانوں کی آمد مدینہ پر یہود کا رویہ 135

یہود سے آپؐ کا معاہدہ 135

معاہدہ کی اہمیت 136

یہود کا جنگ کی دبی چنگاری کو ہوا دینا 137

بنو قینقاع کی عہد شکنی 138

ایک یہودی کی شرارت 139

غزوہ بنو قینقاع' شوال ۲ھ 139

کعب بن اشرف کا قتل' ۱۴ ربیع الاول ۳ھ 139

نبی ﷺ کے قتل کی یہودی سازش 141

غزوہ بنو نضیر' ربیع الاول ۴ھ 142

عبداللہ بن ابی کا کردار 142

بنو نضیر کی جلاوطنی 143

غزوہ احزاب میں یہود کا کردار' شوال ۵ھ 144

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو قریظہ کو بدعہدی پر مجبور کرنا 144
ایک قرظی یہودی کا قلعہ کے گرد چکر کاٹنا 145
بنو غطفان سے سودے بازی کا مشورہ 146
بنو قریظہ کی عہد شکنی کا انجام 146
غزوہ بنو قریظہ' ذیقعد ۵ھ 147
حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ 148
ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کا قتل 149
ذی الحجہ ۵ ہجری 150
غزوہ خیبر محرم ۷ ہجری 150
بنو غطفان کی ناکہ بندی 150
یہود سے مزارعت کی شرائط 152
زہر آلود بکری سے آپؐ کے قتل کی سازش 152
یہودیوں کی مزید شرارتیں 153
حضرت عبداللہ بن سہل کا قتل 153
آپؐ کی وصیت 153
یہود کی خیبر سے جلاوطنی 154

تیسرا باب

منافقین 156
عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین 156
جنگ بدر سے پہلے عبداللہ سے قریش کی مراسلت 157
جنگ بدر کی فتح کا عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں پر اثر 158
بنو قینقاع کے حق میں عبداللہ بن ابی کی سفارش 158
جنگ احد میں عبداللہ بن ابی کی غداری 159
غزوہ بنو نضیر میں عبداللہ بن ابی کی یہود کو انگیخت 160
جنگ احزاب ۶ھ میں منافقوں کا کردار 161
غزوہ بنو مصطلق میں منافقین کا کردار 162
(۱) مدینہ میں عزت والا کون ہے اور ذلیل کون؟ 162
(۲) واقعہ اِفک 164
غزوہ خیبر محرم ۷ھ اور منافقین 165
جنگ تبوک ۹ھ 165
مسجد ضرار کی تعمیر 167
منافقین کی آپؐ کو قتل کرنے کی ناپاک سازش 167
عبداللہ بن ابی کی وفات 169
منافقوں پر نماز جنازہ کی ممانعت 169

چوتھا باب

۴- اَعراب یا بدوی قبائل 171
معاہد قبائل 172
۱- بنو اسد 172
سریہ ابی سلمہ محرم ۴ھ 172
۲- ہذیل 173
خالد بن سفیان ہذلی کی یورش' محرم ۴ھ 173
۳- عضل اور قارہ 173

www.KitaboSunnat.com

عضل اور قارہ کی غداری واقعہ رجیع' صفر ۴ھ 173
بنو لحیان کی گوشمالی' (ربیع الاول ۶ھ) 174
۴- رعل اور ذکوان 174
واقعہ بئر معونہ' صفر ۴ھ 174
۵- بنو مصطلق 176
غزوہ بنو مصطلق' ۵ھ 176
۶- غطفان 176
جنگ احزاب ۵ھ 176
غزوہ خیبر' محرم ۷ھ 177
ذو قرد کا ڈاکہ 177
۷- عکل اور عرینہ 178
عکل اور عرینہ کی ڈاکہ زنی 178
۸- فزارہ 178
جنگ فزارہ' ۵ھ 178
۹- غسان 179
جنگ موتہ' جمادی الاول ۸ھ 179
۱۰- ہوازن اور ثقیف 179
غزوہ حنین' شوال ۸ھ 180
محاصرہ طائف 181
ہوازن کا اسلام لانا اور قیدیوں کی واپسی 181
۱۱- بنو حنیفہ 182
غزوہ ذات الرقاع 182
نجد پر لشکر کشی 182
واقعہ ثمامہ بن اثال 182
مسیلمہ کذاب کی داستان 183
جنگ یمامہ' ربیع الاول ۱۱ھ 184
پانچواں باب
﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾
آپ ﷺ پر قاتلانہ حملے اور سازشیں 185
۱- آپ کی جان بچانے والے کی شہادت 186
۲- ابو جہل کا ارادہ قتل 186
۳- عقبہ بن ابی معیط کا ارادہ قتل 187
۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے سے قبل آپ کے قتل کا ارادہ 188
آپ ﷺ کے قتل کی اجتماعی کوششیں 189
۵- مقاطعہ شعب ابی طالب 189
۶- قتل کے ارادہ سے ابو طالب سے سودا بازی 189
۷- وہ مشورہ قتل جو ہجرت کا سبب بنا 190
۸- ہجرت کے بعد گرفتاری یا قتل پر سواونٹ انعام کی پیشکش 190
۹- عمیر بن وہب جمحی کا مشورہ قتل' ۲ھ 191
۱۰- یہود کا منصوبہ قتل' ۴ھ 192
۱۱- ثمامہ بن اثال کا ارادہ قتل' ۶ھ 193
۱۲- زہر آلود بکری سے آپ کے قتل کی یہودی سازش' ۷ھ 194
۱۳- خسرو پرویز شاہ ایران کا ارادہ قتل 195

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴- جادو کے ذریعہ آپؐ کو ہلاک کرنے کی یہودی سازش	195
۱۵- ایک بدوی کا ارادہ قتل	196
۱۶- فضالہ بن عمیر کا ارادہ قتل' ۸ھ	197
۱۷- منافقوں کی آپؐ کو قتل کرنے کی سازش' ۹ھ	197
۱۸- عامر بن طفیل اور اربد کی سازش قتل' ۱۰ھ	198
ضمیمہ	200
بعض کفار کی اسلام کے لئے خدمات	200
۱- ابوطالب بن عبدالمطلب (م ۱۰نبوی)	200
۱- ابوطالب کے پاس قریش کا پہلا وفد' ۴ نبوی	202
۲- قریشی وفد کی ابوطالب کو جنگ کی دھمکی' ۶نبوی	202
۳- آپؐ کے ارادہ قتل کی بنا پر قریشی وفد کی ابوطالب سے سودا بازی' ۶ھ	203
۴- معاشرتی بائیکاٹ' ۷ نبوی	203
۵- رواداری یا مداہنت کی بنیاد پر سودے بازی' ۱۰ھ	203
ابوطالب کی وفات رجب ۱۰ نبوی	205
(۲) مطعم بن عدی بن حاتم	205
آپؐ کو پناہ دینا	206
آپ کا اعتراف احسان	206
مطعم کے دوسرے کارنامے	207
(۳) ابوالبختری بن ہشام (م ۲ ہجری)	207
ابوالبختری کی موت کا قصہ	208
(۴) ابوالولید عتبہ بن ربیعہ (م ۲ ہجری)	208
باغ میں آپؐ کی مہمانی	209
جنگ بدر میں عتبہ کا کردار	209
بعض دوسرے کفار کی جزوی خدمات	210
۵- ابن دغنہ	210
۶- عاص بن وائل سہمی	211
۷- مقاطعہ کو ختم کرنے والے حضرات	211

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

﴿ الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدًا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل و کبرہ تکبیرا ﴾ (بنی اسرائیل)

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید ۔ اللّٰھم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید

سب تعریفیں اللہ مالک الملک کے لئے ہیں جس نے سب جہانوں کو پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں جنہیں کوئی بھی شمار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی پر لاکھوں کروڑوں درود و سلام جنہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

نبی اکرم ﷺ کی عظمت کردار کے معترف آپ کے اپنے بھی تھے اور بیگانے بھی۔ بچپن سے ہی صادق اور امین مشہور تھے' ابو جہل جیسا بدترین دشمن بھی آپ کو جھوٹا نہیں کہتا تھا۔ آپ کے جانی دشمن بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس ہی رکھتے تھے' مصائب کے وقت صبر کرنا اور صبر کی تلقین کرنا ساری عمر آپ کا شیوہ رہا۔ اہل طائف نے جو آپ کے ساتھ سلوک کیا وہ سب لوگ جانتے ہیں۔ پہاڑوں کے فرشتہ نے آکر انہیں نیست و نابود کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اسی طرح آل یاسرؓ پر مظالم ہوتے دیکھا تو فرمایا: ((اصبروا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ)) ''یاسر کے گھر والو! صبر کرنا یقیناً تمہارا ٹھکانا جنت ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض آپ کی ذات گرامی تو ہر قسم کی اعلیٰ صفات کا نمونہ تھی' اسی لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

محترم والد صاحب کی شخصیت اب محتاج تعارف نہیں ہے۔ حیات مستعار کے آخری دور میں اور تقریباً اٹھارہ بیس سال کے مختصر عرصہ میں اس قدر تصنیفی خدمات سرانجام دیں کہ بڑے بڑے ادارے انگشت بدنداں رہ گئے۔

آپ نے جو بھی کام کیا مالی نقطہ نظر سے ہٹ کر خالصتاً فی سبیل اللہ دین کی نشرواشاعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر کیا۔ آپ کی لگ بھگ بیس سے زیادہ تصانیف و تراجم ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کی ایک مکمل تفسیر بالماثور "تیسیرالقرآن" کے نام سے لکھی۔ اس کا ترجمہ و تفسیر آپ نے خود لکھی اور اس میں اس بات کا التزام کیا کہ آیت سے متعلق اولاً صحاح ستہ میں سے ہی احادیث درج کیں۔ اس تفسیر کی چاروں جلدیں الحمدللہ چھپ چکی ہیں۔ اور عوام و خواص سے سند قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ((الموافقات)) جو کہ تعلیم و تدریس کے لحاظ سے ایک مشکل کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ کا ایک زریں کارنامہ ہے۔

ان تصانیف میں جہاں لغت قرآن پر نادر تحقیقی کام "مترادفات القرآن" کے نام سے موجود ہے وہاں عقائد باطلہ' اسلامی سیاست' معیشت' شریعت و طریقت' سائنس و فلسفہ اور سیرت نبوی کے موضوعات پر اسلام اور جدید نظریات کے تقابلی مطالعہ سے مزین صدارتی ایوارڈ یافتہ تحقیقی کام بھی موجود ہیں۔ آپ کے لگ بھگ ایک سو مقالات دینی رسائل میں طبع ہوئے۔ دو مرتبہ قومی سیرت کانفرنس میں انعام حاصل کیا۔ مقالے کا عنوان "اصلاح معاشرہ" اور دوسری مرتبہ "پیغمبر اسلام' داعی امن و اخوت" تھا اس کے علاوہ "نبی اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار" اور "محمد رسول اللہ صبرو ثبات کے پیکر اعظم" مفسر مرحوم کی نبی اکرم ﷺ سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس کتاب میں سیرت نبوی کا دعوتی پہلو بیان کیا گیا ہے جبکہ بحیثیت سپہ سالار میں آپ کی زندگی کا جہادی پہلو ذکر کیا گیا ہے۔

زیر نظر کتاب میں اگر کوئی خوبی ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی غلطی' کوتاہی ہے تو میری طرف سے ہے' آپ سے گذارش ہے کہ غلطی کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں درست کی جا سکے۔ محترم والد صاحب کے لئے دعائے مغفرت ضرور کریں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ انہیں اور والدہ صاحبہ کو جنت الفردوس میں نبی اکرم ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے اور ہم سب پر بھی اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

آخر میں ان سب حضرات کا ممنون ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تصحیح اور اشاعت میں میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔

پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی

جامع مسجد الایمان' شاہ فرید آباد' ملتان روڈ' لاہور۔

فون: 7844157

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

محسن انسانیت ﷺ کی سیرت طیبہ پر مختلف ادوار میں اور مختلف زبانوں میں اتنا کچھ لکھا جاچکا ہے جس کا احاطہ ممکن نہیں اور یہ سلسلہ آئندہ بھی تاقیامت جاری رہے گا- وجہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں آپؐ کی محبت کی تھوڑی سی کسک بھی موجود ہے اور وہ کسی حد تک اپنے مافی الضمیر کو ضبط تحریر میں لانے پر قدرت بھی رکھتا ہے' اس کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے جذبات عقیدت کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرکے اپنے لئے روحانی غذا بھی حاصل کرے اور یہ کام اس کے لئے ثواب دارین کا باعث بھی بن سکے۔

پھر اسی زمرہ مصنفین میں مؤرخین کا وہ گروہ بھی شامل ہوجاتا ہے' جو آپ کو صرف ایک "عظیم انسان" ہونے کی حیثیت سے دیکھتا اور تاریخ نویسی کا فریضہ ادا کرتا ہے' مزید برآں اس طبقہ میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہوجاتے ہیں جو حقیقت میں اسلام اور پیغمبر اسلام دونوں سے بغض و عناد رکھتے ہیں مگر اپنے اس بغض و عناد کو تحقیق و تنقید کے خوشنما پردوں میں چھپا کر سیرت نگاری کے ذریعہ اپنے مذموم نظریات پیش کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ دوسرے کسی موضوع پر آج تک اتنی کتابیں نہیں لکھی گئیں- جتنی آپ کی سیرت پر لکھی جاچکی ہیں- ان میں کچھ تو آپ کی زندگی کے جملہ پہلوؤں کو محیط ہیں اور بعض کسی خاص پہلو کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہیں-

کسی انسان کا عظیم ہونا اس کے عظمت کردار سے عبارت ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر کردار کی عظمت ہی وہ کسوٹی ہے جو کسی انسان کو عظیم بناتی ہے' پھر بھلا جس ہستی کے متعلق قرآن خود یہ شہادت دے رہا ہو:

﴿ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾ (۶۸:۴)

"بیشک آپؐ اخلاق کے بلند ترین مرتبہ پر فائز ہیں۔"

اس کی عظمت کردار میں کسی مسلمان کو کیا شک ہوسکتا ہے اور غیر مسلم آپ کی عظمت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے انکار نہیں کرسکتے کہ آپ نے ایک ایسی قوم میں ہمہ گیر پہلو انقلاب بپا کرکے دکھلا دیا جو ہر طرح کے فتنہ و فساد میں ڈوبے ہوئے اور قتل و غارت میں سفاک درندے بن چکے تھے۔ یہ لوگ دعوت و تبلیغ کی ابتدا میں ہی آپؐ کے جانی دشمن بن گئے تھے اور اس وقت تک آپ کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک کہ ان میں مقابلہ کی تاب ہی باقی نہ رہ گئی۔

ایک مسلمان تو آپؐ کی عظمت کردار کو از راہ عقیدت بھی تسلیم کرسکتا ہے۔ مگر ایک غیر مسلم آپ کی عظمت کا اقرار اس وقت تک نہیں کرسکتا جب تک وہ آپ کو تاریخ کی بے رحم کسوٹی پر پرکھ نہ لے اور واقعات کے آئینہ میں آپؐ کا مشاہدہ نہ کرلے لہٰذا یہاں ہم آپ کے عظمت و کردار کے چند پہلو مستند احادیث اور کتب تواریخ کی روشنی میں پیش کریں گے۔

آپؐ کی عظمت کردار کے چند پہلو

۱۔ **امانت و دیانت:** عظمت کردار کا ایک پہلو دیانت وامانت ہے۔ جس میں آپ آغاز جوانی میں ہی مشہور ہوچکے تھے، اسی بنا پر مکہ کی سب سے مالدار خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد نے اپنا تمام تجارتی سرمایہ آپ کے حوالہ کردیا۔ اور اس تجارتی سفر میں اپنا غلام زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بھی آپؐ کے ہمراہ کردیا۔ اس سفر سے واپسی پر جب حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے آپؐ کی دیانت و امانت کے واقعات بیان کئے اور اس کے نتیجہ میں منافع بھی پہلے سے دوگنا حاصل ہوا۔ جبکہ اس سے پہلے کبھی اتنا منافع نہ ہوا تھا۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی راست بازی اور دیانت و امانت سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ از خود آپ کو نکاح کا پیغام بھیج دیا۔[1] وہی خاتون جس نے اس سے پہلے کئی روسائے قریش کے پیغام نکاح کو رد کردیا تھا۔ آپؐ سے نکاح کے لئے از خود تیار ہوگئیں۔

۲۔ **صداقت:** عظمت کردار کا ایک اور اہم پہلو سچائی اور راست بازی ہے۔ ہمیشہ سچ بولنا جس قدر کٹھن کام ہے۔ اور بسا اوقات سچ بولنے پر جو مصائب پیش آسکتے ہیں اس کا اندازہ ہر شخص اپنی ذات سے کرسکتا ہے۔

آپؐ نے دعوت و تبلیغ کی خاطر جب کوہ صفا پر اپنی برادری کو اکٹھا کیا تو ان سے یہ سوال کیا کہ:

---

① سیرت النبی ﷺ، ج:۱، ص:۱۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے دامن میں ہو- اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے اس طرف دشمن کا لشکر آپہنچا ہے- جو تم پر حملہ کرنے کو تیار بیٹھا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟"

اب دیکھئے- بظاہر اس سوال کا "ہاں" میں جواب دینا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا- بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ دشمن کا لشکر حملہ کے لئے اتنا قریب آپہنچے- مگر کسی کو کانوں کان اس کی بھنک تک بھی نہ پڑے- لیکن اس کے باوجود آپ کے قبیلہ کے لوگوں نے جواب دیا:

"ہاں! ہم تمہاری خبر پر ضرور یقین کریں گے اور اس کی وجہ یہ بتلائی کہ "ہمارا تجربہ یہی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ سچ ہی بولا ہے" ①

اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ برادری کے لوگ رقیب بھی ہوتے ہیں- وہ کسی کی فضیلت کا اس وقت تک اعتراف نہیں کرتے جب تک کہ اس فضیلت کا انکار محال نہ بن جائے-

۴- انسانی ہمدردی : شادی کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا تمام تر سرمایہ اور مال و دولت آپؐ کے حوالہ کردیا اور کہہ دیا کہ آپ جانیں اور آپ کا کام- آپؐ نے اس سرمایہ سے تجارت کے مال و دولت کو نہیں بڑھایا- بلکہ تمام کا تمام سرمایہ نبوت ملنے سے پیشتر ہی انسانی ہمدردی کے کاموں میں خرچ کر ڈالا- خدیجہؓ فرماتی ہیں آپؐ نے وہ تمام مال مقروضوں کے قرضے اتارنے' بے روزگاروں کو روزگار مہیا کرنے' رشتے ناطے جوڑنے' یتیموں' بیواؤں کی حاجت روائی اور مہمان نوازی کے کاموں میں خرچ کر ڈالا تھا- ② حالی مرحوم نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے-

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

انسانی ہمدردی کا دعویٰ کرنے والے تو آپ کو بہت مل جائیں گے لیکن اپنا تمام تر سرمایہ انسانی ہمدردی کے کاموں پر لگا دینا کسی کسی کا ہی کام ہو سکتا ہے- خصوصاً جبکہ آئندہ آمدنی کے کچھ وسائل بھی نظر نہ آرہے ہوں-

www.KitaboSunnat.com

① بخاری کتاب التفسیر' تفسیر سورہ فرقان
② بخاری کتاب بدء الوحی' باب ۱:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- **تواضع:** عظمت کردار کا ایک اور اہم پہلو عام لوگوں سے تواضع سے پیش آنا ہے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم طائی ۹ھ میں مدینہ آئے تاکہ وہ قریب سے آپؐ کے عادات و اطوار کا مشاہدہ کر سکیں۔ اس وقت تک مکہ فتح ہو چکا تھا اور اہل عرب کی اکثریت اسلام لا چکی تھی۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ راہ میں ہی ایک بڑھیا عورت نے آپؐ کو کھڑا کر کے اپنا ماجرا بیان کرنا شروع کر دیا۔ اور جب تک اس کی بات ختم نہ ہوئی۔ آپ صبر و سکون سے وہیں کھڑے اس کی بات کو سنتے رہے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ خود اپنے قبیلہ "طے" کے سردار اور سردار کے بیٹے تھے۔ انہوں نے یہ ماجرا دیکھ کر اندازہ لگا لیا کہ ایسا متواضع شخص جو بر سر راہ ایک عام بڑھیا کی بات کو اس قدر توجہ سے سن رہا ہے' یقیناً ایک دنیا دار بادشاہ نہیں ہو سکتا اور یہ کسی اللہ کے نبی کی ہی شان ہو سکتی ہے' چنانچہ اس واقعہ سے متاثر ہو کر ہی وہ اسلام لائے تھے۔[1]

۵- **ہمدردی و غمگساری:** نوع انسانیت سے آپؐ کی انتہائی ہمدردی یہ ہوتی تھی کہ وہ اسلام لے آئیں اور اس طرح آخرت کے عذاب سے بچ جائیں اور جب لوگ اس طرف متوجہ نہ ہوتے یا آپکی مخالفت کرتے تو اس بات کا آپکو انتہائی قلق ہوتا تھا۔ اسی حقیقت کو اللہ نے یوں بیان فرمایا: ﴿ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا ﴾ (۱۸:۶)
"(اے محمدؐ) اگر یہ لوگ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید آپ ﷺ ان کے پیچھے رنج کر کر کے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے"

اور حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے زندگی بھر مصائب جھیل کر بھی جو اپنے مشن کو جاری رکھا تو یہ اسی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا اور اس راہ میں آپ کو کیا کچھ مشکلات پیش آئیں یہ پوری کی پوری کتاب اسی اجمال کی تفصیل ہے۔

۶- **صبر و ثبات اور اس کی تلقین:** مکہ میں جو شخص بھی اسلام لایا۔ اس پر مظالم ڈھائے گئے۔ البتہ غلاموں پر مظالم کی نوعیت الگ ہوتی تھی اور آزاد مسلمانوں پر الگ۔ آپ جب کسی غلام پر ظلم ہوتا دیکھتے' تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی اور اس کے لئے آپ ﷺ ہر ممکن مداوا فرماتے کبھی تو انہیں صبر و ثبات کی تلقین فرماتے۔ جیسے حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین پر مظالم ہوتے دیکھ کر آپ نے انہیں فرمایا:

---

① مسلم' کتاب الفضائل' باب قرب النبی .....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اصبروا ال یاسر فان موعدکم الجنه)) ①

"اے آل یاسر! صبر کرو، تم سے جنت کا وعدہ ہے"

اور کبھی اس تلقین کا انداز دوسری نوعیت کا ہوتا۔ ایک دفعہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے ان مظالم کا آپ ﷺ سے ذکر کیا جو ان پر روا رکھے جاتے تھے اور ساتھ ہی ان لوگوں پر بددعا کرنے کی درخواست کی تو آپؐ نے انہیں یوں جواب دیا کہ:

"تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کے گوشت پوست اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں اور ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کردیئے جاتے۔ مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ایک دن اپنے اس دین کو ضرور پورا کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک شخص صنعا سے سوار ہوکر حضر موت تک چلا جائے گا اور اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہوگا" اور ایک روایت میں ہے۔ "مگر تم لوگ تو جلدی کرتے ہو۔" ② اور جب کسی غلام مسلمان پر کفار کے مظالم حد سے بڑھ جاتے تو آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرماتے کہ جیسے بھی بن پڑے اسے خرید کر آزاد کردو" چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کئی بار ایسے غلاموں کی منہ مانگی قیمت ادا کرکے انہیں آزاد کردیا۔ ③

آپؐ کے انہی خصائل کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾

"تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے۔ تمہاری تکلیف اسے گراں گزرتی ہے وہ تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں، وہ مومنوں پر شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں"

---

① مجمع الزوائد، ج: ۸، ص: ۲۲۷، طبقات ابن سعد، ج: ۳، ص: ۱۷۸

② بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ما لقی النبی ﷺ واصحابه من المشرکین بمکة مناقب الانصار

③ سیرت النبی، ﷺ ج: ۱، ص: ۳۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرتی مساوات: معاشرتی مساوات کا مطلب عام لوگوں سے گھل مل کر رہنا اور اپنے آپ کو انہیں جیسا ایک فرد سمجھنا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ آپؐ کسی مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی بلند جگہ پر بیٹھے ہوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیچے بیٹھے ہوں۔ جیسا کہ آج کل کے پیرو مشائخ کا دستور ہے۔ آپؐ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر اور بیٹھ کر کھانا کھاتے حتیٰ کہ غلاموں کے ساتھ مل کر کھانا کھانے میں بھی عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔

معاشرتی مساوات کا ایک اور پہلو تنگی ترشی میں برابر کی شرکت ہے۔ شعب ابی طالب میں مسلمان اور ان کے ساتھی معاشرتی بائیکاٹ کی وجہ سے تین سال تک محصور رہے۔ اس دوران اکثر فاقہ کشی کی نوبت آجاتی تھی۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دوسروں کو چھوڑ کر آپ کو کھانا مہیا کیا جاتا ہو یا آپؐ نے اس بات کو گوارا فرمایا ہو۔

جنگ احزاب کے دوران خندق کی کھدائی کا کام شروع ہوا۔ معاشی لحاظ سے یہ انتہائی تنگی کا وقت تھا۔ بعض دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی کھدائی کا کام جاری رکھتے۔ اس دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشاہدہ کیا کہ آپؐ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔[1]

غزوات کے دوران عموماً سواری کم میسر آتی تھی اور غزوہ ذات الرقاع میں تو چھ آدمیوں[2] کے حصہ میں ایک سواری آتی تھی۔ ایسے مواقع پر بھی آپ کے لئے الگ سواری کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ آپؐ بھی دوسرے صحابہ کی طرح اپنی باری سے سواری پر سوار ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصرار کے باوجود اپنی باری کے علاوہ سوار ہونا گوارا نہ فرماتے تھے۔

اور معاشرتی مساوات کا تیسرا پہلو کام کاج میں برابر کی شرکت ہے۔ مدینہ میں مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی تو جیسے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اینٹ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ آپؐ بھی لا رہے تھے۔[3] جنگ احزاب کے دوران خندق کی کھدائی کا کام شروع ہوا تو کھدائی کا جتنا حصہ ایک صحابی کے ذمہ آتا تھا۔ اتنا ہی حصہ آپؐ نے اپنے ذمہ بھی لگا لیا تھا۔

---

① شمائل ترمذی، بحوالہ سیرت النبی ﷺ، ج:۱، ص: ۴۳۳

② بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذات الرقاع

③ بخاری، کتاب الجہاد، باب الرجز وحضر الخندق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ دوران سفر اسلامی لشکر نے کسی مقام پر پڑاؤ کیا اور کھانے پکانے کے کام کو آپؐ نے صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیا۔ اور خود غائب ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے غائب ہونے پر کچھ پریشان ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ آپ جنگل سے ایندھن اکٹھا کر کے لا رہے ہیں۔

یہ سب عادات و اطوار ایسے ہیں جو کسی کے کردار کے عظمت کا زندہ ثبوت ہیں۔ انہی باتوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں آپ کی عظمت و وقار کو بیسیوں گنا بڑھا دیا تھا۔

قانونی مساوات: قانونی مساوات سے مراد یہ ہے کہ آپؐ اپنے آپ کو دوسروں سے بالاتر اور قانون کی گرفت سے آزاد نہیں سمجھتے تھے اور اس کا بلند ترین مقام یہ ہے کہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں، جبکہ آپ پورے عرب کے حکمران بھی تھے، آپؐ نے خود اپنے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ "جس کسی نے مجھ سے کوئی بدلہ یا قصاص لینا ہو وہ آج لے سکتا ہے" اس اعلان پر ایک صحابی نے ایسا مطالبہ کر دیا جس کی تفصیلات ہم یہاں بخوف طوالت بیان نہیں کر سکتے۔

آپؐ ہی کے قبیلہ قریش کی ایک ذیلی شاخ بنو مخزوم کی عورت فاطمہ مخزومی نے چوری کی تو قبیلہ والوں کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر اس عورت کے ہاتھ کاٹے گئے تو عرب بھر میں قبیلہ والوں کی ناک کٹ جائے گی۔ لہٰذا انہوں نے اس سزا سے درگزر یا تبدیلی کے لئے سفارش کی راہیں ڈھونڈنا شروع کیں۔ بالآخر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید سے یہ سفارش کرائی گئی۔ تو آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپؐ نے بر سر منبر ارشاد فرمایا:

> "تم سے پہلی امتوں کی ہلاکت کا سبب ہی یہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی کمزور جرم کرتا تو اسے سزا دیتے اور اگر کوئی بڑا آدمی وہی جرم کرتا تو اس کی سزا موقوف کر دی جاتی۔ اللہ کی قسم! اگر (فاطمہ مخزومی کی بجائے) فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا"[1]

عفو و درگزر: دشمن پر پورا اختیار رکھنے کے باوجود اس سے بدلہ نہ لینا اور معاف کر دینا بہت بڑی مردانگی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ اہل طائف نے جتنا برا

---

① بخاری، کتاب الحدود، باب اقامة الحدود علی الشریف والوضیع۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلوک کیا وہ واقعہ مشہور و معروف ہے۔ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ سختی کا دن کون سا گزرا اور کون سی مصیبت بڑی تھی؟ تو آپؐ نے فرمایا: ”تمہاری قوم سے مجھے جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا‘ ان میں سب سے سنگین مصیبت وہ تھی جس سے میں گھاٹی (قرن ثعالب طائف) کے دن دوچار ہوا۔“

ایسے مصیبت کے وقت میں جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آکر کہنے لگے کہ یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے اور کہہ رہا ہے کہ ”آپؐ کی قوم نے آپ سے جو سلوک کیا وہ اللہ نے دیکھ اور سن لیا۔ اگر آپ چاہیں تو میں طائف کے دو پہاڑوں کو ملا کر ان کو نیست و نابود کر دوں“ مگر اس حال میں بھی آپ نے ان لوگوں کو معاف فرما دیا اور فرمایا: ”مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے“ ①

مکہ فتح ہوگیا تو آپؐ نے بیت اللہ میں خطاب فرمایا۔ آپؐ کے مخاطبین میں سے اکثر ایسے لوگ تھے جنھوں نے آغاز نبوت سے لے کر آج تک آپؐ پر اور مسلمانوں پر مظالم توڑنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ آپؐ اور مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کر دیا۔ پھر مدینہ میں بھی ان پر چڑھ چڑھ کر آتے رہے۔ تاکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر سکیں۔ ایسے جانی دشمنوں پر بھی جب آپ کو مکمل تسلط حاصل ہوگیا۔ تو آپؐ نے ان سب کو معاف کر دیا۔ ②

علاوہ ازیں بارہا آپ ﷺ پر قاتلانہ حملے ہوئے۔ پھر جب دشمن پر آپؐ کو قابو حاصل ہوگیا تو آپؐ نے اسے معاف کردیا۔ ایسے قاتلانہ حملوں کی پوری تفصیل آپ کو اس کتاب کے آخر میں مل جائے گی۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپؐ نے اپنی ذات کی حد تک کسی سے کبھی انتقام نہیں لیا۔ ③

---

① بخاری‘ کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکہ۔ مسلم۔ کتاب الجهاد والسیر باب مالقی النبی من اذی المشرکین والمنافقین

② سیرت النبی ﷺ ‘ ج:۱‘ ص:۵۳۵

③ بخاری کتاب المناقب‘ باب صفة النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظمت کردار کے جن چند پہلوؤں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ ایجابی پہلو سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے سلبی پہلو بھی ہیں مثلاً اخلاق رذیلہ' حسد' کینہ' غیبت' بخل اور دوسرے ذمائم اخلاق سے اجتناب۔ اگر ان تمام پہلوؤں کا کوئی شخص پورے طور پر احاطہ کرنا چاہے تو یہ بات انسان کے بس سے باہر ہے اور بالآخر مجبور ہو کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ

لا یمکن الثناء کما کان حقہ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

موضوع کتاب

عظمت کردار کے متذکرہ بالا پہلوؤں میں سے میں نے آپؐ کے صبر و ثبات کے پہلو کو موضوع سخن بنایا ہے۔ اور اس کردار کی اہمیت یہ ہے کہ آپؐ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

((اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ))

"سب سے زیادہ شدائد انبیاء پر آتے ہیں' پھر ان کے خاص ساتھیوں پر پھر دوسرے ساتھیوں پر"

گویا سب سے زیادہ مصائب و شدائد انبیاء پر وارد ہوتے ہیں۔ پھر جو شخص جس حد تک نبی کی رفاقت اور محبت کا دم بھرتا ہے۔ اسی نسبت سے اسے بھی ان مصائب و آلام میں حصہ دار بننا پڑتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ: "میں آپ سے محبت رکھتا ہوں" آپؐ نے اسے فرمایا: "ذرا سوچ لو جو کہہ رہے ہو" اس کے بعد اس آدمی نے تین بار یہی بات دہرائی کہ "میں آپ سے محبت رکھتا ہوں" آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدِ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا الفقر اَسْرَعُ اِلٰی مَن يُحِبُّنِىْ عَنِ السَّيْلِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ وفي رواية: ان الفقر الٰی مَن يُّحِبُّنِیْ اَسْرَعُ من السَّيْلِ مِنْ اَعْلَى الْوَادِي)) (ترمذی)

"اگر تم اپنے اس محبت کے دعویٰ میں سچے ہو تو پھر فقر اور اس کے ساتھ آنے والی مصیبتوں کے لئے لوہے کا ایک جھول تیار کر لو۔ کیونکہ مجھ سے محبت رکھنے والے کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جیسے رکا ہوا پانی نشیب کی طرف جاتا ہے" ایک اور روایت میں ہے کہ "تم میں سے جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جیسے وادی کی بلندی سے پانی نشیب کی طرف جاتا ہے"

گویا حق و باطل کے معرکہ میں سب سے زیادہ صبر و ثبات کے ساتھ سینہ سپر ہونے والی جماعت انبیاء کی جماعت ہوتی ہے ان کے بعد اس مقدس گروہ کو مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو انبیاء کا ساتھ دیتے ہیں- اسی حدیث سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپؐ چونکہ تمام انبیاء سے افضل اور ان کے سردار ہیں- لہٰذا آپؐ کو باقی انبیاء سے مصائب و شدائد سے بھی زیادہ سابقہ پڑا تھا-

بلاشبہ انبیاء اور ان کے ساتھیوں کو اللہ کی طرف سے مدد بھی آتی ہے مگر کب؟ اللہ کی مدد تو اس وقت آتی ہے جب اس جماعت کی مقدور بھر کوششوں کے باوجود انہیں اپنی شکست کے آثار نظر آنے لگتے ہیں اور ان کے پائے استقلال میں لغزش آنے لگتی ہے- ایسے نازک مرحلہ سے پیشتر اللہ کی مدد نہیں آیا کرتی اور ہر طرح مصائب و آلام اور رکاوٹوں اور بندشوں کا انہیں خود ہی مقابلہ کرنا پڑتا ہے- چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿ حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّہُمۡ قَدۡ کُذِبُوۡا جَآءَہُمۡ نَصۡرُنَا ﴾ (۱۲:۱۱۰)

"یہاں تک کہ رسول ناامید ہوگئے اور یقین ہونے لگا کہ (اللہ کی نصرت کے بارے میں) جو بات انہوں نے کہی تھی اس میں سچے ثابت نہیں ہو رہے' تو اس وقت انہیں ہماری مدد آپہنچی"

اور دوسرے مقام پر اسی جماعت کے بارے میں فرمایا:

﴿ مَسَّتۡہُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلۡزِلُوۡا حَتّٰی یَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ ﴾ (۲:۲۱۴)

"ان لوگوں کو بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں جن میں ہلا دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور مومن لوگ جو اس کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ دیکھو! عنقریب اللہ کی مدد آیا ہی چاہتی ہے"

مندرجہ بالا آیات و احادیث میں جن مصائب و شدائد کا ذکر ہوا ہے ان کو برداشت کرنے کا نام صبر ہے- ایک دفعہ ایک عورت اپنے کسی قریبی کی قبر پر بیٹھی نوحہ کر رہی تھی- آپؐ اس کے پاس سے گزرے اور کہا: "اگر صبر کرو تو تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے" وہ کہنے لگی: "اگر آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کو ایسا صدمہ پہنچے تو معلوم ہو کہ کیسے صبر ہو سکتا ہے؟" خیر آپؐ وہاں سے چلے آئے۔ بعد میں اس عورت کو کسی نے بتلایا کہ یہ تو اللہ کے رسول تھے اور تم نے انہیں برا جواب دیا ہے۔ وہ عورت آپؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی: "اے اللہ کے رسولؐ! میں صبر کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى [1] "یعنی صبر تو اس برداشت کا نام ہے کہ تکلیف پہنچنے پر فوراً کی جاتی ہے' رونے دھونے اور جزع فزع کے بعد تو آخر ہر ایک نے خاموش ہونا ہی ہوتا ہے اور وہ کر بھی کیا سکتا ہے؟

اور ثبات یہ ہے کہ ان مصائب اور نامساعد حالات کی موجودگی میں بھی اپنے مشن کو جاری رکھنے میں کبھی لغزش نہ آئے۔ اب یہ مصائب و شدائد یا تو قدرتی ہوں گے یا لوگوں کے ڈھائے ہوئے اور عربی زبان میں بلا کا لفظ ان دونوں قسم کی آزمائشوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی باپ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا یا چھ ہی سال کی عمر میں آپ کی والدہ بھی رحلت فرما گئیں وغیرہ وغیرہ۔ قدرتی آزمائشیں ہیں۔ اور لوگوں کے ڈھائے ہوئے مظالم کی داستان تو بڑی طویل ہے۔ یہ کتاب دراصل ایسے ہی مظالم کی تفصیلی داستان ہے بالفاظ دیگر اس پہلو سے آپ ﷺ کی سیرت نگاری کے ضمن میں آپ کے دشمنوں کی سوانح حیات از خود مرتب ہو جاتی ہے۔

مکہ میں آپ کا دشمن صرف آپ کا اپنا قبیلہ قریش تھا۔ جن میں سے چار پانچ افراد کے نام سرفہرست آتے ہیں۔ جبکہ مدینہ میں آپ ﷺ کے دشمن افراد نہیں بلکہ مختلف فرقے اور جماعتیں تھیں۔ مثلاً مشرکین مکہ' یہود' منافقین اور بدوی قبائل وغیرہ۔ لہٰذا آپ کے صبر و ثبات کے پہلو کو اجاگر کرنے کے لئے ان تمام تر دشمنوں کا تذکرہ کرنا ناگزیر تھا۔ اب مشکل یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا صحابیات رضی اللہ عنہن کے تذکرے تو عربی یا اردو کی کتابوں میں یکجا مل جاتے ہیں۔ مگر آپ ﷺ کے دشمنوں کا تذکرہ ضمناً ہی کہیں آجاتا ہے اور میری معلومات کی حد تک چونکہ اس پہلو سے آپ کی سیرت تاحال مرتب نہیں ہوئی۔ اس لئے اسے اس انداز سے ترتیب دینا بذات خود ایک مشکل کام بن گیا۔

---

[1] مسلم' کتاب الجنائز باب في الصبر على المصيبة .....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں آپؐ کو جا بجا تکرار بھی نظر آئے گی۔ جو اس ترتیب کی مجبوری ہے۔ مثلاً جنگ احزاب میں مشرکین مکہ' بدوی قبائل' یہود اور منافقین سب نے ہی حصہ لیا تھا۔ لہٰذا جب ان فرقوں کا الگ الگ تذکرہ لکھا جائے گا تو ان میں جنگ احزاب کا ذکر آنا لابدی ہے۔ تاہم یہ احتیاط ضرور ملحوظ رکھی گئی ہے کہ اس واقعہ کا صرف اسی حد تک ذکر کیا جائے جس حد تک اس واقعہ سے فرقہ مذکورہ کا تعلق ہے۔ اسی لئے واقعات کے زمانی تسلسل کے لئے ایک الگ فہرست نمبر۲ بھی ترتیب دے دی گئی ہے۔

آپؐ کی سیرت نگاری کا کام اس لحاظ سے بھی ایک پر خار وادی میں قدم رکھنے کے مترادف ہے کہ اگر دانستہ یا نادانستہ کوئی غلط بات آپؐ کی طرف منسوب ہو جائے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ اور اگر آپ کا حقیقی مقام بیان کرنے میں کچھ افراط و تفریط ہو جائے تو ان دونوں صورتوں میں ایمان کی خیر نہیں۔ لہٰذا حتی الامکان میری یہی کوشش رہی ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ بھی مواد پیش کیا جائے۔ صحیح روایات کے حوالہ سے پیش کیا جائے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

عبدالرحمٰن کیلانی

31 مارچ 1991ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب : ۱

حصہ اوّل

مکی دور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور اس کے اسباب

بعثت سے پہلے کے مختصر حالات: آپؐ کی پیدائش سے دو ماہ قبل ہی باپ کا سایہ سر[1] سے اٹھ چکا تھا۔ دنیوی لحاظ سے اولاد کی تربیت کے لئے باپ ہی سب سے بڑا سہارا ہوتا ہے اور وہ چھن چکا تھا۔ گویا آپ یتیم ہی پیدا ہوئے تھے۔ آپ والدہ کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔ ابھی چھ سال کی عمر کو پہنچے تھے کہ یہ سایہ بھی سر سے اٹھ گیا اور آپؐ اپنے دادا عبدالمطلب کی کفالت میں آ گئے۔ لیکن ابھی مزید دو ہی سال گزرے تھے کہ یہ سہارا بھی آپؐ سے چھین لیا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف آٹھ سال دو ماہ تھی۔[2] اسی لئے آپ کو دریتیم کہا جاتا ہے۔ ان سب سہاروں کا چھن جانا قدرتی آزمائشیں تھیں۔

عبدالمطلب اپنی وفات کے وقت آپؐ کو آپ کے سب سے بڑے چچا ابولہب کے بجائے ابوطالب کی کفالت میں دے گئے اس لئے کہ حضرت ابوطالب کو آپؐ سے بہت محبت تھی۔ حالانکہ وہ مالی لحاظ سے کمزور بھی تھے اور کثیر العیال[3] بھی۔ لہٰذا بچپن ہی سے آپؐ کو کچھ کمانے اور کما کر اپنے غریب چچا کی مالی امداد کرنے کی فکر لاحق ہو گئی اور آپؐ نے بکریاں چرانے کا شغل اختیار کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ:

---

① مسلم، کتاب الجہاد والسیر باب رد المهاجرين الى الانصار منائحهم .....

② الرحیق المختوم، ص: ۸۴

③ اسی لئے ابوطالب نے اپنی اولاد میں حضرت جعفر طیار کو اپنے بھائی حضرت عباس کی ⟵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم مر الظہران (مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پیلو کے پھل چن رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ''کالے کالے دیکھ کر چنو' وہ خوش مزا ہوتے ہیں'' لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا آپ نے بکریاں بھی چرائی ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں ہاں! کیوں نہیں' کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں''[①]

اس پیشہ سے آپؐ کو چند قیراط[②] ملتے تھے جو آپؐ اپنے چچا کے حوالے کر دیتے اور اس طرح چچا پر بوجھ بننے کے بجائے اس کے مددگار ثابت ہوئے۔ آپؐ صبح بکریوں کا ریوڑ لے کر چلے جاتے اور شام کو گھر واپس آتے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس دور کی مشرکانہ عادات و رسوم میں شمولیت سے بچپن ہی سے بچالیا تھا۔

جوان ہوئے تو آپ کی توجہ تجارت کی طرف مبذول ہوئی۔ کیونکہ اکثر معززین قریش کا یہی شغل تھا۔ اس دور کا رواج یہ تھا کہ سرمایہ دار لوگ سال بھر میں دو دفعہ قافلہ کی صورت میں شام کی طرف تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔ پھر کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جو سرمایہ دار تو ہوتے تھے مگر خود تجارتی سفر نہیں کر سکتے تھے۔ وہ کاروبار کے لئے اپنا سرمایہ کسی قابل اعتماد شخص کے حوالہ کر دیتے اور اسے منافع میں شریک بنا لیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بھی ایسے ہی سرمایہ داروں میں سے تھیں بلکہ سب سے بڑی سرمایہ دار تھیں۔ آپؐ جب پچیس برس کے ہوئے تو اس وقت آپ کی صداقت اور دیانت کا چرچا عام ہونے لگا۔ چنانچہ اب کی بار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا تجارتی سرمایہ رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کیا اور ساتھ ہی اپنا غلام زید بن حارثہ بھی روانہ کر دیا۔

اس تجارتی سفر سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دوگنا منافع حاصل ہوا جس کی وجہ محض آپؐ کی دیانت و امانت اور صداقت تھی۔ نیز حضرت زید بن حارثہ نے واپس آکر جب حضرت خدیجہ

⟵ کفالت میں دے دیا تھا اور شادی کے بعد آپ ﷺ نے ابو طالب کے چھوٹے بیٹے حضرت علی کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ جب آپ کو نبوت ملی اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ دس سال کے لگ بھگ تھی۔

① بخاری' کتاب الاطعمہ باب الکباث وھو ثمر الاراک

② بخاری' کتاب البیوع' باب رعی الغنم علی القراریط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہا سے آپؐ کے فضائل و مناقب بیان کیے تو وہ اس پر متاثر ہوئیں کہ از خود آپؐ کو نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خود کریمانہ عادات و خصائل کی مالکہ تھیں۔ مزید برآں سرمایہ دار بھی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ کئی بار معززین قریش کی طرف سے آپ کو نکاح کے پیغام آ چکے تھے۔ لیکن انہوں نے کسی کے پیغام کو بھی قبول نہیں کیا تھا۔ چنانچہ 25 سال کی عمر میں آپؐ کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوگئی۔ اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی اور پہلے دو بار نکاح ہو چکا تھا۔ اور اب بیوہ تھیں۔ آپؐ کی ساری اولاد' ماسوائے حضرت ابراہیم کے' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن سے پیدا ہوئی۔ ①

نکاح کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپؐ کی ذات سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنا سارا مال و دولت حتیٰ کہ غلام زید بن حارثہ کو بھی آپ ﷺ کے حوالہ کر دیا۔ اس طرح آپ فکر معاش سے آزاد ہوگئے۔ لیکن آپ کی فکر کچھ اور ہی قسم کی تھی۔ آپؐ نے اس دولت کو تجارت میں لگا کر یا خود تجارت کر کے سرمایہ بڑھانے کی کوشش نہیں کی' نہ ہی اسے اپنے لئے عیش و آرام کا سبب بنایا۔ طبیعت میں قناعت' کفایت شعاری' اور سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی' ممکن ہے ان عادات میں آپ کے ابتدائی حالات کو بھی کچھ دخل ہو۔ بہرحال نبوت ملنے سے پیشتر ہی یہ تمام دولت خرچ کر ڈالی۔ اور اس راہ میں خرچ کی جو آپ کی طبعی افتاد کے عین مطابق تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خود بیان فرماتی ہیں کہ آپؐ نے یہ تمام رقم مقروضوں کے قرض اتارنے' بے روزگاروں کو روزگار مہیا کرنے' یتیموں اور بیواؤں کی حاجات پوری کرنے' رشتے ناطے جوڑنے اور مہمان نوازی میں خرچ کر ڈالی تھی" ②

<u>وحی کا نزول</u> : جب آپؐ چالیس سال کی عمر کے لگ بھگ پہنچ گئے تو طبیعت خلوت پسندی کی طرف مائل ہوگئی۔ آپ معمولی سا سامان زیست لے کر غار حرا میں چلے جاتے اور خالق کائنات کے بارے میں غور و فکر کیا کرتے تھے۔ موجود مشرکانہ ماحول اور جاہلی دور کی عادات و رسومات سے آپ سخت بیزار تھے۔

---

① بخاری' کتاب المناقب باب تزویج النبی ﷺ خدیجۃ وَفَضْلِھَا

② بخاری' کتاب بدء الوحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چالیس سال کی عمر میں غار حرا میں آپؐ پر پہلی وحی کا نزول ہوا۔ جبرئیل علیہ السلام کی آمد اور اس کے دو تین بار بھینچنے سے آپ سخت گھبرا گئے۔ اسی حالت میں آپؐ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: "مجھے تو اپنی جان کا بھی خطرہ[1] پڑ گیا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور صورت حال کی مزید تحقیق کے لئے آپؐ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل ایک عیسائی عالم، متقی اور شرک سے بیزار رہنے والا معمر شخص تھا۔ اس نے جب یہ ماجرا سنا تو کہا کہ: یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا۔ پھر کہنے لگا: "کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم تمہیں اس شہر سے نکال دے گی" آپؐ نے نہایت تعجب سے پوچھا: "کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟" ورقہ نے کہا: "ہاں! جب کسی شخص نے ایسی بات کہی جیسی تم کہتے ہو تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے۔ اگر میں زندہ رہا تو اس وقت تمہاری پوری پوری مدد کروں گا"[2] پھر تھوڑا ہی عرصہ بعد ورقہ بن نوفل راہی ملک عدم ہو گئے۔[3] اور یہ سہارا بھی آپؐ سے چھن گیا۔

یہ پہلا موقع تھا جب آپؐ کو معلوم ہوا کہ وہی قوم جو آپؐ کو صادق اور امین کے القاب سے پکارتی اور آپؐ کے عادات و خصائل کے گن گاتی ہے اور آپ اس قوم کی آنکھوں کا تارا بنے ہوئے ہیں۔ وہی قوم آپؐ کی دعوت سے آپؐ کی اس قدر دشمن بن جائے گی کہ آپ کو یہاں سے نکال کر ہی دم لے گی۔ یہ بات فی الواقع آپؐ کے لئے بہت حیران کن تھی۔ اب ہم ان اسباب کا جائزہ لینا چاہتے ہیں جن کی بنا پر قوم اپنے محبوب ترین شخص کی جان لیوا بن گئی تھی۔

رسول دشمنی کے اسباب

ا۔ **بت پرستی**: اگرچہ آپؐ کی قوم دین ابراہیمی کے پیروکار ہونے کا دعویٰ رکھتی تھی مگر ان میں شرک اس حد تک رچ بس گیا تھا کہ شرک کی کوئی قسم ایسی نہ تھی جو ان میں نہ پائی جاتی ہو۔ ان اقسام شرک میں سے سب سے بڑی قسم بت پرستی تھی جسے صدیوں پیشتر عمرو بن لحی

---

① بخاری، کتاب بدء الوحی

② بخاری، کتاب بدء الوحی

③ بخاری، کتاب بدء الوحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عرب [1] میں رائج کیا تھا۔ اور جب آپؐ مبعوث ہوئے تو اس وقت بقول مولانا حالی مرحوم یہ حالت تھی کہ:

قبیلے قبیلے کا بت اک جدا تھا — کسی کا ہبل تھا' کسی کا صفا تھا
یہ عزیٰ پہ' وہ نائلہ پر فدا تھا — اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

چنانچہ جب آپؐ نے بعثت سے بیس سال بعد مکہ فتح کیا تو اس وقت اس بیت اللہ کے اندر' جو توحید کا اولین مرکز تھا' تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ان بتوں میں توحید کے سب سے بڑے علمبردار حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بت بھی موجود تھا اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بھی۔ ان ظالموں نے ان دونوں برگزیدہ نبیوں کے ہاتھوں میں فال کے تیر بھی پکڑا رکھے تھے۔ [2] رسول اللہ ﷺ ان بتوں کو چھڑی سے توڑتے اور گراتے جاتے تھے اور ساتھ یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ [3]

﴿ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾ (۸۱:۱۷)

"حق آ گیا اور باطل بھاگ نکلا۔ اور باطل تو ہے ہی بھاگ کھڑا ہونے والا"

ان بتوں کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا جاتا تھا۔ مشکل پڑنے پر ہر شخص اپنے ہی مشکل کشا کو پکارتا تھا۔ ہر شخص اور ہر قبیلہ اپنے ہی بت کی پوجا پاٹ کرتا اور اسی کے آگے نذرانے پیش کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ان کا طواف بھی کیا جاتا اور ان کی جے بھی پکاری جاتی تھی۔ مشہور بتوں اور ان کے پوجنے والے قبیلوں کے نام یہ ہیں: [4]

بت کا نام	مقام	پوجنے والے قبیلے کا نام
لات	طائف	ثقیف' قریش
عزیٰ	مکہ معظمہ	قریش' کنانہ
منات	مدینہ منورہ	اوس' خزرج' غسان

① بخاری' کتاب المناقب باب قصة خزاعة
② بخاری' کتاب المغازی' باب فتح مکہ
③ بخاری' کتاب المظالم باب هل تكسر الدنان .....
④ سیرت النبی ﷺ' ج:۱' ص: ۲۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بت کا نام	مقام	پوجنے والے قبیلے کا نام
وَدّ	دومۃ الجندل	بنو کلاب
سواع		ہذیل
یغوث		مدلج اور بعض یمنی قبائل
یعوق		ہوازن

پھر ان سب بتوں سے اوپر ایک بڑا بت ”ہبل“ تھا۔ جو ان سب بتوں کا نگران یا افسر اعلیٰ تھا اور سب قبائل کا متفق علیہ خدا تھا۔ جنگ احد کے اختتام پر ابوسفیان نے جب یہ سمجھا کہ میدان کفار کے ہاتھ رہا ہے تو اس نے پہلے ہبل ہی کی جے پکاری اور کہا اَعْلَی الْھُبَل ”ہبل سب سے بلند ہوا“ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق مسلمانوں نے یہ نعرہ لگایا اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ ”اللہ ہی سب سے بلند اور صاحب جلال ہے۔“

پھر دوسری بار ابوسفیان نے خداؤں کی بزرگی کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے معبود عزیٰ کا نعرہ لگاتے ہوئے کہا لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ ”ہمارے لئے تو عزیٰ ہے اور مسلمانو! تمہارے لئے کوئی عزیٰ نہیں“ اس نعرہ کا مسلمانوں نے یوں جواب دیا: اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ [1] ”ہمارا مددگار تو اللہ تعالیٰ ہے جبکہ کافرو! تمہارا کوئی مددگار نہیں۔“

اب رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا آغاز ہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے ہوتا تھا۔ جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ اللہ کے سوا نہ کوئی عبادت کے لائق ہے نہ کوئی حاجت روا ہے اور نہ مشکل کشا جس سے از خود درج ذیل نتائج برآمد ہوتے تھے۔

۱۔ یہ معبود نہ کسی کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے تھے اور نہ نقصان۔ لہٰذا یہ بت بھی بے کار ہیں اور ان کی عبادت بھی باطل ہے۔ اور یہ بات اہل عرب کے لئے سب سے بڑی گالی تھی۔

۲۔ اگر یہ بت فی الواقع باطل ہوں تو ان کے پوجنے والے انتہائی احمق اور نادان ٹھہرتے تھے۔

---

① بخاری، کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اس کلمہ توحید کی زد صرف ان پر ہی نہیں ان کے آباؤ و اجداد پر بھی پڑتی تھی جو اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور یہ لوگ دینی اعتبار سے اپنے آباؤ اجداد کو اپنے سے بہت بلند تر سمجھتے تھے۔

جب آپؐ نے ابتدائے نبوت میں اپنے قبیلہ والوں کو اکٹھا کر کے اپنی دعوت پیش کی تھی تو ابولہب نے انہی نتائج کی روشنی میں آپکی دعوت کو رد کرتے ہوئے کہا تھا کہ تمہارا قبیلہ عرب بھر کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا۔ لہٰذا یہ نادانی کی بات چھوڑ دو۔ دیکھو اگر ان قبائل نے مل کر تمہارے قبیلہ پر حملہ کر کے انہیں نقصان پہنچایا یا تباہ کر دیا تو تم سے زیادہ اپنے قبیلہ کیلئے کون برا شخص ہو سکتا ہے۔ اور میں اس بات کا زیادہ حقدار ہوں کہ تمہیں اس سے روک دوں۔ ①

ان تصریحات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی مخالفت کا سب سے بڑا اور اولین سبب آپ کی "دعوت توحید" تھا۔

۲۔ **نسلی تفوق کا خاتمہ:** اگرچہ اس دعوت کی زد سارے بت پرست قبائل پر پڑتی تھی مگر اس مخالفت کی نمائندگی قریش ہی کے حصہ میں آئی۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ قریش کا خاندان تمام عرب پر مذہبی لحاظ سے حکومت کرتا تھا۔ اس قبیلہ کی برتری کا راز فقط یہ تھا کہ کعبۃ اللہ کا پورے کا پورا نظم و نسق اور انتظام و انصرام اسی قبیلہ کے ہاتھ میں تھا۔ بت شکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا تعمیر کردہ یہ خانہ خدا ان دنوں بتوں سے پٹا پڑا تھا۔ آپ کی دعوت توحید کی زد جس طرح بتوں اور ان کے پرستاروں پر پڑتی تھی۔ بالکل اسی طرح اس نظام کے کارپردازوں یعنی قبیلہ قریش پر بھی پڑتی تھی۔ بالفاظ دیگر بتوں کی خدائی کا خاتمہ لازمی طور پر قریش کے اقتدار کے خاتمہ پر منتج ہوتا تھا۔ گویا آپ کی دعوت کی زد عرب کے دوسرے قبائل کی نسبت قریش پر دوگنا پڑ رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ کو ایذا رسانی کے "کار خیر" میں قریش نے ہی سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

۳۔ **قبائلی رقابت:** قریش کا قبیلہ بھی آگے کئی چھوٹے قبیلوں میں بٹا ہوا تھا اور ان کے ذمہ مختلف قسم کی خدمات ② تھیں مثلاً:

---

① الرحیق المختوم، ص: ۱۱۶

② سیرت النبی ﷺ، ج: ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 سپہ سالاری اور لشکروں کی نقل و حرکت کا کام خاندان بنو مخزوم کے پاس تھا۔ جس کا اس دور میں رئیس ولید بن مغیرہ تھا۔ اس کے بعد یہ منصب ابو جہل کو ملا۔

2 علم برداری خاندان بنو امیہ کے پاس تھی۔ اس دور میں اس شعبہ کا رئیس ابو سفیان تھا۔

3 کعبہ کی کلید برداری اور تولیت بنو عبداللہ عثمان بن طلحہ کے پاس تھی۔ جسے فتح مکہ کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ نے اسی خاندان میں رہنے دیا۔ ①

4 سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانے کا انتظام بنو ہاشم کے پاس تھا۔ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کام کے انچارج تھے۔

5 غریب حجاج کی خبرگیری بنو نوفل کے ذمہ تھی۔ اس وقت حارث بن عامر اس کے ذمہ دار تھے۔

6 خون بہا کا فیصلہ کرنا بنو تیم کے ذمہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

7 اکاؤنٹینسی (Accountancy) کا کام بنو سہم کے پاس تھا اور حرث بن قیس اس وقت خزانچی تھا۔

8 شرافت و برتری کے قضایا کا فیصلہ بنو عدی کے ذمہ تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس منصب پر فائز تھے۔ سفارت بھی انہیں کے ذمہ تھی۔

ان میں سے ہر خاندان یہ چاہتا تھا کہ دوسرا خاندان اپنی حد کے اندر ہی رہے اور اس سے باہر قدم نہ رکھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے (جو بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے) نبوت کا دعویٰ کیا تو ابوجہل کو (جو بنو مخزوم سے تعلق رکھتا تھا) یہی تکلیف پہنچی تھی کہ اس طرح تو بنو ہاشم ہم سے آگے نکل جائیں گے اور یہ بات اسے قطعاً گوارا نہ تھی۔ وہ کہتا تھا کہ:

"ہم اور بنو عبد مناف (آل ہاشم) ہمیشہ حریف مقابل کی حیثیت سے رہے۔ انہوں نے مہمان نوازیاں کیں تو ہم نے بھی کیں۔ انہوں نے خون بہا دیئے تو ہم نے بھی دیئے۔ انہوں نے فیاضیاں کیں تو ہم نے بھی کیں۔ یہاں تک کہ ہم نے ان کے کندھے سے کندھا ملا دیا۔ اب بنو ہاشم پیغمبری کے دعویدار بن بیٹھے ہیں۔ واللہ! ہم

① بخاری' کتاب المغازی' باب فتح مکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پیغمبر پر کبھی ایمان نہیں لا سکتے' نہ ہی ہم اس کی تصدیق کریں گے۔ ①

۴۔ روم سے ہمدردیاں: قریش دشمنی کا ایک اتفاقی سبب یہ بھی بن گیا کہ انہی ایام میں اس دور کی دو بڑی طاقتوں ایران اور روم میں جنگ چھڑ گئی۔ ایرانی عقیدتاً مشرک اور عملاً آتش پرست اور بت پرست تھے۔ لہٰذا قریش کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں اور رومی عیسائی تھے جو اپنے آپ کو موحد کہتے تھے۔ لہٰذا مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں۔ اگرچہ اس جنگ میں روم کو شکست ہوگئی جس سے قریش مکہ بہت خوش تھے مگر ساتھ ہی قرآن کریم نے یہ پیش گوئی بھی فرما دی کہ چند ہی سال بعد رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ ② یہ اعلان قریش مکہ کے لئے ایک تازیانہ تھا۔ اس طرح مسلمانوں سے قریش مکہ کی عداوت کا ایک ہنگامی سبب یہ بھی بن گیا۔

۵۔ قریشی سرداروں کے عیوب پر تنقید

مکی دور میں مسلمان انتہائی کمزور اور مشرکین کے مظالم کی چکی میں پس رہے تھے۔ وہ ان لوگوں کی زیادتیوں اور بدتمیزیوں کا جواب دینے سے قاصر تھے۔ لہٰذا ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً آیات نازل ہوتی رہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ان سرداروں کے عیوب کی پردہ داری کے سلسلہ میں ابولہب کے سوا کسی کافر کا نام نہیں لیا تاہم سیاق و سباق سے یہ معلوم کرلینا چنداں مشکل نہ تھا کہ ان آیات کا روئے سخن کس طرف ہے اور جب ان سرداروں کو ان کی بدتمیزی کا جواب دیا جاتا تو وہ اور چڑ جاتے۔ ایسے ہی چند واقعات مختصراً درج ذیل ہیں:

(i) ابولہب کی بدتمیزی: جب رسول اللہ ﷺ نے کوہ صفا پر تمام قبائل قریش کو اکٹھا کرکے ان کے سامنے دعوت توحید پیش کی تو ابولہب کہنے لگا۔ تَبًّا لَكَ سَآئِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟ ③ (اے محمدؐ تجھ پر سارا دن ہلاکت ہو کیا تم نے اسی بات کے لئے ہمیں جمع کیا تھا؟

① ابن ہشام' ص: ۱۰۸' بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۱۸۵

② سورہ روم آیات ۱ تا ۳

③ بخاری' کتاب التفسیر' تفسیر سورہ تبت یدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کا جواب آپؐ نہیں دے سکتے تھے اس لئے کہ وہ آپ کا چچا اور بمنزلہ باپ تھا۔ دوسرے وہ قریش کا معزز سردار تھا اور آپ کمزور تھے۔ لہٰذا آپ بالکل خاموش رہے تو اس بات کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے یوں دیا:

﴿ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۔۔۔ الخ ﴾ (۱:۱۱۱)

"ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ خود بھی ہلاک ہو"

چنانچہ اس ساری سورہ میں ابولہب اور اس کی بیوی کے اخلاق رذیلہ کا تذکرہ ہے۔ جو ابدالآباد تک محفوظ رہے گا اور پڑھا جائے گا اس بات سے ابولہب اور اس کی بیوی اور بھی زیادہ سیخ پا ہو گئے۔

(ii) <u>ولید بن مغیرہ کی کج فکری</u>: جب اسلام کی دعوت توحید کا چرچا ہونے لگا تو سرداران قریش ولید بن مغیرہ (ابوجہل کا چچا' حرب بن امیہ کی وفات کے بعد قریش کی سیادت اسی کے ہاتھ آئی تھی) کے پاس اس غرض سے جمع ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو کیونکر غیر موثر بنایا جاسکتا ہے۔ تاکہ باہر سے آنے والے حجاج اس "شر سے" محفوظ رہ سکیں۔ ولید بن مغیرہ سمجھدار آدمی تھا کہنے لگا اس سلسلہ میں اپنی اپنی تجاویز پیش کرو۔

ایک صاحب بول اٹھے: ہم کہیں گے کہ "یہ شخص کاہن ہے"

ولید کہنے لگا: "واللہ وہ کاہن نہیں۔ اس کے کلام میں نہ کاہنوں جیسی گنگناہٹ ہے' نہ قافیہ گوئی اور نہ تک بندی۔ پھر وہ کاہن کیسے ہوسکتا ہے؟"

دوسرے نے کہا: ہم کہیں گے "وہ پاگل ہے"

ولید نے کہا: "بخدا وہ پاگل بھی نہیں۔ ہم نے پاگلوں کو بھی دیکھا ہے۔ اس کے اندر نہ پاگلوں جیسی دم گھٹنے کی کیفیت ہے' نہ الٹی سیدھی حرکتیں ہیں اور نہ ان جیسی بہکی بہکی باتیں ہیں"

تیسرے نے کہا: "ہم کہیں گے۔ "وہ شاعر ہے"

ولید کہنے لگا: "وہ شاعر بھی نہیں۔ ہمیں رجز' ہجز' قریض۔ مقبوض' مبسوط سارے ہی اصناف سخن معلوم ہیں۔ اس کی بات بہرحال شعر نہیں ہے"

تب لوگوں نے کہا: ہم کہیں گے۔ "وہ جادوگر ہے۔"

ولید نے کہا: "وہ جادوگر بھی نہیں۔ یہ شخص نہ تو ان کی طرح جھاڑ پھونک کرتا ہے اور نہ گرہ لگاتا ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے جھنجھلا کر کہا "پھر تم ہی اپنی بے داغ رائے پیش کرو"

ولید کہنے لگا: ذرا سوچ لینے دو۔ اس کے بعد وہ سوچتا رہا' سوچتا رہا۔ بالآخر اس نے اپنی یہ رائے پیش کی کہ تم لوگ یوں کہہ سکتے ہو کہ یہ شخص ایسا کلام پیش کرتا ہے جو ایسا جادو ہے جس سے بھائی بھائی سے' باپ بیٹے سے' شوہر بیوی سے جدا ہو جاتا ہے اور کنبے قبیلے میں پھوٹ پڑ جاتی ہے"۔ چنانچہ اس تجویز پر متفق ہو کر لوگ رخصت ہو گئے۔ ①

اس مکالمہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ولید بن مغیرہ کو حقیقت حال معلوم ہو چکی تھی کہ محمد ﷺ فی الواقع پیغمبر ہیں اور ان پر جو کلام اترتا ہے وہ فی الواقع اللہ کا کلام ہے۔ لیکن ولید بن مغیرہ نے اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے کی خاطر اور مخالفت برائے مخالفت کے طور پر ایسا جواب دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی اس ہٹ دھرمی اور کج فکری کو سورہ مدثر میں یوں بیان فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴾ (۷۴:۱۸ تا ۲۵)

"اس نے سوچا' پھر تجویز پیش کی۔ اس کا ستیاناس ہو' اس نے کیا تجویز پیش کی پھر اس کا ستیاناس' اس نے کیا تجویز کیا' پھر تیوری چڑھائی' پھر منہ بسورا پھر پشت پھیر کر چلا اور تکبر کا اظہار کیا۔ پھر کہنے لگا: یہ تو جادو ہے چلا آتا۔ نیز کہا کہ یہ انسان ہی کا کلام ہے۔ (اللہ کا کلام نہیں)

ان آیات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ان کا مخاطب ولید بن مغیرہ ہی ہو سکتا ہے۔ جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کا باپ تھا۔

(iii) **ابوجہل کبر و نخوت کا پتلا:** ولید بن مغیرہ کے بعد قریش کی سیادت اس شخص کے ہاتھ آئی تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں نماز ادا کرنے سے سختی سے روکا کرتا تھا۔ ایک دن آپؐ کو نماز کی حالت میں دیکھ کر سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا۔ میں نے تمہیں پہلے بھی کئی بار اس کام سے روکا ہے مگر تم باز نہیں آتے۔ پھر دوبارہ یہ کام کرنے پر دھمکی بھی دی اور نہایت متکبرانہ انداز سے آپ کے پاس سے گزر گیا۔ آپؐ تو اسے جواب دے نہ سکتے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سورہ قیامۃ کی درج ذیل آیات نازل فرمائیں۔

---

① الرحیق المختوم' ص:۱۲۱' بحوالہ ظلال القرآن زیر آیت متعلقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴾ (۷۵:۳۱ تا ۳۶)

”نہ تو اس نے (اللہ کے کلام کی) تصدیق کی اور نہ نماز ادا کی بلکہ اسے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا پھر اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا چل دیا۔ افسوس ہے تجھ پر، پھر افسوس ہے تجھ پر، پھر افسوس تجھ پر، پھر افسوس تجھ پر“

ان آیات سے ابوجہل اور بھی برافروختہ ہو گیا اور کہنے لگا: مجھے کاہے کی دھمکی دے رہو۔ بخدا اس وادی میں میری محفل سب سے بڑی ہے۔ جب اس نے یہ بات کہی تو درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

﴿ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ﴾ (۹۶/ ۱۵ تا ۱۹)

”دیکھو! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے یعنی اس جھوٹے خطا کار کی پیشانی کے بال۔ اسے چاہئے کہ وہ اپنے ہمنواؤں کی مجلس بلا لے ہم بھی اپنے موکلان دوزخ کو بلائیں گے“

ولید بن مغیرہ جیسی ہٹ دھرمی اس میں بھی پائی جاتی تھی۔ آپؐ کے زندگی بھر کے ریکارڈ کی بنا پر یہ لوگ آپؐ کو جھوٹا تو کہہ نہیں سکتے تھے مگر دوسری طرف اگر آپؐ کی تصدیق کریں تو سرداری ہاتھ سے جاتی تھی۔ للہذا یہ لوگ کچھ گول مول سی باتیں کر کے خود کو اور دوسروں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ ابوجہل کہا کرتا تھا:

اے محمدؐ! ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے لیکن جو کچھ تم لے کر آئے ہو اسے جھٹلاتے ہیں“

ابوجہل کی اس ہٹ دھرمی پر اللہ تعالیٰ نے یوں گرفت فرمائی۔ ①

﴿ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴾ (۶:۳۳)

”یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے۔ بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں“

ان سب آیات سے واضح طور پر یہ بات سامنے آ جاتی ہے کہ ان کا روئے سخن ابوجہل کی طرف ہے۔

① ترمذی، تفسیر سورہ الانعام، آیت متعلقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(iv) **اخنس بن شریق کے اخلاق رذیلہ :** اس کا شمار بھی روسائے عرب میں ہوتا تھا۔ بنو زہرہ کا حلیف تھا۔ جنگ بدر کے موقع پر جب تجارتی قافلہ بخیریت واپس آنے کی وجہ سے یہ اختلاف واقع ہو گیا کہ اب جنگ لڑنی چاہیے یا رک جانا چاہیے تو اخنس کی رائے یہ تھی کہ اب جنگ نہ لڑی جائے جبکہ ابوجہل جنگ لڑنے پر بضد تھا۔ آخر اخنس اپنے اور بنو زہرہ کے تین سو آدمی لے کر واپس چلا آیا تھا' وہ ذاتی طور پر برا بدخصال' کذاب اور چغل خور انسان تھا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کا سخت دشمن تھا۔ درج ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس کے کردار کا نقشہ پیش کیا ہے۔

﴿ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ﴾ (۶۸/ ۱۰ تا ۱۳)

"ایسے شخص کی باتوں پر نہ لگنا جو بات بات پر قسمیں کھاتا اور ذلیل بنتا ہے' طعن آمیز اشارے کرتا اور چغلی کھاتا پھرتا ہے۔ مال میں بخل کرنے والا' حد سے بڑھنے والا بدکار' سخت خو اور اس کے علاوہ بدذات ہے"

ان آیات میں بھی کسی لعین فرد کا نام نہیں لیا گیا۔ تاہم مکہ میں ان خصلتوں والا کوئی آدمی موجود ضرور تھا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک کے لئے دعوت فکر ہے کہ توحید کے داعی کے کردار کو بھی دیکھو اور ان مخالفین کے کردار کو بھی۔ جن سے بچے رہنا ہی بھلائی کی بات ہے۔

۶۔ لوٹ مار اور قتل وغارت : عرب کا علاقہ ایک بے آب و گیاہ علاقہ ہے۔ جہاں زراعت کا تصور بھی ممکن نہیں۔ مالدار لوگ تو تجارت کر لیتے تھے۔ لیکن غریب اور وحشی قبائل کا پسندیدہ ذریعہ معاش تجارتی قافلوں کو جو یمن سے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چل کر شام اور پھر ایران کی طرف نکل جاتے لوٹ کر گزر اوقات کرنا تھا۔ اس لوٹ مار میں قتل وغارت کی بھی اکثر نوبت آجاتی۔ ویسے تو یہ پیسہ ہی ایک انسان کو دوسرے انسان کے بے دریغ قتل پر بے باک اور جری بنا دیتا ہے۔ تاہم کچھ دوسرے اسباب بھی ایسے موجود تھے جن کی بنا پر انسانی خون کی ارزانی اور وحشت و بربریت اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اور وہ یہ تھے:

۷۔ بے دریغ قتل : اس بے دریغ قتل اور سفاکی کی بعض وجوہ درج ذیل ہیں:

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(i)۔ **قبائلی نظام :** ملک بھر میں طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ ہر قبیلے کا الگ الگ سردار بھی ہوتا تھا اور الگ الگ خدا (بت) بھی۔ ان قبائل میں باہمی رقابت۔ دوسرے کو زیر کرنے اور خود غالب آنے کا جذبہ اس قدر زیادہ تھا کہ اگر دو مختلف قبیلوں کے آدمیوں میں کسی معمولی سی بات پر کچھ تنازعہ پیدا ہو جاتا تو ہر شخص اپنے اپنے قبیلہ کو فریاد کے لئے پکارتا اور آن کی آن میں یہ معمولی تنازعہ قبائلی جنگ میں تبدیل ہو جاتا۔ پھر یہ جنگ مدت مدید تک ختم ہونے کا نام نہ لیتی تھی۔ بقول مولانا حالی مرحوم:

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی — صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کر دی تھی جس نے صفائی — تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ — کہ شہر اک ان کی جہالت کا تھا وہ

(ii)۔ **جھگڑالو اور جنگ جو طبائع :** پھر جیسی غیر اہم باتوں پر ایسی طویل جنگ چھڑ جاتی تھی اس کا ذکر بھی مولانا حالی کی زبان سے سنئے۔

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا — کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پر جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پر جھگڑا — کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
ہر روز ہوتی تھی تکرار ان میں — یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

(iii)۔ **ثار کا عقیدہ :** بے دریغ قتل اور لامتناہی قبائلی جنگوں میں ثار کے عقیدہ کا بھی بڑا دخل تھا۔ اس عقیدہ کا مطلب یہ تھا کہ جب تک مقتول کے خون کا بدلہ نہ لیا جائے' اس کی روح پرندہ کی شکل اختیار کر کے مسلسل چیخ و پکار کرتی رہتی ہے کہ "میں پیاسی ہوں' میں پیاسی ہوں" اور یہ پیاس صرف اس صورت میں بجھ سکتی تھی کہ قاتل یا اس کے قبیلہ کے کسی فرد کا خون کر کے چیخنے والی روح کو چپ کرا دیا جائے۔

(iv)۔ **بربریت :** اہل عرب کی وحشت و بربریت کا یہ عالم تھا کہ دشمن کو مار ڈالنے کے بعد بھی ان کی آتش انتقام ٹھنڈی نہیں پڑتی تھی۔ مار ڈالنے کے بعد وہ اس کی لاش کا مثلہ کرتے یعنی ناک' کان وغیرہ کاٹ کر لاش کو بدشکل اور بے حرمت کرتے۔ کبھی اس کا کلیجہ نکال کر کچا ہی چبا کر اپنی آتش انتقام کو بجھاتے اور کبھی اس کی کھوپڑی میں شراب پی کر۔

۸۔ **طبقاتی تقسیم :** معاشرتی ناہمواری کی ایک اور قسم آقا اور مملوک یا مالک اور مزدور یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزارعہ کے درمیان معاشرتی امتیاز ہے۔ آقا غلام کے مقابلہ میں مالک مزدور یا کسان کے مقابلہ میں' مقامی پناہ گیر کے مقابلہ میں' برہمن شودر کے مقابلہ میں اور چھٹھ لوہار کے مقابلہ میں برتر مخلوق سمجھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ آقائی اور غلامی یا افسری اور ماتحتی یا آجر اور آجیر کی تقسیم محض اس لئے ہے کہ دنیا کا کاروبار چلتا رہے۔ (۳۲:۴۳) نہ اس لئے کہ انسان اسے اپنے حقوق کا ذریعہ سمجھنے لگے۔ مگر "بڑے لوگوں" نے ان باتوں سے اپنی برتری کا پہلو نکال ہی لیا۔ اہل عرب میں جس کسی کے پاس غلام زیادہ ہوتے اتنا ہی وہ معزز اور سرکردہ سمجھا جاتا تھا۔ جبکہ اسلام میں ایسی ذہنیت کی سرے سے کوئی گنجائش نہیں تھی۔

۹۔ شراب نوشی: شراب تو اہل عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ بوڑھا ہو یا بچہ' مرد ہو یا عورت' آقا ہو یا غلام' غرضیکہ شاید ہی کوئی متنفس ہو گا جو شراب کا والہ و شیدا نہ ہو۔ ایک متوالا اور نشہ میں دھت انسان جیسی حرکات کرتا ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ تو جب ساری قوم ہی شراب کے نشہ میں ڈوبی ہوئی ہو تو اس کے جو اثرات معاشرہ پر پڑ سکتے ہیں۔ آپ خود اندازہ لگا لیجئے۔ اپنے فسق و فجور اور عشق و معاشقہ کی داستانوں کو فخریہ بیان کرنا۔ تہمت تراشی' نسلی تفاخر کی بڑ ہانکنا اور فخر و مباہات' چھوٹی چھوٹی باتوں پر تیغ پا ہو کر میدان کارزار بپا کر دینا یہ سب کچھ اسی مذموم عادت کے کرشمے ہیں۔

۱۰۔ فحاشی اور زناکاری: فحاشی اور زناکاری کا رواج اس قدر عام تھا کہ ایسے واقعات کو برسر عام بیان کرنا ایک قابل فخر کارنامہ سمجھا جاتا تھا۔ عرب کے مشہور میلہ عکاظ میں شعرا اور خطیب اپنی اپنی محبوباؤں کا نام لے لے کر اپنی فحاشی اور معاشقہ کی داستانیں مزے لے لے کر سناتے۔ جس سے بعض دفعہ وہی حریف قبیلہ' جس سے معشوقہ تعلق رکھتی تھی' غیرت میں آجاتا' اور اسی مقام پر لڑائی کا میدان گرم ہو جاتا۔ اور حد یہ ہے کہ بعض حیاباختہ عورتیں خود اسی میلہ میں اپنے آشناؤں سے تعلقات کے واقعات کو برسرعام بیان کر دیا کرتی تھیں۔ یہ کچھ تو برسرعام ہوتا تھا اور جو کچھ درونِ خانہ ہو سکتا ہے اس کا آپ خود اندازہ فرما لیجئے۔

یہ سب عادات و خصائل ایسے ہیں جو عربوں کی گھٹی میں پڑ چکے تھے' لیکن اسلام ان میں سے ہر ایک کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پورا عرب اسلام مخالف بن گیا تھا مگر چونکہ اس کی زیادہ تر زد قریشی سرداروں پر ہی پڑتی تھی۔ لہٰذا یہی لوگ آپ کی مخالفت میں پیش پیش رہے۔ اور اس وقت تک رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جب تک کہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مقابلہ کی سکت ہی باقی نہ رہ گئی۔ رہے دوسرے اہل عرب تو وہ حالات کا جائزہ لیتے رہے اور قریشیوں کی مدد کرتے رہے۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور اکثر قریشی اسلام لے آئے تو دوسرے قبائل از خود جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

ایک شبہ کا جواب: یہاں ایک سوال از خود ذہن میں ابھرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر اہل عرب اتنے ہی بداطوار تھے تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سربلندی کے لئے ایسی قوم کو کیوں منتخب کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان سب خرابیوں کے باوجود ان لوگوں میں کچھ ایسے جوہر بھی موجود تھے جو اسلام کی سربلندی کے لئے بنیاد کا کام دے سکتے تھے۔ اور وہ درج ذیل ہیں:

(۱) یہ لوگ دلیر اور بہادر تھے' بزدل اور ڈرپوک نہیں تھے۔ اسلام نے صرف یہ کیا کہ ان کی اس دلیری اور جنگ جویانہ خصلت کا رخ شر سے خیر کی طرف موڑ دیا۔ وہی دلیری اور جرات جو پہلے لوٹ مار' قتل ناحق اور نسلی تفاخر پر صرف ہوتی تھی اب صرف اعلائے کلمۃ الحق میں صرف ہونے لگی۔

(۲) یہ لوگ مہمان نواز بھی تھے اور اپنے کئے ہوئے عہد و پیمان کے پاسبان بھی۔ خواہ کوئی کیسا ہی دشمن ہو' اگر گھر آجاتا تو پھر اس سے انتقام نہ لیتے تھے۔ اور اگر کسی کو پناہ دے دیتے۔ تو پھر اس پناہ کی حفاظت کے لئے جان تک سے دریغ نہ کرتے تھے۔

(۳) یہ لوگ جھوٹ بولنا اپنی توہین سمجھتے تھے اور حقائق کا برملا اعتراف کر لیا کرتے تھے۔ خواہ ان حقائق کی زد ان کی اپنی ذات پر پڑتی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

آپ ﷺ کا بد ترین دشمن

ابو جہل عمرو بن ہشام بن مغیرہ مخزومی (متوفی سن ۲ھ)

عمرو بن ہشام بن مغیرہ' ولید بن مغیرہ رئیس اعظم مکہ کا بھتیجا تھا۔ ولید بن مغیرہ کی وفات کے بعد سیادت اسی کے حصہ میں آئی۔ کنیت ابوالحکم تھی۔ لیکن اس کی اسلام دشمنی اور ہٹ دھرمی کی بنا پر مسلمانوں میں اس کنیت ابو جہل ہی مشہور ہوئی۔ قبیلہ بنو مخزوم سے تعلق رکھتا تھا۔

ابو جہل کی اسلام دشمنی کی وجوہ

قریش مکہ اور دیگر اہل عرب کی اسلام دشمنی کی وجوہ ہم پہلے باب میں بیان کر آئے ہیں۔ یہاں صرف ان وجوہ اور واقعات کا ذکر کریں گے جو ابو جہل سے متعلق ہیں:

۱۔ آبائی دین سے محبت: قریش مکہ کی مجالس کے دو مرکز تھے۔ عمومی مجالس تو بیت اللہ شریف میں تقریباً روزانہ ہی ہوجایا کرتی تھیں۔ مگر جب کوئی اہم اور قابل مشورہ معاملہ درپیش ہوتا تو یہ لوگ "دارالندوہ" میں باقاعدہ جمع ہوا کرتے تھے۔ یہ ان لوگوں کا دارالشوریٰ یا اسمبلی ہال تھا۔ ①

جب اسلام کے ابتدائی خفیہ دعوت کے تین سال بیت چکے اور مکہ بھر میں اسلام اور اس کے بنیادی اصول "توحید" کا چرچا ہونے لگا تو ابو جہل کو سخت فکر دامن گیر ہوئی اور ایک دن وہ دارالندوہ میں اہل مجلس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

"محمد (ﷺ) نے ہمارے دین میں عیب چینی کر کے' ہمارے معبودوں کی تذلیل کر کے

---

① انسائیکلو پیڈیا فیروز سنز ص ۶۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہمارے آباؤ اجداد کی بدگوئی کر کے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے اور میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب میں اسے کعبہ میں سجدہ کرتے دیکھوں تو ایک بھاری پتھر سے اسکا سر کچل دوں۔ اب یہ بات آپ لوگوں پر منحصر ہے کہ اس واقعہ کے بعد میری حفاظت کرو یا مجھے بے یارومددگار چھوڑ دو کہ بنو عبد مناف مجھ سے جو جی چاہے کریں"
اس پر اس کے ساتھیوں نے جواب دیا: "واللہ! ہم تمہیں بے یارومددگار نہ چھوڑیں گے۔ تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو' کر گزرو"[1]

اس مشورہ کے بعد ابوجہل نے کیا کچھ کارنامے سرانجام دیئے' اس کی تفصیل تو آگے آئے گی۔ سردست یہ بتلانا مقصود ہے کہ مشرکین مکہ کو سب سے زیادہ تکلیف عقیدہ توحید کی تھی۔ عقیدہ توحید کو وہ اپنے معبودوں کی تذلیل اور اپنے آباؤ اجداد کی توہین خیال کرتے تھے اور اس معاملہ میں تمام اہل مجلس ابوجہل کے ہم نوا و ہم خیال تھے۔

۲۔ <u>اپنی سیادت کی فکر:</u> مشرکین مکہ کو سب سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوتی۔ جب قرآن کو بلند آواز سے پڑھا جاتا۔ کیونکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ قرآن سن کر ان کی عورتیں اور بچے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ لہٰذا انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ وہ قرآن نہیں سنا کریں گے اور دوسری طرف مسلمانوں پر یہ پابندی لگائی کہ وہ کعبہ میں قرآن بلند آواز سے نہ پڑھا کریں۔ اس پابندی کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی عادات مبارکہ تھی کہ آپؐ رات کو کعبہ میں جاکر نماز ادا کرتے اور نماز میں بلند آواز سے قرآن پڑھتے یہ بات مشرکین مکہ کو سیخ پا کر دیتی تھی۔
اب ایک طرف تو مشرکین اپنے ساتھیوں کو قرآن سے روکتے تھے مگر دوسری طرف ان کا اپنا یہ حال تھا کہ وہ خود بھی قرآن کی فصاحت' بلاغت' اعجاز اور شرینی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے اور قرآن سننے کو جی چاہتا تھا۔ لہٰذا یہ باہمی عہد کرنے والے سردار خود بھی گاہے گاہے چوری چھپے قرآن سن لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ چند سرداران قریش رات کی تاریکی میں چوری چھپے قرآن سن رہے تھے کہ ان میں سے تین سرداروں کو ایک دوسرے کے اس "جرم" کا پتہ چل گیا۔ ان میں سے ایک ابوجہل خود تھا۔ ان میں سے ایک سردار نے ابوجہل سے پوچھا: "جو کچھ تم نے سنا ہے اسکے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟" اس کے جواب میں ابوجہل کہنے لگا:

---

① ابن ہشام' ۱: ۲۸۸ بحوالہ الرحیق المختوم ص ۱۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم اور بنو عبد مناف نے شرف و عظمت میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے مہمانوں کو کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا۔ انہوں نے سواریاں عطا کیں تو ہم نے بھی کیں، انہوں نے عطیات دیئے تو ہم نے بھی دیئے۔ یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے کے ہمسر قرار پائے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ جس پر آسمانوں سے وحی آتی ہے۔ بخدا ہم اس نبی پر کبھی ایمان نہ لائیں گے اور نہ ہی اس کی تصدیق کریں گے" ①

اب دیکھئے ابوجہل سے پوچھا یہ گیا تھا کہ قرآن کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے اور وہ اصل جواب سے گریز کرتے ہوئے جواب یہ دے رہا ہے کہ ہم اس نبی پر ایمان اس لئے نہیں لا سکتے کہ اس سے ہماری سیادت ختم ہوتی ہے۔

۳۔ ہٹ دھرمی: مشرکین مکہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کی مسلمہ صفت "صداقت" کا انکار کرنا محال تھا اور آپؐ ہی کا یہ ارشاد تھا کہ قرآن مجھ پر اللہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ تو اس بات کا جواب ابوجہل یوں دیا کرتا تھا:

"اے محمدؐ ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے لیکن جو کچھ تم لے کر آئے ہو اسے جھلاتے ہیں۔ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی" ②

﴿ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴾ (۶:۳۳)

"یہ لوگ آپ کو نہیں جھلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیات سے انکار کرتے ہیں"

اس آیت میں جحد کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے۔ کہ ابوجہل دل سے حقیقت کو پوری طرح سمجھ چکا تھا اور اسکا یہ زبانی انکار محض ہٹ دھرمی اور ضد کی بنا پر تھا۔

(ا) ابوجہل کی اسلام دشمن کارروائیاں

ابوجہل نے اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی اور ان کی دشمنی میں جو کچھ اقدامات کئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

---

① ابن ہشام، ۱:۳۱۰ بحوالہ الرحیق المختوم ص ۱۵۵

② ترمذی، ابواب التفسیر، تفسیر سورۃ الانعام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ **بلند آواز سے قرآن پڑھنے پر پابندی:** پہلی پابندی جو مسلمانوں پر لگائی گئی وہ یہ تھی کہ وہ قرآن بلند آواز سے نہ پڑھا کریں۔ اس جرم کی پاداش میں کئی بار رسول اللہ ﷺ پر حملے ہوئے اور کئی مسلمانوں کی پٹائی ہوئی۔ جن کی تفصیل آئندہ چل کر بیان ہوگی۔

اسی جرم کی پاداش میں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تو آپ ہجرت کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے برک غماد کے مقام پر پہنچے تھے کہ قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ انہیں اپنی پناہ میں لے کر واپس مکہ لے آئے۔ سرداران قریش نے اس پناہ کو صرف اس شرط پر منظور کیا کہ آپ قرآن بلند آواز سے نہ پڑھا کریں گے کچھ مدت تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس بات پر پابند رہے مگر زیادہ دیر تک نہ رہ سکے اور قرآن بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا۔ قریش نے ابن دغنہ کے پاس جا کر شکایت کی۔ ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر انہیں اپنا عہد یاد دلایا اور کہا کہ اگر تم برسرعام بلند آواز سے قرآن پڑھنا نہ چھوڑو گے تو میں تمہاری پناہ سے دستبردار ہوتا ہوں" اس کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنی پناہ اپنے پاس رکھو اور میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے"[1]

۲۔ **قرآن سننے پر پابندی:** یہ مشرکین کا آپس میں عہد تھا' جسے وہ خود بھی پوری طرح نباہ نہ سکے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ اس پابندی کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ جب قرآن بلند آواز سے پڑھا جا رہا ہو تو خوب شور مچایا جائے تاکہ اس کی آواز کسی کے کانوں میں نہ پڑنے پائے۔ ان کے اس اقدام کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴾ (۴۱:۲۶)

"اور کافر (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو (اور جب پڑھنے لگیں تو اس دوران) شور مچایا کرو۔ تاکہ تم ہی غالب رہو"

۳۔ **کعبہ میں نماز اور طواف پر پابندی:** تیسری پابندی مسلمانوں پر یہ تھی کہ انہیں بیت اللہ میں نماز ادا کرنے اور اس کا طواف کرنے سے روکا جاتا۔ کیونکہ مشرکین کے خیال کے مطابق مسلمان بے دین تھے اور ایسے "بے دینوں" پر کعبہ کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے اور یہ پابندی فتح مکہ تک بحال رہی۔ جب تک قریش مکہ کا مکمل طور پر زور ختم نہ ہوا تب تک کوئی مسلمان طواف کعبہ کے جرم میں مشرکین کے عتاب سے بچ نہ سکتا تھا۔

---

① بخاری' کتاب احادیث الانبیاء' باب هجرة النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ بدر سے پہلے کی بات ہے کہ قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذؓ عمرہ کیلئے مکہ تشریف لائے اور اپنے حلیف قریشی سردار امیہ بن خلف کے ہاں قیام فرمایا اور اسے ساتھ لیکر خانہ کعبہ چلے گئے۔ طواف کعبہ کے دوران ابو جہل سے ملاقات ہوگئی اور ابو جہل امیہ بن خلف کو مخاطب کرکے کہنے لگا: ابو صفوان (امیہ بن خلف کی کنیت) یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ امیہ نے بتلایا کہ "یہ سعد بن معاذ ہیں" پھر ابو جہل سعدؓ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا بڑے امن و اطمینان سے کعبہ کا طواف کر رہے ہو حالانکہ تم لوگوں نے "بے دینوں" کو پناہ دے رکھی ہے۔ اگر تم ابو صفوان کیساتھ نہ ہوتے تو تم زندہ سلامت واپس نہ جاسکتے تھے" سعدؓ نے کڑک کر جواب دیا: "اگر تم نے مجھے طواف سے روکا تو میں تمہارا تجارتی راستہ روک کر تمہارا ناک میں دم کر سکتا ہوں" چنانچہ امیہ بن خلف نے منت سماجت سے بیچ بچاؤ کر کے معاملہ کو رفع دفع کیا۔ ①

۲۔ جسمانی ایذائیں

مشرکین کا مسلمانوں کے خلاف دوسرا اقدام یہ تھا کہ جس مسلمان پر کسی کا بس چلتا اسے جسمانی اذیتیں پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا۔ ابو جہل اس معاملہ میں بھی نہایت سنگدل واقع ہوا تھا۔ آل یاسر یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان کے والد یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اسلام لاچکے تھے۔ یہ قبیلہ بنو مخزوم (یعنی ابو جہل کے اپنے قبیلے کے) غلام تھے۔ لہٰذا ان پر ابو جہل کا پورا بس چلتا تھا۔ ان پر ابو جہل نے خوب مشق ظلم و ستم کی۔ اور اس قدر مظالم ڈھائے کہ یاسر رضی اللہ عنہ ان مظالم کی تاب نہ لا کر وفات پاگئے۔ ان کی بیوی سمیہ رضی اللہ عنہا کو اس بدبخت نے شرمگاہ میں نیزہ مار کر ہلاک کردیا۔ یہ اسلام میں پہلی شہیدہ ہیں جو اس بیدردی اور بے رحمی سے شہید کردی گئیں۔ رہے عمار رضی اللہ عنہ خود تو انہیں کبھی کڑکتی دوپہر میں پتھریلی زمین پر ننگا لٹا کر اوپر سرخ اور وزنی پتھر رکھ دیا جاتا اور کبھی پانی میں غوطے دیئے جاتے۔ ایک دفعہ آپ کو ننگے بدن دوپہر میں پتھریلی زمین پر لٹا کر اذیتیں پہنچائی جا رہی تھیں کہ ادھر سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا۔ وہ ہستی جو سارے جہاں کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوئی تھی یہ نظارہ دیکھ کر اس کے دل پر جو بیتی ہوگی وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ صبر و استقامت کے عظیم پیکر بھی تھے۔ پھر بھی آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور انہیں دلاسا دیتے ہوئے فرمایا:

① بخاری، کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اصبروا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ)) "اے آل یاسر صبر کرنا تمہارے لئے جنت کا وعدہ ہے"

جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ایسے عذاب میں مبتلا کیا جاتا تو اس عذاب سے نجات کی شرط یہ پیش کی جاتی کہ آپ محمد ﷺ کو گالیاں دیں اور لات و عزیٰ کا بھلائی کے ساتھ ذکر کریں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے مجبور ہوکر مشرکوں کی بات مان تو لی مگر اسی وقت آپ کے پاس روتے ہوئے اور معذرت کرتے ہوئے تشریف لائے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ بَعْدَ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ﴾ (۱۰۶:۱۶)

"جس نے ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا (تو اس پر اللہ کا غضب اور دردناک عذاب ہے) مگر جو (کفر پر) مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا (اس کا معاملہ ایسا نہیں)

اس آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی معذرت قبول فرمالی۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ پر ابو جہل کے مظالم

ابو جہل اگرچہ مکہ کا رئیس تھا' مگر قبائلی حمیت کے جاہلی قانون اور حضرت ابوطالب کی سرپرستی کی وجہ سے وہ رسول اللہؐ پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ کرتا تھا۔ نچلا بیٹھنا بھی اس کے لئے محال تھا لہٰذا اس سے جو کچھ بن پڑتا تھا' اس میں اس نے کوئی کمی نہیں کی چنانچہ ایسے ہی چند واقعات درج ذیل ہیں:

۱۔ **ابو جہل کا آپ کو پتھر مارنا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا رد عمل :** ایک دفعہ کوہ صفا پر ابو جہل کا آپؐ کے پاس سے گزر ہوا۔ وہ آپؐ کو دیکھتے ہی سیخ پا ہوگیا اور برا بھلا کہنے لگا۔ آپ بالکل خاموش رہے۔ اسپر بھی اس ظالم کو شرم نہ آئی اور بلاوجہ ایک پتھر اٹھا کر آپؐ کے سر پر دے مارا۔ جس سے آپ کے سر سے خون جاری ہوگیا۔ عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی اپنے مکان واقع کوہ صفا پر بیٹھی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی۔ پچھلے پہر جب آپؐ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ گلے میں کمان حمائل کئے شکار سے واپس آئے تو اس لونڈی نے ابو جہل کی اس ظالمانہ حرکت کا تذکرہ کیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ قریش کے سب سے طاقتور اور مضبوط جوان تھے اور شکار کے بہت دلدادہ تھے۔ آپ گو رشتہ میں رسول اللہ ﷺ کے چچا لگتے تھے مگر عمر میں تھوڑا ہی فرق تھا۔ رضاعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی بھی تھے۔ دونوں نے ابولہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ لہٰذا ان دونوں چچا بھتیجا میں خاص محبت تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ گو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر اپنے بھتیجے پر ابوجہل کی ایسی بدتمیزی پر غصہ سے بھڑک اٹھے۔ سیدھے ابوجہل کے سر پر جاکھڑے ہوئے اور کہنے لگے: "ارے پاجی! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے میرے بھتیجے کو گالیاں بھی دی ہیں اور پتھر بھی مارا ہے۔ اگر آئندہ ایسا کیا تو یاد رکھو! میں بری طرح پیش آؤں گا اور یہ بھی سن لے کہ میں خود آج سے مسلمان ہوگیا ہوں"[1]

اب کیا تھا؟ دونوں طرف سے قبائلی عصبیت بھڑک اٹھی۔ ادھر بنو مخزوم کے اور ادھر بنوہاشم کے لوگ اکٹھا ہونے لگے۔ جب ابوجہل نے دیکھا کہ معاملہ خاصا بگڑ چلا ہے تو اپنے قبیلہ والوں کو یہ کہہ کر ٹھنڈا کر دیا کہ ابوعمارہ رضی اللہ عنہ (حضرت حمزہ کی کنیت) کو جانے دو۔ میں نے واقعی اس کے بھتیجے پر زیادتی کی تھی"[2]

۲۔ <u>آپ ﷺ کی گردن کو روندنے کا قصہ</u> : ایک دفعہ ابوجہل نے سرداران قریش سے کہا۔ "محمد ﷺ آپ لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ خاک آلود کرتا ہے (یعنی بیت اللہ میں نماز ادا کرنے کے دوران سجدہ کرتا ہے) لوگوں نے کہا۔ "ہاں" کہنے لگا "لات و عزیٰ کی قسم! اگر میں نے اسے اس حال میں دیکھ لیا تو اس کی گردن روندڈالوں گا اور اس کا چہرہ مٹی پر رگڑوں گا" اس کے بعد جب اس نے آپ ﷺ کو کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھا (جس پر مشرکین مکہ کی اجارہ داری قائم تھی) تو اسی طرح کے برے ارادہ سے آپ کی طرف بڑھا۔ پھر اچانک پیچھے ہٹنے لگا۔

---

① حضرت حمزہ اس وقت تک حقیقتاً ایمان نہیں لائے تھے۔ صرف جوابی کاروائی کے طور پر اور ابوجہل کا جی جلانے کے لئے یہ بات کہہ دی تھی۔ اس کے بعد جب حضرت حمزہ آپ ﷺ سے ملے تو بتلایا کہ بھتیجے! میں نے ابوجہل سے اس بات کا بدلہ لے لیا ہے جو اس نے تمہارے ساتھ سلوک کیا تھا" یہ سن کر آپ ﷺ کو چنداں خوشی نہیں ہوئی۔ حضرت حمزہ نے وجہ پوچھی تو آپ نے بتلایا! چچا میں انتقام سے خوش نہیں ہوا کرتا۔ ہاں اگر اسلام لے آؤ تو میرے لئے یہ بڑی خوشی کی بات ہوگی۔ چنانچہ حضرت حمزہ نے اسی وقت کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام لے آئے۔ یہ سنہ ۶ نبوی کی بات ہے۔

② ابن ہشام' ا: ۲۹۱' ۲۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرداران قریش نے جب اپنے رئیس کو اس حال میں دیکھا تو حیرانی سے پوچھا۔ "ابوالحکم کیا ہوا؟" وہ گھبرایا ہوا کہنے لگا کہ میرے اور محمد ﷺ کے درمیان ایک خوفناک آگ حائل ہو گئی تھی" اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بتلایا کہ "اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو اچک لیتے" [1]

۳۔ آپؐ پر ابوجہل کا قاتلانہ حملہ : ایک دفعہ وہ اپنے اہل مجلس سے کہنے لگا۔ "محمدؐ نے ہمارے معبودوں کی تذلیل اور بزرگوں کی توہین کرکے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ میں نے اب اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب اسے نماز میں دیکھوں گا۔ اس کا سر ایک بھاری پتھر سے کچل دوں گا۔ پھر تم خواہ میری بنو عبد مناف سے حفاظت کرو یا بے یارو مددگار چھوڑ دو" (یعنی میں بہرصورت یہ کام کرکے رہوں گا) اس کے ساتھیوں نے کہا۔ "ہم تجھے بے یارومددگار نہ چھوڑیں گے۔ تم جو کرنا چاہتے ہو' کر گزرو"

صبح ہوئی تو آپؐ حسب دستور نماز ادا کرنے لگے۔ ابوجہل بھی اپنے پروگرام کے مطابق ایک بھاری پتھر اٹھاکر آگے بڑھا اور آپؐ کے سجدہ میں جانے کا انتظار کرنے لگا۔ قریب پہنچا ہی تھا کہ پھر پیچھے ہٹنے لگا۔ اس کا رنگ اڑ گیا تھا۔ وہ بدحواسی کی وجہ سے اپنے ہاتھ سے پتھر بھی نہ پھینک سکا۔ اس کے دوستوں نے پوچھا۔ "ابوالحکم کیا ماجرا ہے اور تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" جب اس کے ہوش ذرا ٹھکانے آئے تو کہنے لگا" کیا بتاؤں۔ ایک کریہہ المنظر اونٹ آڑے آگیا تھا۔ اس اونٹ جیسی کھوپڑی' اس جیسی گردن اور اس اونٹ جیسے دانت میں نے آج تک نہیں دیکھے یہ اونٹ مجھے نگل جانا چاہتا تھا" [2]

۴۔ مسلمانوں سے مقاطعہ میں ابوجہل کا کردار

ذی الحجہ ۶ نبوی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اس کے تین ہی دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسلام لے آئے تو اس سے مشرکین کو سخت دھچکا لگا۔ وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کر دینے کی صورت میں پہلے تو وہ صرف بنو عبد مناف سے جنگ کا خطرہ محسوس کرتے تھے۔

---

① بخاری' کتاب التفسیر' تفسیر لئن لم ینتہ' نیز مسلم' کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار

② ابن ہشام' ۱: ۲۹۸' ۲۹۹ بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۱۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اب اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو عدی بھی شامل ہو سکتے تھے۔ لہٰذا آپؐ کے قتل کی تجویز اب بہت پیچیدہ صورت اختیار کر گئی تھی۔ مجبوراً اب اسلام کو روکنے کے لئے دوسری تجاویز پر غور کیا جانے لگا۔ بالآخر یہ تجویز طے پائی کہ بنو ہاشم اور بنو عبد مناف کا مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا جائے۔ تاآنکہ وہ خود رسول اللہ ﷺ کو قتل کے لئے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔ اس تجویز کے مطابق تمام مشرکین وادی [1] محصب کے خیف بنی کنانہ کے اندر جمع ہوئے اور بنو ہاشم بنو عبدالمطلب کے خلاف یہ تحریر لکھی گئی کہ (i) ان سے نہ کوئی بول چال رکھیں گے' (ii) نہ لین دین کریں گے اور (iii) نہ ہی رشتہ ناطہ کریں گے۔ تاآنکہ یہ لوگ مجبور ہو کر محمد (ﷺ) کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ بے رحمانہ اور ظالمانہ تحریر لکھ کر کعبہ کے اندر آویزاں کر دی گئی۔ اس تجویز اور اس تحریر میں نمایاں کردار ابو جہل ہی نے ادا کیا۔

شعب ابی طالب کے تین سال محرم ۷ تا محرم ۱۰ نبوی: اس تحریر کے مطابق مقاطعہ کی پابندیاں صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ رہیں۔ بلکہ اس کی لپیٹ میں بنو ہاشم اور بنو عبد مناف کے وہ لوگ بھی آ گئے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ یہ لوگ اب اس بات پر مجبور ہو گئے کہ مکہ کے مخلوط معاشرہ سے کٹ کر اپنا الگ معاشرہ قائم کریں اور کم از کم خود آپس میں اکٹھے رہ کر ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہو سکیں۔ لہٰذا یہ لوگ شعب ابی طالب میں آ کر مقیم ہو گئے۔ مقیم نہیں بلکہ محصور ہو گئے۔ اب ان ظالموں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے مزید تین طرح کے اقدامات کئے پہلا یہ کہ جو تجارتی قافلے سامان خورد و نوش لے کر مکہ آتے تھے انہیں شعب ابی طالب کی طرف جانے سے روکنے کی کوشش کی جاتی اور اگر قافلہ والے ان کی باتوں کو درخور اعتنا نہ سمجھتے تو ان کا دوسرا اقدام یہ ہوتا کہ غلہ کی قیمت اتنی چڑھا دیتے کہ مسلمانوں کی قوت خرید سے بڑھ جاتی اور ان کا تیسرا اقدام یہ تھا کہ اگر کوئی دل میں نرم گوشہ رکھنے والا انسان ان لوگوں کو چوری چھپے غذا پہنچانے کی کوشش کرتا تو اس کی ناکہ بندی کی جاتی۔ اس طرح کے چند در چند اقدامات سے مسلمانوں کو بھوک اور پیاس کے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔

---

[1] بخاری' کتاب التوحید' باب فی المشیۃ والارادۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوبت بایں جا رسید کہ یہ لوگ گھاس پھونس اور درختوں کے پتے کھا کر پیٹ بھرتے اور سب سے زیادہ دلدوز منظر یہ تھا کہ ماؤں کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا اور دودھ پینے والے بچے بھوک کی وجہ سے بلک بلک کر اور رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیتے تھے۔ غور فرمائیے کہ ایسے بچوں کے والدین پر کیا بیتتی ہوگی؟ اور اس ہستی پر بھی جو سارے جہانوں کے لئے رحمت تھی اور سارے جہانوں کا درد اپنے دل میں رکھتی تھی اس کے دل پر کیسے آرے چلتے ہوں گے جس کی خاطر یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔

دنیا کا دستور بھی نرالا ہے۔ معاشرتی مقاطعہ اس سے کیا گیا جو معاشرتی آداب سکھلاتا تھا۔ رشتے ناطے اسی سے توڑے گئے جو رشتے ناطے جوڑنے کا سبق دیتا تھا اور بھوک کا عذاب اس ہستی پر مسلط کیا گیا جس نے بعثت سے پہلے ہی اپنی تمام دولت بیواؤں' مقروضوں' کمزوروں' معذوروں کی بھوک کو دور کرنے میں ختم کر ڈالی تھی۔ پھر یہ سلسلہ ماہ' دو ماہ کا مسئلہ نہ تھا بلکہ یہ سلسلہ مسلسل تین سال تک جاری رہا حتیٰ کہ دشمنوں کے بعض لوگوں کے دل بھی پسیج گئے اور عمل کا ردعمل کفار ہی کی طرف سے شروع ہوا۔ مگر صبر و استقامت کے اس عظیم پیکر کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔

<u>ابوجہل کی سنگدلانہ حرکت</u>: حکیم بن حزام جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ کبھی کبھی چوری چھپے مسلمانوں کو کچھ غلہ پہنچا دیا کرتے تھے۔ اس بات کا ابوجہل کو پتہ چل گیا۔ چنانچہ ایک دفعہ ایسے ہی موقع پر ابوجہل نے غلہ پکڑ لیا اور اس بات پر مصر ہوا کہ وہ کسی قیمت پر یہ غلہ اندر نہ جانے دے گا۔ بالآخر ابوالبختری جو کہ ابوجہل جتنے سنگدل نہ تھے' کی مداخلت پر ابوجہل کچھ نرم ہوا اور غلہ اندر جانے دیا گیا۔

<u>ردعمل</u>: مشرکین میں سے کئی لوگ اس قسم کے ظالمانہ مقاطعہ سے نفرت کرنے لگے تھے اور اس کے خلاف ہو گئے تھے اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو شروع ہی سے اس مقاطعہ کے خلاف تھے۔ مگر ان کی آواز اکثریت کی آواز میں دب گئی تھی۔ ہشام بن عمرو بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھا اور یہ بھی گاہے گاہے چوری چھپے مسلمانوں کو کچھ غلہ پہنچا دیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے ہی جیسے ہم خیال شخص زہیر بن ابی امیہ مخزومی کے پاس گیا۔ زہیر کی ماں عاتکہ' عبدالمطلب کی بیٹی اور ابوطالب کی بہن تھی۔ اور کہنے لگا: "زہیر! کیا تمہیں یہ گوارا ہے کہ تم خود تو کھاؤ پیو اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزے اڑاؤ اور تمہارا ماموں (ابو طالب) یوں بھوکوں مرے" زہیر کہنے لگا: بات تو سخت ناگوار ہے۔ مگر میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں؟" ہشام نے کہا: "تم اکیلے نہیں دوسرا میں بھی ہوں" زہیر نے کہا: اچھا چند ایک اور آدمی اپنے ہم خیال تلاش کرو اور معاہدہ کو چاک کرنے کی گفتگو کی ابتدا میں [1] کروں گا۔ آپ لوگ بس میری ہاں میں ہاں ملاتے جائیں۔

ہشام کی کوشش سے پانچ آدمی اکٹھے ہوگئے۔ جن کا نام یہ ہیں۔(۱)ہشام بن عمرو (۲) زہیر بن ابی امیہ (۳) مطعم بن عدی (۴) ابوالبختری بن ہشام (۵) زمعہ بن الاسود۔ ایک صبح یہ سب حضرات حسب پروگرام کعبہ میں گئے۔ زہیر بن ابی امیہ اس دن خوب بن سج کر آیا تھا۔ وہ قریش کے مجمع کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"مکہ والو! کیا تمہیں گوارا ہے کہ تم خود تو کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ اور بنو ہاشم تباہ و برباد ہوں۔ واللہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اس ظالمانہ اور قرابت شکن معاہدہ کو چاک کر دیا جاوے"

ابو جہل جیسا کینہ پرور انسان بھلا یہ بات کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ کڑک کر بولا۔ "تم غلط کہتے ہو۔ خدا کی قسم اسے پھاڑا نہیں جا سکتا" اس پر زمعہ بن اسود بول اٹھا: بخدا تم زیادہ غلط بات کہہ رہے ہو۔ جب یہ معاہدہ لکھا گیا ہم تو اس وقت بھی راضی نہ تھے"

غرض جب پانچوں ساتھیوں نے ایک دوسرے کی بھرپور تائید کر دی تو ابو جہل کھسیانا ہو کر کہنے لگا۔ "اچھا راتوں رات یہ مشورہ ہوا اور کعبہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر کیا گیا ہے"

<u>مقاطعہ کا خاتمہ</u> : اس دن حضرت ابو طالب بھی کعبہ میں تشریف لائے تھے۔ کہنے لگے: "میں اس لئے یہاں آیا ہوں کہ میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے کہ اس معاہدہ کو کیڑوں نے چاٹ لیا ہے صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔ اب آپ دیکھ لیجئے۔ اگر وہ جھوٹا ثابت ہوا تو ہم اس کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں گے اور اگر وہ سچا ہے تو تمہیں اس ظلم سے باز آجانا چاہئے" اس پر کچھ نوجوانوں نے کہا۔ یہ تو واقعی انصاف کی بات ہے۔

---

① زہیر نے یہ اس لئے کہا کہ وہ بھی مخزومی تھا۔ اور ابو جہل بھی مخزومی جو اس مقاطعہ کا بانی مبانی تھا۔ زہیر نے سمجھا کہ ابو جہل کی مخالفت و معاندت کا زیادہ بوجھ مجھے ہی برداشت کرنا چاہئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان حالات سے ابوجہل نے یہ اندازہ کر لیا تھا کہ رائے عامہ اس کے خلاف ہے اور ہو چکی ہے۔ تحریر کو دیکھا تو فی الواقع باسمک اللھم کے علاوہ باقی سب عبارت کو کاغذ کے کیڑے نے چاٹ لیا تھا۔ [1] اس سے ابوجہل اور اس کے چند ایک حواریوں کو اور بھی ندامت ہوئی۔ اتنے میں مطعم بن عدی اٹھا اور جا کر وہ معاہدہ چاک کر دیا۔ اس طرح مسلمانوں پر مظالم کا یہ انوکھا باب ختم ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کے آخری دو سال

بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ: مقاطعہ کا سلسلہ محرم ۱۰ نبوی میں ختم ہوا۔ اتفاق کی بات کہ اسی سال غمگسار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ہمدرد چچا ابوطالب دونوں کا انتقال ہو گیا۔ ان دونوں ہستیوں کے جدا ہونے سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا۔ اسی لئے اس سال کا نام بھی عام الحزن پڑ گیا۔ اب مشرکین کے حوصلے بڑھ گئے اور انہیں مسلمانوں کی ایذا رسانی کا خوب موقعہ ہاتھ آ گیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ مکہ میں اب تبلیغ کا حلقہ تنگ ہو چکا ہے۔ تو آپ نے طائف کا سفر اختیار کیا۔ مگر وہاں بھی ناکامی اور مایوسی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ واپس مکہ تشریف لائے تو حج کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ آپ بغرض تبلیغ منیٰ میں تشریف لے گئے اور مدینہ کے قبیلہ اوس کے آدمیوں کو اسلام کی دعوت دی چنانچہ چھ آدمی اسلام لے آئے یہ ذی الحجہ ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے۔ یہ امید کی پہلی کرن تھی جو اس عام الحزن کے آخر میں نمودار ہوئی۔ اگلے سال ذی الحجہ ۱۱ نبوی میں اوس و خزرج کے بارہ آدمی آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے اور اس سے اگلے سال ذی الحجہ ۱۲ھ میں مدینہ کے ۷۳ آدمیوں نے عقبہ کے مقام پر رات کی تاریکیوں میں انتہائی خفیہ طور پر آپ کی بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ کو وہاں مدینہ آنے کی دعوت دی اور آپ کی حفاظت کے عہد و پیمان ہوئے۔

مشرکین کا تعاقب: یہ عہد و پیمان اگرچہ انتہائی رازداری اور خفیہ طریق سے طے پائے تھے تاہم مشرکین مکہ کو اس کی بھنک پڑ گئی بس پھر کیا تھا۔ صبح دم ہی مشرکین کا ایک وفد قبیلہ خزرج کے ہاں پہنچ گیا۔ خزرج کے مشرکین چونکہ خود بھی اس معاہدہ کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے۔ لہٰذا

---

① الرحیق المختوم، ص: ۱۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اس وفد کو یقین دہانی کرا دی کہ ایسا کوئی معاہدہ طے نہیں پایا۔ لہٰذا مشرکین کا یہ وفد واپس مکہ لوٹ آیا۔ اس واقعہ کا یہ اثر ضرور ہوا کہ خزرج کے مسلمان چوکنے ہوگئے اور انہوں نے جھٹ مدینہ کی راہ لی۔ آہستہ آہستہ مشرکین کو یہ معلوم ہوگیا کہ معاہدہ والی بات محض افواہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی تھی۔ لہٰذا وہ خزرج کے مسلمانوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ مگر مسلمان تو تیز رفتاری سے جاچکے تھے البتہ سعد بن عبادہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اسلام لاچکے تھے پکڑے گئے۔[1] مشرکین نے انہیں زد و کوب کرنا چاہا۔ مگر مطعم بن عدی اور حرب بن امیہ آڑے آگئے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ قریش کے تجارتی قافلے حضرت سعد بن عبادہ کی پناہ میں ہی مدینہ کے پاس سے گزرتے تھے۔ لہٰذا قہر درویش برجان درویش کے مصداق مشرکین مکہ کو اپنا غیض و غضب ضبط کرنا پڑا۔ اس طرح تمام مسلمان بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گئے۔

آپؐ کے قتل کی اجتماعی سازش: اس واقعہ سے قریش کا غصہ اور بھڑک اٹھا۔ اب انہیں پیغمبر اسلام کا وجود اپنے لئے بہت بڑا خطرہ نظر آنے لگا تھا۔ اس خطرہ کے مستقل سدباب کے لئے دارالندوہ میں اجتماع منعقد کیا گیا اور خطرہ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اصحاب فکر و نظر کی آراء طلب کی گئیں۔ اس اجتماع میں رؤسائے قریش کے علاوہ خود ابلیس[2] بھی شیخ نجدی کی صورت میں آموجود ہوا۔

سب سے پہلے ابوالاسود نے تجویز پیش کی کہ ”اس شخص (یعنی پیغمبر اسلام) کو جلاوطن کردیا جائے“ شیخ نجدی نے اس تجویز کی مخالفت کرتے ہوئے کہ ”تم دیکھتے نہیں کہ یہ شخص اپنے کلام کے ذریعہ لوگوں کے دل جیت لیتا ہے۔ اگر تم نے اسے جلاوطن کیا اور کسی اور قبیلہ نے اسے اپنا پیشوا تسلیم کرلیا اور ان کو تم پر چڑھا لایا تو پھر کیا کرو گے؟“

اس کے بعد ابوالبختری نے یہ تجویز پیش کی کہ ”اسے بیڑیوں میں جکڑ کر قید کردیا جائے۔ پھر دروازہ بند کرکے اس کی موت کا انتظار کیا جائے۔ جیسا کہ اس سے پہلے زہیر اور نابغہ وغیرہ کا واقعہ گزر چکا ہے“ شیخ نجدی نے اس تجویز کی بھی مخالفت کی اور کہا کہ: اس شخص کو زہیر اور نابغہ کی طرح کا ایک شخص سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ کیونکہ اس کے جانثار ساتھی اس کو

---

① الرحیق المختوم، ص: ۲۴۲، بحوالہ زاد المعاد ۲: ۵۱-۵۲، نیز ابن ہشام، ۷ ۴۴-۴۵۰

② الرحیق المختوم، ص: ۲۵۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھڑانے کے لئے یقیناً تم پر حملہ کردیں گے اور اسے قید و بند سے چھڑائے بغیر کبھی چین سے نہ بیٹھیں گے۔ لہذا کوئی اور بات کرو۔"

اب آپؐ کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کی باری آئی۔ اس نے کہا "تمام قبائل کا ایک ایک آدمی منتخب کرلو۔ یہ سب آدمی یکبارگی حملہ کرکے اس کا کام تمام کردیں۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ بنو ہاشم کے لئے تمام قبائل کے خلاف جنگ لڑنا ناممکن ہے۔ لامحالہ وہ دیت پر راضی ہوجائیں گے جو ہم بخوشی ادا کردیں گے"

ابوجہل کی اس تجویز پر شیخ نجدی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ کہنے لگا: اگر کوئی معقول رائے ہوسکتی ہے تو بس یہ ہے" چنانچہ یہ تجویز متفقہ طور پر منظور کرلی گئی۔ اس میٹنگ کی روداد سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو درج ذیل آیات نازل فرماکر مطلع کردیا:

﴿ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ﴾ (۸:۳۰)

"اور جب کفار تمہارے متعلق تجاویز سوچ رہے تھے کہ تمہیں قید کردیں یا قتل کردیں یا جلاوطن کردیں وہ بھی خفیہ تدابیر سوچ رہے تھے اور اللہ بھی تدبیر کررہا تھا اور اللہ تو سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے"

کفار نے اپنی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے گیارہ قبائل سے گیارہ افراد کا انتخاب کیا۔ طے یہ ہوا کہ وہ رات کو آپؐ کے گھر کا گھیراؤ کریں اور صبح جب آپؐ گھر سے نکلیں تو سب یکبارگی حملہ کرکے قصہ پاک کردیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تجویز کو یوں ناکام بنایا۔ کہ بذریعہ وحی آپؐ کو کفار کے اس مشورہ کی اطلاع بھی دے دی اور ہجرت کی اجازت بھی۔ چنانچہ آپ دوپہر کی کڑکڑاتی دھوپ میں۔ جب لوگ عموماً دھوپ سے گھروں میں پناہ لیتے اور سوتے ہیں۔ چہرہ پر کپڑا لپیٹے[1] چھپتے چھپاتے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ وہ پہلے ہی ہجرت کی اجازت اور آپؐ کی آمد کے منتظر تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں الگ الگ اونٹنیوں پر سوار ہوکر کفار کو مغالطہ دینے کی غرض سے یمن کی راہ چلے دیئے اور غار ثور میں جاکر پناہ لی۔ اور کفار کے انتخاب کردہ جوان صبح تک اسی امید پر آپؐ کے گھر کا محاصرہ

---

① بخاری، کتاب احادیث الانبیاء باب ھجرۃ النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیئے رہے کہ آپ صبح نکلیں گے تو ان پر حملہ کریں گے۔ اس طرح ابو جہل کی اس شاندار تجویز قتل کو بھی، جس پر شیخ نجدی کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ناکام بنا دیا۔

جنگ بدر کے بپا کرنے میں ابو جہل کا کردار

جنگ بدر کا سبب: ۲ھ میں قریش مکہ کا ایک تجارتی قافلہ شام گیا۔ طے یہ ہوا تھا کہ قافلہ کا پورے کا پورا منافع مصارف جنگ کے طور پر استعمال کیا جائے اور اس طرح مدینہ پر ایک بھرپور حملہ کر کے مسلمانوں کا قلع قمع کیا جائے۔ مسلمانوں کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے یہ طے کیا کہ جیسے بھی ممکن ہو اس قافلہ کی ناکہ بندی کی جائے۔ تاہم اس تصادم میں جنگ کا امکان بھی موجود تھا۔ چنانچہ اسی موقعہ پر مسلمانوں کو پہلی بار جنگ کی اجازت ملی۔ ادھر ابوسفیان میر قافلہ کو بھی مسلمانوں کے اس ارادہ کی اطلاع ہوگئی تو اس نے فوراً تیز رفتار سواروں کے ذریعہ مکہ میں پیغام بھیجا کہ تجارتی قافلہ کے بچاؤ کے لئے مناسب انتظام کیا جائے۔ چنانچہ مکہ سے ابو جہل ایک ہزار افراد کا مسلح لشکر لے کر میدان بدر کی طرف بڑھا۔

مسلمان جب مدینہ سے روانہ ہوئے تو ان میں کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ تجارتی قافلہ سے سابقہ پڑتا اور لوٹ کا مال ہاتھ آتا ہے یا مسلح لشکر سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ کچھ کمزور دل مسلمان جنگ سے خائف تھے اور چاہتے تھے کہ تجارتی قافلہ کا ہی رخ کیا جائے۔

اب ہوا یہ کہ ابوسفیان نے اپنا راستہ تبدیل کرلیا اور سمندر کے کنارے ہوتا ہوا بچتا بچاتا بخیروعافیت مکہ پہنچ گیا۔ ابو جہل کو جب قافلہ کے سلامتی سے مکہ پہنچ جانے کی اطلاع ملی تو کفار کا لشکر میدان بدر میں پہنچ چکا تھا اور مسلمان بھی اسی مقام تک آپہنچے تھے اور اسی مقام پر جنگ بپا ہوئی۔ [1]

ابو جہل کا جنگ پر اصرار: ابوسفیان نے ابو جہل کو پیغام یہ بھیجا تھا کہ قافلہ بسلامت واپس پہنچ چکا ہے۔ لہٰذا اب جنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ ابوسفیان کے اس پیغام پر لشکر نے واپسی کا ارادہ بھی کرلیا۔ مگر ابو جہل نہایت کبر و نخوت سے بولا: خدا کی قسم ہم تین روز تک میدان بدر میں قیام کریں گے اور اپنی شان و شوکت کا مظاہرہ کریں گے تاکہ تمام اہل عرب پر ہمیشہ کے لئے

---

① بخاری، کتاب المغازی، باب ذکر النبی ﷺ من یقتل ببدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری دھاک بیٹھ جائے۔

روسائے قریش میں سے ایک سردار اخنس بن شریق نے بھی واپس جانے کا مشورہ دیا۔ مگر ابوجہل کے سامنے جب اس کی پیش نہ گئی تو وہ بنی زہرہ کے تین سو آدمی لے کر واپس ہوگیا وہ بنو زہرہ کا حلیف اور اس لشکر میں ان کا سردار بھی تھا۔ جنگ کے بعد بنو زہرہ کے لوگ اخنس بن شریق پر اس کی اصابت رائے کی بنا پر بہت مشکور اور خوش ہوئے۔ بنو زہرہ کے بعد بنو ہاشم نے بھی واپس جانا چاہا مگر ابوجہل نے بڑی سختی سے ان کو روک لیا۔

ابوجہل نے مسلمانوں کے لشکر کا جائزہ لینے کے عمیر بن وہب جمحی کو بھیجا جس نے واپس آکر یہ رپورٹ پیش کی کہ مسلمانوں کا لشکر تو تین سو سے زیادہ معلوم نہیں ہوتا مگر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یثرب کے لوگ اپنے اونٹوں پر خالص موت سوار کیئے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کوئی آدمی تمہیں مارے بغیر نہ مرے گا۔ للذا اچھی طرح سوچ سمجھ لو۔

<u>عتبہ بن ربیعہ کا اصلاحی کردار:</u> عمیر بن وہب جمحی کی اس رپورٹ پر از سر نو لشکر میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ سپہ سالار ابوجہل بدستور جنگ لڑنے پر مصر تھا۔ مگر لشکر کی اکثریت جنگ نہ کرنے پر اتفاق کرنے لگی۔ حکیم بن حزام نے اس کے لئے کوششیں بھی شروع کردیں وہ عتبہ بن ربیعہ۔ جو روسائے قریش میں سے ایک معزز اور واجب الاطاعت سردار تھا' کے پاس آکر کہنے لگا: "اگر آپ ایک نیکی کرجائیں تو آپ کا ذکر ہمیشہ بھلائی سے ہوتا رہے گا" عتبہ نے پوچھا "وہ کیا کام ہے؟" حکیم کہنے لگے: تم اپنے حلیف عمرو بن حضرمی کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لو۔ اس کی دیت اپنے پاس سے ادا کردو اور ضائع شدہ مال بھی دے دو تو جنگ رک سکتی ہے" عتبہ کہنے لگا: "مجھے یہ سب کچھ منظور ہے مگر ذرا جاکے حنظلیہ کے بیٹے (یعنی ابوجہل' اس کی والدہ کا نام حنظلیہ تھا) کا موڈ تو دیکھو"

حکیم بن حزام نے جب ابوجہل کو عتبہ کا پیغام دیا تو وہ بدبخت کہنے لگا: محمد (ﷺ) کے ساتھیوں کو دیکھ کر عتبہ کا سینہ سوج آیا ہے (عتبہ کا بیٹا ابو حذیفہ مدت سے اسلام لاچکا تھا۔ ابوجہل نے عتبہ کو یہی طعنہ دیا تھا) خدا کی قسم! ہم لڑے بغیر کبھی واپس نہ ہوں گے"

عتبہ نے جب ابوجہل کا یہ طعنہ سنا تو اسے اپنی بزدلی اور توہین سمجھتے ہوئے جنگ پر آمادہ ہوگیا۔ دوسری طرف ابوجہل نے یہ ڈرامہ کھیلا کہ دریں اثنا عمرو بن حضرمی کے بھائی عامر بن حضرمی کو بھڑکایا کہ تم اپنے بھائی کے قتل کی سب کے سامنے دھائی دو۔ جب عامر نے جاہلیت کے دستور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق دہائی دی تو ہوش پر جوش غالب آگیا۔ عمیر بن وہب جمحی اور عتبہ اور اس کے ساتھیوں نے جس سوجھ بوجھ کی دعوت دی تھی وہ سب رائیگاں گئی۔ ابو جہل کی جنگ لڑنے پر ضد اور ہٹ دھرمی سب باتوں پر غالب آگئی۔

ابو جہل کی ذلت کی موت: آخر فریقین میں مقابلہ شروع ہوا۔ تھوڑی ہی دیر بعد مشرکین کے لشکر میں ناکامی اور اضطراب کے آثار پیدا ہوگئے۔ کفار کا ایک ہزار کا مسلح لشکر تین سو تیرہ مسلمانوں کی جرات ایمانی کا مقابلہ نہ کرسکا۔ اس حالت میں ابو جہل ایک اعلیٰ گھوڑے پر سوار اپنی فوج کا حوصلہ بڑھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مسلمانوں کو قتل کرنے کی بجائے انہیں گرفتار کرو تاکہ ہم ان کو ان کی حرکات کا مزہ چکھا سکیں۔ خود ابو جہل کی حفاظت کے لئے مشرکین کا ایک مسلح دستہ چاروں طرف سے اس کا احاطہ کئے ہوئے تھا۔ اتنے میں انصار کے دو نوجوان لڑکے معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفرا اس احاطہ کو توڑتے ہوئے عقاب کی تیزی سے بڑھ کر اپنی تلواروں سے یکے بعد دیگر ابو جہل پر حملہ آور ہوئے۔ معاذ بن عمرو کے وار سے ابو جہل کی نصف پنڈلی تک کٹ کر الگ جا پڑی اور معاذ بن عفرا[1] نے ایسی کاری ضرب لگائی کہ کبر و نخوت کا یہ پتلا اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا۔

ابو جہل کا آخری کلام: جب جنگ کی شدت کم ہوئی اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کون ہے جو ابو جہل کے انجام کی خبر لائے؟" صحابہ اس کو تلاش کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے اس حال میں دیکھا کہ ابھی سانس آ جا رہی تھی۔[2] حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹنے کے لئے اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر اس کی داڑھی کو پکڑا اور کہا: "اے اللہ کے دشمن! آخر اللہ نے تمہیں رسوا کیا نا؟"

ابو جہل میں کبر و نخوت کی بو ابھی تک بھی نہ نکلی تھی کہنے لگا۔ مجھے کاہے کو رسوا کیا جس شخص کو تم نے قتل کیا، کیا اس سے بلند پایہ کوئی آدمی ہے؟[3] پھر بولا: کاش! مجھے کسانوں (یعنی انصار کے نوجوانوں) کے بجائے کسی اور (یعنی کسی قریشی) نے قتل کیا ہوتا" پھر پوچھنے لگا:

---

① بخاری، کتاب المغازی، غزوۂ بدر، باب قتل ابی جہل

② ایضاً

www.KitaboSunnat.com

③ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آج فتح کس کی ہوئی؟" حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی" پھر جب آپ نے ابوجہل کا سر کاٹنے کے لئے اس کی گردن پر اپنا پاؤں جما دیا تو کہنے لگا: "او بکریوں کے چرواہے! تو بڑی اونچی اور مشکل جگہ پر چڑھ گیا۔ اب ذرا نیچے سے سر کاٹنا تاکہ یہ کسی سردار کا سر معلوم ہو"

ابوجہل یہی کلمات کہہ رہا تھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا سر دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا: "یہ اس امت کا فرعون ہے" [1]

---

① الرحیق المختوم، ص: ۳۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۳

صف اول کے آپ ﷺ کے باقی دشمن

۲۔ ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب (م ۲ھ)

تعارف: رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا چچا نہایت حسین و جمیل تھا۔ رنگ سیب کی طرح دمکتا تھا اسی وجہ سے اس کی کنیت ابولہب ہوئی۔ مالدار تھا مگر ساتھ ساتھ بخیل بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی خبر جب اسے اس کی لونڈی ثویبہ نے دی۔ تو اس خوشی میں اس نے ثویبہ کو آزاد کردیا۔[1] رسول اللہ ﷺ کے والد تو آپ کی پیدائش سے پیشتر ہی وفات پا چکے تھے۔ بڑا چچا ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو باپ کا قائم مقام سمجھ کر اس نے اپنی عادت کے خلاف خوشی کا اظہار کیا تھا۔ یہ اس کے بخل ہی کا نتیجہ تھا کہ جب آپؐ کے دادا عبدالمطلب فوت ہونے لگے تو انہوں نے آپ کی کفالت۔ اس وقت آپ کی عمر آٹھ برس تھی۔ ابولہب کے بجائے ابوطالب کے سپرد کی جو مالی لحاظ سے ابولہب کی نسبت بہت کمزور تھے۔

مخالفت کی ابتدا: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد تین سال تک اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام خفیہ طور پر ہوتا رہا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا کہ:

﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ (۲۶:۲۱۴)

"اپنے قریبی کنبہ والوں کو (اللہ کے عذاب سے) ڈراؤ"

تو آپؐ نے اس حکم کی تعمیل میں بنوہاشم اور بنو عبدالمطلب کو اپنے ہاں کھانے پر بلایا۔ کل ۴۵ آدمی جمع ہوئے آپ نے ان کے سامنے لا الٰہ الا اللّٰہ کی دعوت پیش کی تو ابولہب جھٹ سے بول اٹھا۔

---

[1] بخاری، کتاب النکاح باب وامھاتکم التی ارضعنکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دیکھو! یہ سب حضرات تمہارے چچا یا چچا زاد بھائی ہیں۔ نادانی چھوڑ دو اور یہ سمجھ لو کہ تمہارا خاندان سارے عرب کے مقابلے کی تاب نہیں رکھتا اور میں سب سے زیادہ حقدار ہوں کہ تمہیں پکڑ لوں۔ بس تمہارے لئے تمہارے باپ کا خانوادہ ہی کافی ہے۔ اور اگر تم اپنی بات پر اڑے رہے اور عرب کے سارے قبائل تم پر ٹوٹ پڑے تو ایسی صورت میں تم سے زیادہ اور کون شخص اپنے خاندان کے لئے شر[1] اور تباہی کا باعث بن سکتا ہے"

ابولہب کی یہ تلخ اور ترش باتیں سننے کے بعد آپؐ نے خاموشی اختیار کرلی اور دوسرے لوگ بھی اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

چند دن بعد آپؐ نے دوبارہ اپنے قرابت داروں کو مدعو کرکے اپنی دعوت ذرا کھل کر پیش کی۔ جس کے نتیجہ میں آپ کے چھوٹے چچا ابوطالب نے کھل کر آپؐ کی مکمل حمایت کا اعلان کردیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ میں ذاتی طور پر عبدالمطلب کا دین چھوڑنے کو تیار نہیں۔

ابوطالب کی اس حمایت کے جواب میں ابولہب کہنے لگا: "خدا کی قسم یہ (یعنی دعوت توحید) برائی ہے۔ اس کے (یعنی نبیؐ کے) ہاتھ دوسرے سے پہلے تم لوگ خود ہی پکڑ لو" اس کے جواب میں ابوطالب نے کہا: "خدا کی قسم! جب تک جان میں جان ہے۔ ہم اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔"[2]

کوہ صفا کی دعوت عام میں ابولہب کا کردار: اس دوسری دعوت کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ آپؐ کو اتنا یقین ہوگیا کہ معززین بنوہاشم میں کم از کم ایک آدمی (یعنی ابوطالب) ایسا ہے جس کی حمایت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ذرا جرات مندانہ قدم اٹھایا۔ ایک دن آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور ایک فریادی کی طرح واصباحاہ کی آواز لگائی اور قریش کے تمام قبائل کے نام لے لے کر مثلاً اے بنی فہر' اے بنی عدی' اے بنی کعب وغیرہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ سب قبائل کے قابل ذکر اشخاص آپؐ کے پاس اکٹھے ہوگئے اور جو نہ پہنچ سکتا تھا۔ اس نے بھی اپنا کوئی نمائندہ بھیج دیا۔ آپؐ ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہوگئے اور مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے اس پار ایک مسلح لشکر جمع ہو رہا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا

---

① الرحیق المختوم' ص: ۱۱۶

② الرحیق المختوم' ص: ۱۱۷' بحوالہ ابن الاثیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم میری بات مان لو گے؟" مجمع نے یک زبان ہو کر کہا۔ "ہاں' اس لئے کہ ہم نے آج تک تم سے سچ ہی کا تجربہ کیا ہے" آپؐ نے فرمایا: "اچھا تو سن لو۔ میں تمہیں ایک سخت عذاب سے پہلے خبردار کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ لٰہذا تم اپنے آپکو جہنم سے بچاؤ۔ میں تم کو اللہ سے بچانے کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔" آپؐ ابھی اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ ابولہب یک دم بھڑک اٹھا اور کہنے لگا:

((تَبًّالَّكَ سَآئِرَالْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا)) ①

"سارا دن تم پر ہلاکت ہو' کیا اسی بات کے لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟"

اگرچہ ابولہب کی اس بدتمیزی کی وجہ سے یہ اجتماع کچھ نتیجہ خیز ثابت نہ ہوا تاہم اس کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ آپؐ نے حسب ارشاد باری تعالیٰ اپنے پورے قبیلہ کو اپنی دعوت کی غرض سے مطلع کردیا اور آپ کی یہ صدا مکہ کے ایک ایک فرد تک پہنچ گئی اور جس بدخلقی اور گستاخی کا مظاہرہ ابولہب نے کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے بدیں الفاظ سورہ لہب نازل فرمائی:

﴿ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ ﴾ (سورة اللهب :۱۱۱)

"ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ خود بھی ہلاک ہو۔ اس کا مال اور اس کی کمائی کوئی چیز بھی اس کے کام نہ آئی۔ وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہو گا اور اس کی بیوی لکڑیاں اٹھائے پھرتی ہے۔ اس کے گلے میں مونج کی رسی ہو گی"

قرآن کریم میں ابولہب ہی کا نام کیوں آیا؟: سوچنے کی بات ہے کہ آپؐ کے دشمن تو اور بھی بہت تھے پھر ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے آپؐ کو ابولہب سے بہت زیادہ دکھ دیئے تھے۔ تو ان تمام دشمنوں میں سے صرف ابولہب ہی کا قرآن میں کیوں نام لے کر ذکر کیا گیا۔ کیا اس کا یہ جرم واقعی اتنا بڑا جرم تھا کہ اس کے حق میں پوری سورہ لہب نازل ہوئی؟ ہمارے خیال میں ابولہب کا یہ جرم فی الواقع اتنا بڑا جرم تھا اور اس کی وجہ دو تھیں:

(۱) پہلی یہ کہ عرب بھر میں کوئی باقاعدہ حکومت تو تھی نہیں کہ اگر کسی شخص پر زیادتی ہو یا وہ قتل ہو جائے تو حاکم کے پاس استغاثہ کیا جا سکے اور وہ حکومت اس کی فریاد رسی کر سکے۔

---

① بخاری کتاب التفسیر زیر آیت محولہ بالا و تفسیر سورہ سبا و تفسیر سورہ تبت یدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے دے کے ایک قبائلی حمیت ہی وہ چیز تھی جو ایسے اوقات میں کام آتی تھی۔ مظلوم شخص فوراً اپنے قبیلہ کو دادرسی کے لئے پکارتا اور پورا قبیلہ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑا ہوتا۔ اس وجہ سے ان کو اضطراراً بھی صلہ رحمی کا پاس رکھنا پڑتا تھا۔ ابولہب ہی وہ واحد بدبخت شخص ہے جس نے اس مخصوص دور کے ایک واجب الاحترام قانون کو توڑ کر اپنے قبیلہ کے علی الرغم ڈٹ کر مخالفت کی۔ پھر جب بنوہاشم اور بنو عبدالمطلب کو معاشرتی بائیکاٹ کی وجہ سے شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تھا۔ تو اس وقت بھی ابولہب نے اپنے قبیلہ کا ساتھ نہیں دیا تھا اور یہ تو واضح ہے کہ شعب ابی طالب کے محصورین میں بہت سے ایسے لوگ بھی شامل تھے جو آپؐ پر ایمان نہیں لائے تھے تاہم قبائلی حمیت کی بنا پر انہوں نے یہ سب کچھ گوارا کیا تھا۔ اور اس قانون کے احترام کی حد یہ ہے کہ آپ کے چھوٹے چچا ابوطالب نے آپؐ کی حفاظت کے لئے زندگی بھر قریش مکہ کی مخالفت مول لی۔ حالانکہ آخر دم تک وہ ایمان [1] نہ لائے تھے۔

(۲) دوسری وجہ یہ تھی کہ عرب کے اس قبائلی معاشرہ میں چچا کو بھی باپ کا درجہ حاصل تھا۔ بالخصوص اس صورت میں کہ حقیقی والد فوت ہوچکا ہو۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ آپؐ کی پیدائش کی خبر سن کر ابولہب نے بحیثیت باپ خبر دینے والی لونڈی ثویبہ کو آزاد کردیا تھا۔ پھر جب آپ نے اپنی دعوت توحید کا آغاز کیا جس کا لازمی نتیجہ پورے عرب معاشرہ کی مخالفت کی صورت میں بالکل واضح تھا تو اس وقت عرب کے دستور کے مطابق ابولہب کو آپ کی حفاظت کا فریضہ بطریق احسن بجالانا چاہئے تھا۔ خواہ وہ ایمان لاتا یا نہ لاتا' یہ اس کا ذاتی مسئلہ تھا۔ مگر وہ آپ کی حفاظت کے بجائے بغض و عناد میں اتنا آگے نکل گیا کہ اس کا شمار آپ کے صف اول کے دشمنوں میں ہوتا ہے۔ جس وقت آپؐ نے کوہ صفا پر اپنی دعوت پیش کی تو ابولہب نے جس قدر بھی بدخلقی' گستاخی اور عداوت کا مظاہرہ کیا' اس پر آپؐ بالکل خاموش رہے۔ اسکی وجہ بھی یہی تھی کہ معاشرتی سطح پر ابولہب آپؐ کے باپ کے مقام پر تھا اور یہی کچھ باپ کے ادب کا تقاضا تھا کہ آپؐ بہرحال خاموش رہتے۔ لہٰذا اس کی بدتمیزی کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے اس کا نام لے کر دے دیا۔ ساتھ ہی ساتھ اسکے اور اسکی زوجہ کے تکلیف دہ اشغال کا بھی تذکرہ فرما دیا۔

---

(1) بخاری' کتاب التفسیر' زیر آیت ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابولہب کی زوجہ: ابولہب کی زوجہ کا نام اروی اور کنیت ام جمیل تھی۔ ابوسفیان بن حرب بن امیہ کی بہن تھی جو ابوجہل کی موت کے بعد رئیس قریش اور سپہ سالار افواج بنا۔ رسول کی دشمنی میں یہ عورت بھی اپنے خاوند سے کسی صورت کم نہ تھی۔ جنگل سے خار دار لکڑیاں اٹھا لاتی اور رات کے اندھیرے میں آپؐ کے بیت اللہ جانے کے راستہ میں بچھا دیتی تاکہ آپؐ کے اور آپؐ کے بال بچوں کے پاؤں کانٹوں سے زخمی ہوتے رہیں۔ خاصی بدزبان اور مفسدہ پرداز عورت تھی۔ جب سورہ لہب نازل ہوئی تو یہ مٹھی بھر کنکریاں لے کر بیت اللہ کو چل کھڑی ہوئی تاکہ آپ کو ہجو کی صورت میں سورہ لہب کا جواب دے اور کنکریاں مار کر انتقام کی آگ بجھائے۔ اتفاق کی بات کہ رسول اللہ ﷺ تو اسے نظر ہی نہ آئے۔ [1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہنے لگی: تمہارا ساتھی کدھر ہے؟ سنا ہے وہ میری ہجو کرتا ہے" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس نے تو کوئی ہجو نہیں کی۔ (یعنی اگر ہجو ہے تو وہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ آپؐ نے تو نہیں کی) یہ جواب سن کر وہ واپس چلی آئی۔

ابولہب کی مخالفت کا طریق کار: حج کے موسم میں تمام اطراف عرب کے لوگ حج کرنے کے لئے آتے تھے۔ آپ ان کے پاس جاکر انہیں توحید کی دعوت دیتے مشرکین نے اسکا یہ توڑ سوچا کہ وہ حج کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور وہاں سے ہر گزرنے والے شخص کو آپؐ کی دعوت کے "خطرے" سے آگاہ کرتے۔ اور آپ کے متعلق جو کچھ کسی کے جی میں آتا' کہہ دیا کرتے۔ ابولہب اس کمیٹی کا سربراہ تھا۔ لہٰذا اس کار خیر میں سب سے نمایاں حصہ اس نے لیا۔ وہ حج کے ایام میں آپ کے پیچھے لگا رہتا اور جہاں کہیں آپؐ تشریف لے جاکر کسی کو توحید کی دعوت دیتے تو ابولہب بعد میں یوں کہتا: لوگو! اس کی بات نہ ماننا۔ یہ جھوٹا اور بے دین ہے" [2]

حج کے دنوں میں عرب میں تین ایسے مشہور و معروف میلے لگتے تھے جن میں اطراف [3] عرب کے اکثر قبائل شمولیت کرتے تھے۔ ان میلوں یعنی عکاظ' مجنہ اور ذوالمجاز کے بازاروں میں بھی آپ اس غرض سے تشریف لے جایا کرتے۔ یہاں بھی ابولہب آپ کے پیچھے پیچھے لگا رہتا

---

① الرحیق المختوم' ۲۹۶' بحوالہ ابن ہشام' ۱: ۳۳۵ - ۳۳۶

② مسند احمد' ۳: ۴۹۲' ۴: ۳۴۱' بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۱۲۲

③ بخاری کتاب التفسیر' باب قولہ لیس علیکم جناح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہی "ڈیوٹی" سرانجام دیتا تھا۔ لوگ عموماً ابولہب کی بات پر زیادہ کان دھرتے۔ کیونکہ رسول اکرمؐ کی دعوت ان لوگوں کے لئے ایسی دعوت تھی جو ان کے لئے نئی بھی تھی اور وہ طبعاً اسے ناپسند کرتے تھے۔ جبکہ ابولہب کی بات ان کے دلوں کی آواز تھی۔

اگرچہ ابولہب نے آپؐ کی دعوت کو ناکام بنانے کے لئے سخت "محنت" کی اور وہ اپنی اس "محنت" کے نتیجہ میں بہت حد تک کامیاب بھی رہا۔ مگر اس باہمی آویزش کا ایک خوشگوار نتیجہ یہ بھی نکلا کہ اس طرح سارے عرب میں آپ کی دعوت اور نبوت کا اس قدر چرچا ہو گیا کہ اگر ابولہب یہ کارنامہ سرانجام نہ دیتا تو شاید آپؐ کی دعوت اور نبوت کو اس قدر شہرت نصیب نہ ہوتی۔ اور بمصداق عدو شرے بر انگیزد کہ خیرما در آں باشد۔ ابولہب کی ایسی مخالفت سے بھی بھلائی کا پہلو نکل آیا۔

آپؐ کی بیٹیوں کو طلاق: بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعثت سے پہلے اپنی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے کیا ہوا تھا۔ بعثت کے بعد جب ابولہب آپ کا دشمن بن گیا تو اس نے از راہ بغض و عناد اپنے بیٹوں کو مجبور کرکے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دلوا دی تھی لیکن ہمارے خیال میں ایسی روایات تاریخی لحاظ سے محل نظر ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آپؐ کی دونوں بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم میں سے رقیہ بڑی تھیں اور ان کی پیدائش کے وقت آپؐ کی عمر ۳۳ سال تھی بالفاظ دیگر بعثت نبوی کے وقت حضرت رقیہ صرف ۷ سال کی تھیں اور ام کلثوم ان سے بھی چھوٹی تھیں۔ اتنی چھوٹی عمر میں لڑکیوں کا نکاح کرکے انہیں سسرال بھیج دینا خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ بعض محتاط مورخین مثلاً سلمان منصور پوری اور شبلی نعمانی وغیرہ نے اس واقعہ کا اپنی تصنیفات میں سرے سے ذکر ہی نہیں کیا۔

آپؐ کے بیٹے عبداللہ کی وفات پر ابولہب کا اظہار مسرت: آپؐ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ یہ ڈیڑھ سال کی عمر میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پھر حضرت زینب' پھر حضرت عبداللہ اور ان کے بعد علی الترتیب آپؐ کی صاحبزادیاں رقیہ' ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور ان کی وفات اس وقت ہوئی جب آپؐ سے قریش کی مخالفت زوروں پر تھی۔ ابولہب آپؐ کا قریبی ہمسایہ تھا اس کو حضرت عبداللہ کی وفات پر اس قدر خوشی ہوئی کہ فوراً سرداران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریش کے پاس جاکر انہیں یہ خوشخبری سنائی کہ محمد (ﷺ) ابتر ہوگیا۔ اس کی جڑ کٹ گئی۔ اس لڑکے کی وفات کے بعد اب کوئی اس کا نام لیوا نہیں رہا۔ اور اس بات کا ہر جگہ پرچار کرنے لگا۔ اس کی اسی حرکت کے جواب میں سورہ کوثر بدیں الفاظ نازل ہوئی۔

﴿ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَالْاَبْتَرُ ○ ﴾ (سورہ کوثر ۱۰۸)

"بلاشبہ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔ بلاشبہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا"

ان آیات میں جہاں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی وہاں یہ بھی بتلا دیا گیا کہ تمہارا دشمنی (ابولہب) اس قدر رسوا ہوگا کہ کوئی اس کا نام لیوا نہ رہے گا۔

معاشرتی بائیکاٹ میں ابولہب کا کردار: ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ ابولہب آپ کی دشمنی میں اس قدر اندھا ہوگیا تھا کہ اسنے اس دور کے قبائلی حمیت کے واجب الاحترام قانون کی بھی معاشرتی بائیکاٹ کے وقت پروانہ کی تھی مشرکین کی شرط یہ تھی کہ جب تک بنو مطلب اور بنو ہاشم رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالہ نہ کردیں گے یہ بائیکاٹ جاری رہے گا اور حوالگی کا مطلب یہ تھا کہ مشرکین آپ کو ٹھکانے لگادیں۔ یہ ایسی غیر منصفانہ بات تھی جو بنو ہاشم اور بنو مطلب کے کفار کو بھی گوارا نہ تھی۔ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور ہونا اور ہر طرح کی سختیاں برداشت کرنا تو گوارا کرلیا۔ مگر قبائلی حمیت کے قانون کی یہ "ذلت" گوارا نہیں کی جبکہ ابولہب کی رسول دشمنی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے اس دشمنی کی بنا پر اپنے خاندان اور قبیلہ کا ساتھ بھی چھوڑ دیا تھا۔

ابولہب کا جنگ بدر سے گریز: ابولہب جس قدر دولت مند تھا' اتنا ہی بخیل بھی تھا۔ اور یہ دونوں صفات مل کر انسان میں ایک تیسری صفت بھی پیدا کردیتی ہیں اور وہ ہے بزدلی۔ چنانچہ جنگ بدر کے سلسلہ میں قریش مکہ نے جب بھرتی کے لئے اعلان عام کیا تو ابولہب اس سے فرار کی راہیں سوچنے لگا۔ بالآخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آگئی۔ اس نے ایک شخص سے چار ہزار درہم قرضہ لینا تھا۔ جن کی وصولی کی اسے توقع نہ تھی ابولہب نے اس شخص کو اپنی جگہ جنگ بدر میں بھیج دیا شرط یہ تھی کہ آئندہ وہ اس سے اپنے قرضہ کا مطالبہ نہ کرے گا۔ اس طرح ابولہب نے ایک تیر سے دو شکار کئے۔ ڈوبے ہوئے قرضہ کی وصولی بھی ہوگئی اور جنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بچاؤ کا مقصد بھی حاصل ہوگیا۔

جنگ بدر میں اکثر سرداران قریش یا تو مارے گئے تھے یا پھر قید ہوگئے تھے۔ ابولہب ان باتوں سے تو بال بال بچ گیا مگر یہ بچاؤ کچھ زیادہ دیر کام نہ آسکا۔ ایک دن لوگ حرم میں بیٹھے ہوئے جنگ بدر کے نتیجہ کی خبر سننے کے لئے کسی آنے والے کا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں شور بلند ہوا کہ ابوسفیان آگیا۔ ابولہب نے سخت بے قراری کے عالم میں ابوسفیان کو اپنے پاس بٹھلا کر جنگ کی صورت حال پوچھی تو ابوسفیان نے اپنی شکست کی ندامت کو چھپاتے ہوئے کہا کہ ہمارا پالا کسی ایسی مخلوق سے پڑا تھا جو زمین و آسمان کے درمیان چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے اور کوئی چیز ان کے مقابلے میں ٹکتی نہیں تھی۔ ہمارے بہت سے سوار مارے گئے اور بہت سے قید ہوگئے"

ابولہب کی عبرتناک موت: ابولہب کو اس خبر سے اس قدر صدمہ پہنچا کہ اسی وقت گھر کو روانہ ہوگیا اور گھر پہنچتے ہی اسے بیماری نے آگھیرا اسے اپنی ساری زندگی کی "محنت" برباد ہوتی نظر آرہی تھی۔ بیماری بڑھتی گئی جو ساتویں دن چیچک کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ اب تو اس کے بیٹوں نے بھی اس کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیا اور بالآخر وہ نہایت بیکسی کی موت مرا۔ مرنے کے بعد بھی اس کا کوئی بیٹا اس کے قریب نہ گیا۔ تین دن ایسے ہی بے گوروکفن پڑا رہا۔ درآنحالیکہ اس کی لاش گل سڑ کر اس سے بدبو آنے لگی۔ جب بیٹوں کو یہ خیال آیا کہ باپ کی لاش کو اس طرح چھوڑنے پر لوگ انہیں مذمت کریں گے تو ایک گڑھا کھود کر اس میں ایک لکڑی سے باپ کی لاش کو دھکیل دیا اور دور ہی سے پتھر پھینک پھینک کر باپ کی لاش کو چھپا دیا۔[1] یہ تھا رسول دشمنی کا وہ انجام جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

﴿ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴾

"ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو۔ اس کی دولت اور اس کی کمائی (اولاد) کوئی چیز بھی اس کے کچھ کام نہ آسکی"

ابولہب کے بیٹے عتیبہ کا انجام: ابولہب کا ایک بیٹا عتیبہ بھی رسول اللہ ﷺ کو ایذائیں دینے میں اپنے باپ کا ساتھ دیتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے دامن کھینچ کر آپؐ کی قمیض پھاڑ دی۔ اور چہرے پر تھوکا بھی مگر اس کی تھوک آپؐ کے چہرہ پر نہ پڑ سکی۔ آپؐ نے اس کے حق میں بددعا

---

① الرحیق المختوم، ص: ۳۵۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کہ ''الٰہی اس پر ایسا کتا مسلط کر جو اس کا کام تمام کر دے'' عتیبہ آپؐ کے منہ سے یہ بد دعا سن کر سہم گیا۔ اور اسے یہ فکر دامن گیر ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے منہ سے نکلی ہوئی یہ بد دعا رائیگاں نہیں جا سکتی اور اس پر اب ضرور کوئی ایسی آفت پڑ کے رہے گی لہٰذا وہ تا حد امکان محتاط رہنے لگا ایک دفعہ شام کے تجارتی سفر کے دوران قافلہ نے رات کو زرقاء کے مقام پر قیام کیا۔ جب قافلہ والوں کو معلوم ہوا کہ اس مقام پر درندے بھی موجود ہیں جو بسا اوقات قافلہ والوں پر حملہ آور ہوتے رہتے ہیں تو عتیبہ کو فوراً رسول اللہ ﷺ کی بد دعا یاد آ گئی اور اس کا دل دہل گیا۔ کہنے لگا: ''ہائے میری تباہی! دیکھو محمد (ﷺ) نے مکہ میں رہتے ہوئے مجھے مار ڈالا'' لوگوں نے اس پکار کی وجہ پوچھی تو اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ چنانچہ ان لوگوں نے پوری احتیاطی تدابیر اختیار کیں اور عتیبہ کو اپنے اور اپنے جانوروں کے گھیرے کے بیچوں بیچ سلایا۔ مگر یہ سب تدبیریں ناکام ثابت ہوئیں۔ گئی رات کو ایک شیر آیا جو سب کو سونگھتا پھلانگتا عتیبہ تک پہنچ گیا پھر اسے اپنے پنجوں میں لے کر پھاڑ ڈالا اور واپس چلا گیا۔ ①

(۳) ابو صفوان امیہ بن خلف جمحی (م ۲ھ)

امیہ بن خلف کا شمار بھی سرداران قریش میں ہوتا ہے۔ اس کا خاندان بھی آسودہ حال تھا۔ رسول دشمنی کے لحاظ سے اس کا شمار آپ کے صف اول کے دشمنوں میں ہوتا ہے۔ امیہ بن خلف بھی ان چھ بدبخت آدمیوں میں سے تھا جن کے لئے رسول اللہ ﷺ نے نام لے بد دعا کی تھی۔ ②

اس شخص کا وطیرہ یہ تھا کہ جس وقت بھی آپ کو دیکھتا' لعن طعن شروع کر دیتا اور علانیہ گالیاں بکتا۔ امیہ بن خلف ہی کے حق میں سورہ الھمزہ بدیں الفاظ نازل ہوئی۔

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ الَّذِىْ جَمَعَ مَالاً وَّ عَدَّدَهٗ ﴾ (۱۰۴:۱'۲)

''لعن طعن کرنے والے اور چغلی کھانے والے کے لئے ہلاکت ہے جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے''

---

① الرحیق المختوم' ص:۱۴۹

② بخاری' کتاب الجہاد والسیر' باب الدعاء علی المشرکین ---

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر امیہ کے مظالم: حضرت بلال بن رباح (حبشی) امیہ بن خلف کے غلام تھے اور اوائل اسلام میں ہی ایمان لے آئے تھے۔[1] امیہ بن خلف بھلا یہ بات کیسے برداشت کرتا کہ اسکا غلام اسلام قبول کرلے۔ امیہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اسلام سے برگشتہ کرنے کیلئے کئی طرح کی سزائیں دیتا اور اذیتیں پہنچایا کرتا تھا وہ بلال رضی اللہ عنہ کی گردن میں رسی ڈال کر انہیں گلی محلے کے اوباش لڑکوں کے حوالے کر دیتا اور وہ انہیں مکہ کے پہاڑوں کی وادیوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے۔ جس سے ذلت وخواری کے علاوہ بدن دکھنے لگتا اور گلے میں رسی کا نشان پڑ جاتا۔ خود امیہ انہیں رسی سے باندھ کر ڈنڈے سے مارا کرتا۔ کبھی چلچلاتی دھوپ میں بٹھائے رکھتا اور دن بھر کھانے پینے کو بھی کچھ نہ دیتا اور جب ان باتوں سے ان کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوتا تو آپ کو کڑکتی دوپہر میں ننگے بدن تپتے ہوئے پتھروں پر لٹا دیتا اور سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیتا پھر کہتا: "اللہ کی قسم! تو اسی طرح پڑا رہے گا تاآنکہ تو مرجائے یا پھر محمد ﷺ کے ساتھ کفر کرے" لیکن ایمان کا مزا بھی کچھ عجیب ہی قسم کا ہوتا ہے۔ آپ یہ تمام تکالیف برداشت کرتے مگر زبان سے احد احد[2] ہی پکارتے تھے۔

ایک دن آپ کو ایسی اذیتیں دی جارہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ دکھ برداشت نہ کرسکے لہٰذا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس مصیبت سے نجات دلائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی منہ مانگی قیمت ادا کرکے خریدا اور آزاد کردیا۔ ایک روایت کے مطابق یہ قیمت ایک کلو سے زائد چاندی تھی۔[3] اس طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کے مظالم سے نجات پائی۔

امیہ بن خلف کی ہلاکت کی پیشینگوئی: ہم پہلے "ابوجہل" کے باب میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر بیت اللہ کے دروازے بند کر رکھے تھے اور یہ پابندی فتح مکہ تک بدستور جاری رہی۔ تاآنکہ ان لوگوں کی سیاسی قوت ویسے ختم ہوگئی۔ جنگ بدر سے پہلے کی

---

① بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب بلال

② سیرت النبی ﷺ، ج:۱، ص:۲۳۲

③ ابن ہشام ۱: ۳۱۷، ۳۱۸ رحمۃ للعالمین ۱: ۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ہے کہ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے کی غرض سے مکہ آئے۔ مکہ میں یہی امیہ بن خلف ان کا حلیف تھا۔ لہٰذا اسی کے ہاں قیام پذیر ہوئے امیہ بھی جب کبھی تجارت کی غرض سے شام کا سفر کرتا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی کے ہاں قیام کرتا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو قریش کی اس عائد کردہ پابندی کا علم تھا۔ لہٰذا آپ نے امیہ سے کہا۔ ذرا ایسا وقت دیکھتے رہو کہ کعبہ میں اور کوئی نہ ہو تو میں جاکر طواف کرلوں۔ چنانچہ امیہ دوپہر کے وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ شریف میں لے گیا۔ آپ طواف کر رہے تھے کہ اتفاق سے ابوجہل بھی ادھر سے آنمودار ہوا اور امیہ کو مخاطب کرکے کہنے لگا "ابو صفوان! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟" امیہ کہنے لگا: "یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں" ابوجہل کہنے لگا: ارے ایک تو تو نے دین بدلنے والوں کو اپنے ہاں پناہ دی پھر اس کی مدد بھی کر رہے ہو" پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: "کیا مزے سے طواف کر رہا ہے۔ اگر ابوصفوان' تمہارے ساتھ نہ ہوتا تو تم یہاں سے بچ کر نہ جاسکتے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کڑک کو جواب دیا: "اگر تم میرا راستہ روکو گے تو میں تمہارا تجارتی راستہ روک کر تمہارا ناک میں دم کردوں گا"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ایسا کھرا جواب سن کر امیہ بھی ڈر گیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو سمجھانے لگا کہ اپنی آواز اتنی بلند نہ کرو۔ ابوالحکم (یعنی ابوجہل) اس ملک کا سردار ہے" حضرت سعد رضی اللہ عنہ امیہ سے کہنے لگے: "تو ابوجہل کی اتنی طرف داری نہ کر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ تو ان کے اصحاب کے ہاتھوں مارا جائے گا" امیہ نے پوچھا: کیا مکہ میں ماریں گے؟" حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میں نہیں جانتا" اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے امیہ سے کہا کہ "تیرے قتل کا سبب ابوجہل ہوگا" [1]

جنگ بدر میں امیہ کی اضطراری شمولیت: امیہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر بہت ڈر گیا۔ کیونکہ کفار دل سے یہ جانتے تھے کہ محمد ﷺ سچا نبی ہے اور اس کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو کر رہتی ہے۔ اس نے گھر آکر اپنی بیوی سے یہ تمام ماجرا بیان کر دیا۔ حفظ ماتقدم کے طور پر امیہ نے قسم کھالی کہ وہ مکہ سے باہر قدم تک نہ رکھے گا۔

---

[1] بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوہ فی الاسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جب جنگ بدر کے معرکہ کا آغاز ہوا اور اس کے لئے لشکر تیار ہونے لگا تو ابو جہل لوگوں سے کہنے لگا: لڑائی کے لئے نکلو اور اپنے قافلہ کو بچاؤ۔ امیہ بن خلف نے ٹال مٹول سے کام لینا چاہا۔ مگر ابو جہل بھلا اسے کیسے معاف کرنے والا تھا' کہنے لگا: تم لوگ سردار ہو کر اگر پس پیش کرو گے تو دوسرے لوگ کیسے نکلیں گے۔ امیہ بالآخر ساتھ جانے پر مجبور ہو گیا۔ البتہ اتنی احتیاط کی کہ ایک تیز رفتار اونٹ اپنے لئے مہیا کیا تاکہ جب وہ موت کا خطرہ دیکھے تو فوراً وہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچا سکے۔ پھر جب اس نے اپنی بیوی سے سامان سفر تیار کرنے کو کہا تو وہ کہنے لگی: کیا تو اپنے مدینہ والے بھائی (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) کی بات بھول گیا؟" امیہ کہنے لگا: میں بھولا نہیں۔ تھوڑی دور تک ان لوگوں کے ساتھ جاؤں گا" چنانچہ امیہ دوران سفر یہ تیز رفتار اونٹ اپنے ساتھ ہی باندھتا مگر تقدیر کا لکھا بھلا کون مٹا سکتا تھا۔ قہراً و اضطراراً وہ میدان بدر تک پہنچ ہی گیا۔ پھر اسی موقعہ پر مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ [1] یہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہیں قلیب بدر میں پھینکا گیا تھا۔ [2]

امیہ بن خلف کی عبرتناک موت: امیہ بن خلف کی داستان بھی بڑی حسرتناک ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور امیہ بن خلف میں باہم دوستی تھی۔ جنگ بدر میں میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ جس وقت وہ کافروں کو گرفتار کر رہے اور سامان غنیمت اکٹھا کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چند زرہیں سنبھالے جا رہے تھے۔ امیہ بن خلف نے انہیں دیکھ لیا اور پکار کر کہا: کیا تمہیں میری ضرورت ہے؟ میں تمہاری ان زرہوں سے بہتر ہوں" (امیہ کا مطلب یہ تھا کہ اگر عبدالرحمٰن مجھے قیدی بنا کر اپنی پناہ میں لے لیں تو میں کم از کم اس وقت تو جان سے بچ جاؤں گا اور اگر زندہ رہا تو انہیں اس کام کا اتنا زیادہ معاوضہ دوں گا جو ان زرہوں سے کہیں بہتر ہو گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں امیہ بن خلف اور اس کے بیٹے علی دونوں کو گرفتار کر کے آگے بڑھا ہی تھا کہ اتفاق سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نظر امیہ بن خلف پر پڑ گئی۔ امیہ کو دیکھتے ہی انہیں وہ زمانہ یاد آ گیا جب امیہ ان پر مشق ستم کیا کرتا تھا۔ وہ فوراً پکار

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب ذکر النبی ﷺ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ

② بخاری' کتاب الجہاد والسیر' باب الدعاء النبی ﷺ الدعاء علی المشرکین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھے اوہ! کفر کا سر! امیہ بن خلف! آج یا میں زندہ رہوں گا یا یہ زندہ رہے گا" میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہتیرا کہا کہ یہ میرا قیدی ہے۔ مگر وہ کسی صورت نہ مانے اور انصار کو آواز دے کر وہی بات کہی کہ "آج یا میں زندہ رہوں گا یا یہ کفر کا سر" چنانچہ ان لوگوں نے ہمیں گھیرے میں لے لیا۔ میں ان کا بچاؤ کر رہا تھا۔ بلکہ اپنے آپ کو امیہ پر ڈال دیا تھا۔ مگر ہجوم کے سامنے میری کچھ پیش نہ گئی۔ان لوگوں نے امیہ کو میرے نیچے سے نکال کر اس کو بھی اور پھر اس کے بیٹے کو بھی بے دردی سے قتل کر دیا۔ مرنے سے پہلے امیہ نے ایسی دردناک چیخ ماری جیسی میں نے اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔اس طرح اس دشمن رسول کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ یہ بھی کہ وہ اصحاب رسول کے ہاتھوں مارا جائے گا اور یہ بھی کہ اس کے قتل کا سبب ابو جہل بنے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے "اللہ تعالیٰ بلال رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ جنگ بدر کے دن میری زرہیں بھی گئیں اور میرے قیدی کے بارے میں مجھے تڑپا بھی دیا" ①

ابی بن خلف جمحی (م ۳ھ)

یہ امیہ بن خلف کا بھائی اور رسول دشمنی میں برابر کا شریک تھا۔ ایک ملاقات میں اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: "محمدؐ! میرے پاس عود نامی ایک گھوڑا ہے۔ میں اسے تین صاع روزانہ دانہ کھلاتا ہوں۔ اسی پر بیٹھ کر تمہیں قتل کروں گا۔ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا:"یوں نہیں بلکہ انشاء اللہ میں تمہیں قتل کروں گا" ②

ابی بن خلف کا انجام: جنگ احد کی ابتدا میں جب مسلمانوں کی شکست کے آثار نظر آنے لگے۔ تو ابی بن خلف کا حوصلہ بڑھا اور یہ کہتا ہوا مسلمانوں کی صفوں میں آیا کہ "محمد (ﷺ) کہاں ہے۔ آج یا تو وہ زندہ رہے گا یا میں رہوں گا؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے آپؐ سے ابی بن خلف پر حملہ کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: "اسے آنے دو" آپؐ نے ایک چھوٹا سا نیزہ لیا اور اسے جھٹکا دیا پھر جب ابی قریب آگیا تو آپ نے دیکھا کہ اس کے خود اور زرہ کے

---

① مسلم، کتاب الجہاد، باب غزوۃ بدر نیز بخاری، کتاب الوکالۃ۔ مختصراً

② الرحیق المختوم، ص: ۱۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان حلق پر تھوڑی سی جگہ خالی ہے۔ آپؐ نے اس کے قریب آتے ہی اس مقام پر ایسا ٹکا کر نیزہ مارا کہ وہ گھوڑے پر کئی بار لڑھک لڑھک گیا۔ وہ درد سے شدید بے تاب تھا حالانکہ اس نیزہ سے زخم تو دور کی بات ہے اسے خراش تک بھی نہ آئی۔ اسی درد کی شدت کے عالم میں وہ واپس قریش کے پاس لوٹ آیا اور کہنے لگا: واللہ محمدؐ نے مجھے قتل کردیا" لوگ کہتے۔ ایسے ہی دل چھوڑ بیٹھے ہو تمہیں تو خراش تک بھی نظر نہیں آتی" وہ کہنے لگا کہ: مکے میں محمدؐ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ اس لئے خدا کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو بھی میں جانبر نہ ہوسکتا تھا۔ وہ بیل کی طرح کی آواز نکالتا تھا اور کہتا تھا: "کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو تکلیف مجھے ہے اگر وہ ذوالمجاز کے سارے باشندوں کو ہوتی تو وہ سب کے سب مرجاتے" [1]

بالآخر اللہ اور اس کے رسول کا یہ دشمن مکہ واپس ہوتے ہوئے مقام سرف پر پہنچ کر مرگیا۔ [2]

(۴) عقبہ بن ابی معیط اموی (م ۲ھ)

مکہ میں جو لوگ آپؐ کے ہمسائے تھے اور آپؐ کو اپنے گھر میں بھی ایذائیں پہنچایا کرتے تھے ان کے نام یہ ہیں: ابوجہل، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، ابولہب، حکم بن ابی العاص بن امیہ، عقبہ بن ابی معیط، اسود بن عبدیغوث، نضر بن حارث اور عتبہ بن حجاج [3] ان میں سے حکم بن ابی العاص بن امیہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے۔

ان ہمسایوں کا آپؐ کو ستانے کا طریقہ یہ تھا کہ آپؐ کے گھر میں گندگی پھینک دیتے۔ کبھی گھر کے باہر غلاظت پھینک دیتے، کبھی آپؐ کی راہ میں کانٹے بچھا دیتے۔ غرض جو کوئی تکلیف دہ حرکت کسی کے ذہن میں آتی۔ اس کے پورا کرنے سے دریغ نہیں کرتا تھا۔

آپؐ کی گردن پر اونٹ کی اوجھری رکھنا: عقبہ بن ابی معیط بھی آپؐ کے بدترین دشمنوں میں سے تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

① ابن ہشام، ۲: ۸۴ تا ۸۶، بحوالہ الرحیق المختوم، ص: ۴۳۱

② مختصر سیرت الرسول، ص: ۲۵۰، بحوالہ الرحیق المختوم، ص: ۴۳۱

③ سیرت النبی ﷺ، ج: ۱، ص: ۲۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک دفعہ آپ خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھی بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے' ابوجہل اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا: "تم میں سے کون ہے جو فلاں شخص کے ہاں ذبح شدہ اونٹنی کا بچہ دان لائے اور محمد ﷺ جب سجدہ میں جائے تو اس کی پیٹھ پر رکھ دے؟" عقبہ بن ابی معیط جھٹ بول اٹھا کہ یہ کام میں کروں گا" چنانچہ وہ گیا اور جاکر بچہ دان اٹھالایا پھر جب آپ سجدہ میں گئے تو اسے آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "میں ان کے مقابلے میں اپنی کمزوری کی وجہ سے کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ کاش میں آپؐ کی کچھ مدد کر سکتا۔"

یہ منظر دیکھ کر ابوجہل اور اس کے ساتھی ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور آپؐ اتنے بوجھ کی وجہ سے اپنا سر اٹھا بھی نہ سکتے تھے۔ اتنے میں کسی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر کر دی۔ وہ آئیں اور آپؐ کی گردن سے بچہ دان کو اٹھا کر اسے پرے پھینک دیا اور انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔ آپؐ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ پھر تین بار فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ))

"اے اللہ ان قریشیوں سے تو خود نبٹ لے"

یہ کلمات سن کر وہ لوگ سہم گئے۔ کیونکہ انہیں اس بات کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ آپؐ کی یہ بددعا رنگ لا کے رہے گی۔ پھر آپؐ نے اس مجمع کے درج ذیل چھ آدمیوں کے نام لے کر انہیں بددعا دی اور فرمایا:

"یا اللہ! ابوجہل سے سمجھ لے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ' ولید بن امیہ' امیہ بن خلف' اور عقبہ بن ابی معیط سے سمجھ لے"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اس اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ سب لوگ بدر کی لڑائی میں مارے گئے۔ اور قلیب بدر میں پھینکے گئے تھے۔" [1]

عقبہ بن ابی معیط کا ارادہ قتل: آپؐ کو جان سے ختم کرنے کی جو کوششیں انفرادی یا اجتماعی طور پر ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ عقبہ بن ابی معیط ہر وقت اس تاک میں رہتا تھا

---

[1] بخاری' کتاب الجهاد والسير ' باب الدعاء على المشركين نيز كتاب الصلوة' باب المراة تطرح عن مصلى نيز كتاب الوضوء' باب اذا القى عن الظهر المتسلى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ کا گلا گھونٹ کر آپؐ کا کام تمام کردے۔ چنانچہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ "مشرکین مکہ نے آپؐ کو جو سخت تر اذیت پہنچائی وہ کیا تھی؟ تو انہوں نے اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کیا:

"رسول اللہ ﷺ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آپؐ کے پاس آیا اور اپنی چادر آپؐ کے گلے میں ڈال دی۔ پھر اس (چادر کو مروڑ دے کر) سے آپ کا گلا گھونٹنا شروع کردیا۔ قریب تھا کہ آپ کا کام تمام ہوجاتا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آن پہنچے۔ انہوں نے عقبہ کو پرے دھکیل کر آپؐ کو چھڑا دیا اور کہنے لگے۔

﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ﴾ [1] (۲۸:۴۰)

"کیا تم اس شخص کو محض اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہوں کہ وہ کہتا ہے ک ہمارا رب اللہ ہے۔ درانحالیکہ وہ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں بھی لے کر آیا ہے"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت میں مزید تفصیل یہ ہے کہ جب عقبہ بن ابی معیط نے آپؐ کی گردن میں کپڑا ڈال کر زور سے گھونٹا تو آپ کے منہ سے یہ چیخ نکل گئی کہ "اپنے ساتھی کو بچاؤ" اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ محض اتفاقاً نہیں بلکہ آپؐ کی چیخ سن کر ہی آپ کو بچانے کے لئے آئے تھے اور جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عقبہ کو دھکیل کر پرے ہٹا دیا تو مشرکین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر پل پڑے۔ پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو ان کی یہ کیفیت تھی کہ ہم ان کی چوٹیوں کا جو بال بھی چھوتے تھے وہ ہماری چٹکی کے ساتھ چلا آتا تھا۔" [2]

ان مشرکین کا داؤ عام طور پر اس وقت چلتا تھا۔ جب آپ کعبہ میں نماز پڑھ رہے ہوتے۔ چنانچہ ایک دفعہ یوں بھی ہوا کہ آپؐ سجدہ میں گئے تو عقبہ نے آپؐ کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ پھر اس زور سے روندا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی دونوں آنکھیں باہر نکل آئیں گی۔ [3]

---

① بخاری، کتاب المناقب، باب فضل ابوبکر نیز کتاب التفسیر سورہ مومن

② مختصر سیرت الرسول، ص: ۱۳۰، بحوالہ الرحیق المختوم، ص: ۱۵۳

③ ایضاً بحوالہ الرحیق المختوم ص ۱۵۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقبہ بن ابی معیط کی موت: سنن ابی داؤد کی روایت کے مطابق عقبہ جنگ بدر میں گرفتار ہوا۔ مگر چونکہ یہ محض جنگی قیدی نہ تھا کہ فدیہ کے عوض اسے چھوڑ دیا جاتا بلکہ ایک عادی مجرم اور ہر وقت آپؐ کے خون کا پیاسا رہا تھا لہٰذا آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس پر وہ کہنے لگا "محمد ﷺ بچوں کے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "آگ" بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمن کا قصہ پاک کر دیا۔ [1]

---

① سنن ابی داؤد، مع عون المعبود ۳: ۱۲، بحوالہ الرحیق المختوم، ص: ۳۵۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۴

مکی دور کے مصائب کا اجمالی ذکر

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب آپؐ پر پہلی دفعہ وحی نازل ہوئی تو آپؐ گھبرائے ہوئے غار حرا سے گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور مزید تسکین کے لئے ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جنہوں نے تمام ماجرا سن کر کہا کہ: "کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی" آپؐ کو اس بات سے سخت حیرت ہوئی کہ جو قوم آج تک آپ کو اپنی آنکھوں کا تارا سمجھتی رہی ہے وہ کل کو ایسا سلوک کرنا گوارا کر لے گی؟ چنانچہ آپؐ نے متعجب ہو کر ورقہ بن نوفل سے پوچھا کہ "کیا میری قوم مجھے مکہ سے نکال دے گی؟" اس نے جواب دیا "ہاں! جو نبی بھی ایسی دعوت لے کر آیا' اس کی قوم نے اس سے ایسا ہی سلوک کیا۔ ① اور اگر میں اس وقت زندہ رہا تو ضرور آپ کی مدد کروں گا" لیکن اتفاق کی بات کہ اس واقعہ کے تھوڑی ہی مدت بعد ورقہ بن نوفل اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔

گھر سے تبلیغ کا آغاز: ورقہ بن نوفل کی اس اطلاع کا آپ پر یہ اثر ہوا کہ آپؐ نے اپنی دعوت کو ناکامی سے بچانے کی خاطر دعوت کا آغاز نہایت خفیہ طریق سے کیا اور اس کا آغاز اپنے گھر سے کیا اور گھر کے درج ذیل افراد فوراً ایمان لے آئے:

(۱) آپ کی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جن کی عمر اس وقت ۵۵ سال تھی۔

(۲) آپ کے غلام زید بن حارثہ۔ جو فی الحقیقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ لیکن انہوں نے اسے آپ کو ہی دے دیا تھا۔

---

① بخاری' کتاب بدء الوحی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ آپؐ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپؐ کے زیر کفالت اور آپ کے ہی گھر میں رہتے تھے۔ جن کی عمر اس وقت ایک روایت کے مطابق ۸ سال اور دوسری کے مطابق ۱۰ سال تھی۔ بہرحال اس وقت وہ ایسا شعور ضرور رکھتے تھے۔

اولاد النبیؐ: آپ کی اولاد میں سے ایسا کوئی بھی نہ تھا جو اس وقت آپ پر ایمان لاتا۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) آپؐ کی پہلونٹی کی بیٹی حضرت زینب تھیں۔ جن کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہو چکا تھا۔ حضرت زینب تو بعد میں جلد ہی ایمان لے آئیں۔ مگر ابوالعاص فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ تاہم ابوالعاص کے حضرت زینب اور رسول اللہ ﷺ سے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے اور آپؐ اپنے اس داماد پر خوش رہے۔ ①

(۲) دوسرے نمبر پر آپؐ کے بیٹے حضرت قاسم تھے۔ اسی نام کی بنا پر آپؐ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ یہ بعثت سے پہلے وفات پا چکے تھے۔

(۳) تیسرے نمبر پر آپؐ کی بیٹی رقیہ تھیں۔ بعثت کے وقت ان کی عمر صرف چھ سات سال تھی اور ابھی سن شعور کو نہیں پہنچی تھیں۔ ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اور جس دن مسلمانوں کو مدینہ میں جنگ بدر میں فتح کی خوشخبری ملی۔ اسی دن آپ نے وفات پائی۔ باقی اولاد کے متعلق ایمان لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم ان کے کوائف یہ ہیں۔

(۴) چوتھے نمبر پر حضرت ام کلثوم تھیں۔ حضرت رقیہ کی وفات کے بعد ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

(۵) پانچویں نمبر پر آپؐ کے بیٹے عبداللہ تھے۔ جنہیں طیب اور طاہر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی سن بلوغ کو پہنچنے سے قبل فوت ہوگئے تھے انہی کی وفات پر ابولہب نے یہ کہہ کر مسرت کا اظہار کیا کہ محمد ﷺ ابتر ہوگیا تو اس کے جواب میں سورہ کوثر نازل ہوئی۔

(۶) اور چھٹے نمبر پر آپؐ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ کی عمر بعثت کے وقت صرف ایک سال تھی۔ ۱۵ سال کی عمر میں آپ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپؐ کی اولاد میں سے صرف یہی بقید حیات تھیں۔

---

① بخاری' کتاب المناقب' باب ذکر اصہار النبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السابقون الاولون: گھر کے باہر کے لوگوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ آپ ماہر انساب' صاحب الرائے' دولت مند اور فیاض انسان تھے۔ آپ ﷺ کے دلی دوست' آپؐ کے اخلاق سے متاثر اور بعثت سے قبل ہی شرکیہ اعمال و عقائد سے متنفر تھے۔ مکہ میں ان کا خاصا اثر و رسوخ تھا۔ انہیں کی درپردہ کوششوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان' حضرت عبدالرحمن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت زبیر بن عوام اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے۔

پھر ان سب حضرات کی مشترکہ کوششوں اور رازدارانہ تبلیغ سے کچھ اور لوگ ایمان لائے جن کے نام یہ ہیں:

حضرت عمار بن یاسر (پھر ان کی تبلیغ سے آپ کے والد یاسر اور والدہ سمیہ اسلام لائیں) حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن رباح حبشی جنہیں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا' حضرت خباب بن الارت' حضرت ارقم' حضرت سعید بن زید' (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن مظعون' حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہیں۔

غرض یونہی سینہ بہ سینہ تبلیغ کے ذریعہ تین سال میں مسلمانوں کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی۔ یہ حضرات عبادت بھی چھپ چھپا کر کیا کرتے تھے۔ اور دارارقم کو مرکز بنا لیا گیا تھا۔ اس زمانہ میں مشرکین مکہ کا مسلمانوں پر دباؤ کتنا تھا اور کسی کا اسلام لانا کس قدر کٹھن اور جان جوکھوں کا کام تھا' اس کا اندازہ کرنے کے لئے صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ جس میں حضرت ابو ذرغفاری رضی اللہ عنہ اپنے ایمان لانے کا واقعہ خود بیان فرما رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں:

ابتداءً اسلام لانے کی صعوبتیں

حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا: میں غفار قبیلے کا ایک فرد تھا۔ ہمیں یہ خبر ملی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو خود کو پیغمبر کہتا ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو صورت حال کی تحقیق کے لئے بھیجا اس نے واپس آ کر بتلایا کہ "خدا کی قسم! میں نے ایک ایسا شخص دیکھا ہے جو اچھی باتوں کا حکم کرتا اور بری باتوں سے منع کرتا ہے" لیکن اتنے سے جواب پر میری تسلی نہ ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں خود مکہ پہنچا' میں کسی کو پہچانتا نہ تھا اور عام لوگوں سے مجھے اس شخص کا حال پوچھنا مناسب معلوم نہ ہوا۔ میں زمزم کا پانی پیتا رہا اور مسجد میں ہی بیٹھا رہا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور کہنے لگے۔ "تم مسافر معلوم ہوتے ہو" میں نے کہا: "ہاں" انہوں نے کہا "تو پھر میرے گھر چلو" میں ان کے ساتھ چل کھڑا ہوا۔ انہوں نے مجھ سے مزید کوئی بات نہ پوچھی۔ نہ ہی میں نے کچھ بیان کیا۔ صبح کو میں پھر مسجد میں آ گیا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ کوئی ایسا شخص ملے جس سے پیغمبر کے متعلق کچھ پوچھ سکوں۔ مگر ایسا کوئی شخص نہ ملا' تاآنکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی پھر میرے سامنے سے گزرے اور کہنے لگے: "کیا ابھی تک کوئی ٹھکانہ نہیں ملا؟" میں نے کہا: "نہیں" کہنے لگے: "تو پھر میرے ساتھ چلو" اب کی بار انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ "اس شہر میں تمہارا کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا: "اگر تم بات کو اپنے تک ہی محدود رکھو اور کسی دوسرے کو نہ بتلاؤ تو پھر عرض کئے دیتا ہوں" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "میں ایسا ہی کروں گا۔ تب میں نے کہا: "ہمیں یہ خبر ملی تھی کہ یہاں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے۔ میں نے صورت حال کی تحقیق کے لئے اپنے بھائی کو بھیجا تھا۔ لیکن اس کے جواب سے مجھے تسلی نہ ہوئی۔ لہٰذا اب خود آیا ہوں اور اس شخص سے ملنا چاہتا ہوں"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "یہ تو بہت اچھا اتفاق ہوا کہ تمہاری مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ میں بھی اس شخص کے پاس جا رہا ہوں اب تم ایسا کرو کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ جہاں میں گھسوں تم بھی گھس جانا۔ اگر میں راستہ میں کوئی خطرہ دیکھوں گا' تو دیوار سے لگ کر یوں کھڑا ہو جاؤں گا۔ جیسے جوتا صاف کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں' اس وقت تم ادھر ادھر ہو جانا:

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے آگے چلتے گئے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا تاآنکہ وہ ایک مکان میں گھس گئے اور میں بھی ان کے پیچھے داخل ہو گیا۔ (یہ مکان دار ارقم تھا) یہاں پیغمبر اسلام ﷺ موجود تھے۔ میں نے ان سے عرض کی کہ مجھے اسلام سکھلایئے۔ آپؐ نے بتلایا تو میں مسلمان ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: "اے ابوذر! اپنے ایمان کو چھپائے رکھ اور اپنے وطن کو چلا جا جب بھی تجھے ہمارے غلبہ کی خبر پہنچے تو چلے آنا" میں نے عرض کیا: "بخدا! میں تو اسلام کا کلمہ ان کافروں کے سامنے بلند آواز سے پکاروں گا۔ چنانچہ میں کعبہ میں آیا اور قریش مکہ کے پاس جا کر بلند آواز سے پکارا اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد اَن محمدًا رسولُ اللّٰہ یہ آواز سنتے ہی وہ پکار اٹھے۔ "اٹھو اس بے دین کی خبر لو" چنانچہ انہوں نے مجھے پیٹنا شروع کیا وہ چاہتے تھے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مار مار کر مجھے ہلاک کر ڈالیں۔ اتنے میں حضرت عباس نے مجھے دیکھ لیا اور مجھ پر جھک گئے اور قریش سے کہنے لگے کہ تم ایک غفاری شخص کی جان کے درپے ہو رہے ہو جبکہ تمہاری سوداگری اور آنے جانے کے راستہ کا دارومدار اسی قوم پر ہے" یہ سن کر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

جب دوسرا دن ہوا تو میں پھر صبح مسجد میں آیا اور بآواز بلند کلمہ شہادت پکارا۔ قریش پھر مجھ پر پل پڑے اور کل کی طرح مار پیٹ شروع کر دی۔ حضرت عباس پھر وہاں آن پہنچے اور وہی کچھ کہا جو کل کہا تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا اسلام اس طرح شروع ہوا تھا۔ اور جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ واپس اپنے وطن پہنچے تو اپنی قوم سے اپنے اسلام کو چھپایا۔ ①

<u>عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا:</u> بعینہ ایسا ہی ایک اور واقعہ صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت اسلام قبول کیا' جب مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ حضرت عمرو ایام جاہلیت میں ہی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ تمام لوگ گمراہی پر ہیں۔ انہوں نے جب سنا کہ مکہ میں ایک شخص آسمانی خبریں بیان کرتا ہے تو فوراً سوار ہو کر آپؐ کی خدمت میں پہنچے اور ملاقات کے بعد فوراً ایمان لے آئے۔ آپؐ نے انہیں ضروری احکام کی تعلیم دی اور مشورہ دیا کہ فی الحال اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور جب تم سنو کہ اسلام کو غلبہ ہو گیا ہے۔ تو پھر تم میرے پاس چلے آنا" ②

گویا یہ بالکل وہی بات تھی جو آپ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی اور آپ یہ مشورہ اس نومسلم سے ہمدردی کی خاطر دیتے تھے۔ مکہ میں تو یہ حال تھا جس شخص کے متعلق یہ پتہ چل جاتا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے' اس کی شامت آجاتی تھی۔ پھر ان سب مسلمانوں کو جو دکھ پہنچتا تھا۔ اکیلے رسول اللہ ﷺ کو بھی اتنا ہی دکھ پہنچ جاتا تھا۔ کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ﷺ تھے اور دردمند دل رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں معاشی مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا تھا جس کے حل کرنے پر اس وقت مسلمان کچھ قدرت نہ رکھتے تھے۔

---

① بخاری' کتاب احادیث الانبیاء' باب قصة اسلام ابی ذر

② مسلم' کتاب الصلوۃ' باب الاسلام عمرو بن عبسه رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوت کے پہلے تین سال تبلیغ کا یہی انداز رہا۔ پھر جب ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ (۲۶:۲۱۴) "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ" کا فرمان باری نازل ہوا تو آپؐ نے یکے بعد دیگرے تین بار اپنے قبیلہ والوں کو اکٹھا کیا اور ان پر اسلام پیش کیا۔ مگر ہر بار ابولہب ہی آڑے آتا اور مخالفت میں پیش پیش رہتا تھا جیسا کہ ابولہب کے تذکرے میں اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اسکے بعد اب پہلا سا خفیہ طریق تبلیغ نہ رہا تھا اور مشرکین کو کسی نہ کسی حد تک یہ بھی معلوم ہوچکا تھا کہ کون کون شخص اسلام لاچکا ہے۔ للہذا انہوں نے اسلام' پیغمبراسلام اور مسلمانوں کو سختی سے کچل ڈالنے کے مشن کو پہلے سے تیز تر کردیا۔ جو منصوبے پیغمبراسلام کو ختم کرنے کے لئے بنائے گئے۔ ان کی تفصیل تو آگے چل کر بیان ہوگی۔ یہاں ہم صرف ان مظالم کا ذکر کریں گے جو صحابہ کرام پر روا رکھے گئے۔

مسلمانوں پر مظالم کی داستان

اگرچہ مشرکین کے مظالم و شدائد کا ہدف عموماً لونڈی' غلام قسم کے مسلمان ہوتے تھے۔ تاہم آزاد اور معزز مسلمانوں پر مظالم کی فہرست بھی خاصی لمبی ہے۔ ان میں چند واقعات ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ پہلے لونڈی غلام مسلمانوں پر مظالم کا ذکر ہوگا بعد میں آزاد اور معزز مسلمانوں پر مظالم کا۔

غلاموں پر مظالم: ابوجہل کا مسلمانوں پر جور و ستم ڈھانے کا طریق کار یہ تھا کہ اگر اسلام لانے والا کوئی معزز اور طاقتور آدمی ہوتا تو اسے برا بھلا کہنے' اسے ذلیل و رسوا کرنے' یا حتی الامکان اس کے مال و جاہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش پر اکتفا کرتا اور اگر اسلام لانے والا کوئی غلام یا کمزور آدمی ہوتا تو اسے خود بھی مارتا اور دوسروں کو بھی ایذا رسانی پر اکساتا رہتا۔ آل یاسر ابوجہل کے اپنے قبیلہ بنو مخزوم کے غلام تھے۔ ان پر مظالم کی کچھ تفصیل ابوجہل کے تذکرہ میں گزر چکی ہے۔ حضرت عمار کے والد یاسر یمن سے مکہ آئے تو ابو حذیفہ مخزومی نے اپنی کنیز سمیہ سے یاسر کی شادی کردی۔ عمار اسی کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ جب یہ اسلام لائے تو قریش انہیں اس قدر مارتے کہ وہ بے ہوش ہو ہوجاتے اور جب ہوش میں آتے تو پھر پٹائی شروع کردیتے۔ حضرت سمیہ کو ابوجہل نے شرمگاہ میں برچھی مار کر ہلاک کردیا۔ اسی طرح حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی کافروں کے ہاتھوں اذیت اٹھاتے اٹھاتے ہلاک ہوگئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیہ بن خلف نے اپنے غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن رباح حبشی پر جو مظالم ڈھائے۔ ان کی تفصیل امیہ بن خلف کے تذکرہ میں گزر چکی ہے۔

حضرت ابو فکیہہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام لائے۔ امیہ کو جب یہ معلوم ہوا تو ان کے پاؤں میں رسی باندھی اور لوگوں سے کہا کہ اسے گھسیٹتے ہوئے لے جائیں اور تپتی ہوئی زمین پر لٹائیں۔ ایک "گبریلا" راہ میں جارہا تھا' امیہ نے ان سے کہا: کیا یہی تو تیرا خدا نہیں؟" انہوں نے جواب دیا: "میرا اور تمہارا دونوں کا خدا اللہ تعالیٰ ہے" اس پر امیہ نے اس زور سے ان کا گلا گھونٹا کہ لوگ سمجھے کہ دم نکل گیا۔ ایک دفعہ ان کے سینے پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیا کہ ان کی زبان باہر نکل آئی۔ ①

حضرت خباب بن ارت قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت ام انمار کے غلام تھے۔ مشرکین ان کے سر کے بال نوچتے' سختی سے گردن مروڑتے۔ ایک دفعہ دہکتے کوئلوں پر آپ کو چت لٹا دیا گیا۔ اور ایک شخص چھاتی پر پاؤں رکھے رہا تاکہ کروٹ نہ بدل سکیں یہاں تک کہ پشت کے نیچے کوئلے ٹھنڈے پڑ گئے حضرت خباب نے مدتوں بعد یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا اور پیٹھ کھول کر دکھائی جو برص کے داغ کی طرح سفید ہوگئی تھی۔ ②

آپ لوہار تھے۔ اور تلواریں بھی بناتے تھے۔ بہت سے لوگوں کے ذمہ ان کی رقم بقایا تھی۔ رقم مانگتے تو جواب ملتا کہ محمدؐ کا انکار کرو گے تو رقم ملے گی ورنہ ایک کوڑی نہ ملے گی۔ عاص بن وائل سہمی نے آپ سے ایک تلوار بنوائی تھی۔ رقم کا مطالبہ کرنے پر یہی جواب ملا۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اگر آج نہیں دیتے تو یوم الحساب کو دینا ہی پڑے گا۔ وہ بدبخت کہنے لگا کہ: اچھا پھر اسی دن ہی یہ رقم لے لینا۔ ③

ایک دفعہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اپنے آپ اور دوسرے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم سے سخت پریشان ہوگئے تو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ان کافروں کے حق میں بد دعا کیجئے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا:

---

① سیرت النبی' ج:۱' ص: ۲۳۴

② ایضاً' ص: ۲۳۲

③ بخاری' کتاب التفسیر' سورہ مریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کے گوشت اور ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں اور ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنے اس دین کو ضرور پورا کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک شخص صنعا سے سوار ہو کر حضر موت تک چلا جائے گا اور اللہ کے سوا اسے کسی کا ڈر نہ ہو گا" اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ "مگر تم لوگ تو جلدی کرتے ہو" ①

حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا ایک کنیز تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ: میں نے تمہیں رحم کی بنا پر نہیں بلکہ اس لئے چھوڑا ہے کہ تھک گیا ہوں اور ذرا دم لے لوں" وہ نہایت استقلال سے جواب دیتیں کہ: "اگر تم اسلام نہ لاؤ گے تو خدا اس کا انتقام لے گا" ②

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کی کنیز تھیں۔ اس وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو بہت ستاتے تھے۔ ابو جہل نے انہیں اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ ③

حضرت نہدیہ اور ام عبیس رضی اللہ عنہا دونوں کنیزیں تھیں اور اسلام لانے کے جرم میں سخت سے سخت مصائب جھیلتی رہیں۔ ④

آزاد اور معزز مسلمانوں سے مشرکوں کا سلوک: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مکہ میں جس قدر اثر و رسوخ تھا۔ اس کا کچھ ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ آپ نے کئی مسلمان غلاموں کو خرید کر مشرکین مکہ کے مظالم سے انہیں نجات دلائی۔ حضرت بلال، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہا، لبینہ، زنیرہ، نہدیہ اور ام عبیس رضی اللہ عنہن سب کو مالکوں کی منہ مانگی قیمت دے کر آزاد کر دیا تھا۔ لیکن ان کا اپنا یہ حال تھا کہ قریش کی سختیوں سے تنگ آکر آپ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ برک غماد

---

① بخاری، کتاب المناقب، باب ما لقی النبی ﷺ من المشرکین المکۃ نیز کتاب الاکراہ، باب من اختار الضرب وَالْقَتلَ .....

② سیرت النبی ﷺ، ج:۱، ص: ۲۳۲

③ سیرت النبی ﷺ، ج:۱، ص: ۲۳۲

④ سیرت النبی ﷺ، ج:۱، ص: ۲۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچے تھے کہ ابن دغنہ Dughna جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا' انہیں اپنی پناہ میں واپس مکہ لے آیا۔ ①

ایک دفعہ مشرکین نے آپ کو بری طرح پیٹا۔ عتبہ بن ربیعہ نے انہیں دو پیوند لگے جوتوں سے اس قدر مارا کہ چہرہ اور ناک کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ ان کے قبیلہ بنو تیم کے لوگ انہیں کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے گئے اور ان کا یہی خیال تھا کہ اب زندہ نہ بچیں گے۔ کچھ دیر بعد انہیں ہوش آیا تو پہلی بات جو آپ نے زبان سے نکالی وہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کس حال میں ہیں اور جب تک انہیں پیغمبر اسلامؐ کی خیریت معلوم نہ ہو' انہوں نے کھانے پینے سے بھی انکار کردیا۔ اور اپنی ماں کو اس بات پر مجبور کردیا کہ جیسے بھی بن پڑے وہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچادے۔ چنانچہ وہ انہیں آپؐ کے پاس لے گئیں اور جب آپ کو معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ بخیرو عافیت ہیں۔ تب جاکے آپ نے اطمینان کا سانس لیا۔ ②

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بہادر شخص کا یہ حال تھا کہ جب اسلام لائے تو انہیں اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ اپنے گھر میں محصور ہوگئے۔ مشرکین آپ کے گھر کا گھیرا کئے ہوئے تھے۔ آخر عاص بن وائل سہمی نے جو آپ کے قبیلہ کا حلیف تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی پناہ میں لے کر ہجوم کو منتشر کردیا۔ ③

حضرت عثمان غنی بن عفان صاحب عزوجاہ تھے۔ مگر جب اسلام لائے تو ان کے چچا نے انہیں باندھ کر مارا تھا۔ ④

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی بھی تھے اور بہنوئی بھی۔ بہن اور بہنوئی دونوں اوائل اسلام میں اسلام لے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بہت بعد میں اسلام لائے' ان دونوں کو رسیوں سے باندھ کر مارا کرتے تھے۔ ⑤

---

① بخاری' کتاب احادیث انبیاء' باب هجرة النبی ﷺ

② الرحیق المختوم' ص: ۱۸۵' بحوالہ البدایہ والنہایہ ۳:۳۰

③ بخاری' کتاب المناقب' باب اسلام عمر بن الخطاب

④ سیرت النبی' ج:۱' ص: ۲۳۵' طبقات ترجمہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

⑤ بخاری' کتاب المناقب' باب اسلام سعید بن زید رضی اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے کے بعد کعبہ میں کلمہ شہادت پکارا تو اس جرم میں ان کی دو بار پٹائی ہوئی۔ حضرت عباس انہیں مشرکوں سے چھڑاتے رہے اور یہ تفصیل پہلے ان کے قصہ میں گذر چکی ہے۔

حضرت زبیر بن عوام کا مسلمان ہونے والوں میں پانچواں نمبر تھا۔ جب اسلام لائے تو ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے۔ ①

حضرت مصعب بن عمیر جب اسلام لائے تو ان کی ماں نے ان کا دانہ پانی بند کردیا اور گھر سے باہر نکال دیا۔ ②

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو آپ نے ارادہ کیا کہ کعبہ میں جاکر قرآن کریم بلند آواز سے پڑھیں۔ لوگوں نے منع کیا لیکن آپ باز نہ آئے اور مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوکر بلند آواز سے سورہ الرحمٰن کی تلاوت شروع کی۔ کفار ہر طرف سے پل پڑے آپ کے منہ پر طمانچے مارنا شروع کر دیئے۔ آپ مار کھاتے رہے لیکن جہاں تک پڑھنا چاہتے تھے' پڑھ کر ہی دم لیا۔ ③

ہجرت حبشہ ۵ نبوی

غرض کوئی بھی مسلمان خواہ وہ کیسے عز و جاہ کا مالک تھا۔ کفار کے جور و ستم سے محفوظ نہ رہ سکتا۔ اس طرح جب مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ حبشہ کے ساتھ اہل مکہ کے تجارتی تعلقات استوار تھے۔ وہاں کا عیسائی بادشاہ جسے مسلمان نجاشی کہتے تھے' اپنے عدل کی وجہ سے مشہور تھا۔ حبشہ کی طرف ہجرت کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ وہاں تبلیغ کے لئے میدان کھلا تھا۔ چنانچہ پہلی دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ۱۱ مرد اور ۴ عورتیں شامل تھیں' ان عورتوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ بھی موجود تھیں۔ حبشہ کی طرف

---

① سیرت النبی' ج:۱' ص:۲۳۵' طبقات ترجمہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

② رحمۃ للعالمین' ۱:۵۸' الرحیق المختوم' ص:۱۳۴

③ سیرت النبی' ج:۱' ص:۲۳۶' بحوالہ طبری' ج:۳' ص:۱۱۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ ہوگئے۔ اس موقعہ پر آپؐ نے فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جو اللہ کی راہ میں ہجرت کے لئے نکلا۔ ①

کفار کا تعاقب: مہاجرین کا یہ قافلہ خفیہ طور پر مکہ سے روانہ ہوا تھا۔ قریش کو خبر ہوئی تو تلملا اٹھے اور انہیں دوبارہ اپنی گرفت میں لانے کے لئے بندرگاہ تک تعاقب کیا۔ لیکن اتفاق کی بات کہ مسلمانوں کو جہاز تیار مل گیا اور وہ ان کے آنے سے پہلے ہی حبشہ کو روانہ ہو چکے تھے۔ لیکن وہ بھلا خاموش کیسے بیٹھ سکتے تھے۔ انہوں نے ایک سفارتی وفد تیار کیا۔ بادشاہ اور پادریوں کے لئے تحفے تحائف ساتھ لئے۔ وہاں پہنچ کر پہلے پادریوں سے ملے اور انہیں تحائف کا نذرانہ پیش کرکے اس بات پر آمادہ کیا کہ جب وہ بادشاہ کے سامنے اپنی عرضداشت پیش کریں تو وہ ان کی ہاں میں ہاں ملا دیں۔

وفد کی ناکامی: دوسرے دن اس وفد نے بادشاہ کے سامنے حاضر ہو کر نذرانہ پیش کرنے کے بعد عرض کی کہ ہمارے چند مجرموں نے مکہ سے بھاگ کر آپ کے ہاں پناہ لی ہے وہ ہمیں واپس کردیئے جائیں۔ ساتھ ہی پادریوں اور دوسرے درباریوں نے ہاں میں ہاں ملا دی۔ مگر نجاشی ان کی باتوں میں نہ آیا۔ بلکہ مسلمانوں کو بلا کر ان سے صحیح صورت حال دریافت کی۔ جب اسے اسلام کی تعلیم اور قریشیوں کے مسلمانوں پر مظالم کا حال معلوم ہوا تو اس نے انہیں واپس کرنے سے یکسر انکار کردیا۔

قریشی وفد کے سربراہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص (فاتح ایران، جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے) تھے۔ نجاشی کے انکار پر یہ لوگ سخت مایوس اور پریشان ہوگئے اور اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھے۔ یکدم عمرو بن عاص پکار اٹھے کہ بادشاہ سے دوبارہ ملاقات کی جائے اور میں کل ایسی بات پیش کروں گا جس سے یقیناً ہم کامیاب ہوں گے۔ چنانچہ دوسرے دن رسائی حاصل کرکے عمرو بن عاص نے بادشاہ سے کہا۔ حضور! آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں؟

بادشاہ نے اس سوال کے جواب کے لئے دوبارہ مسلمانوں کو بلا بھیجا۔ اب مشکل یہ بن گئی کہ اگر مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے سے انکار کریں تو نجاشی کی ناراضگی کا

---

① رحمۃ للعالمین، ج: ۲، باب بنات النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطرہ تھا۔ تاہم مسلمانوں کے ترجمان حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے) نے بھی طے کیا کہ ہمیں بہرحال سچ ہی کہنا چاہئے اور جب نجاشی نے یہ سوال پیش کیا تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: "عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے پیغمبر اور کلمۃ اللہ ہیں" یہ سن کر نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا اور کہا: "واللہ! جو کچھ تم نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں" ① نجاشی کے اس تبصرہ پر درباری لوگ سخت برہم ہوئے۔ مگر نجاشی نے ان کی کچھ پرواہ نہ کی اور قریشی سفارت مکمل طور پر ناکام ہوگئی اور مسلمان بعد میں بھی وقتاً فوقتاً چوری چھپے حبشہ کی طرف ہجرت کرتے رہے۔

دوسری بار ہجرت حبشہ: تھوڑی ہی مدت بعد حبشہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ کے کافر مسلمان ہوگئے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے مکہ واپس جانے کیلئے رخت سفر باندھ لیا۔ لیکن مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ افواہ غلط تھی۔ لہٰذا کچھ مسلمان تو چھپتے چھپاتے مکہ میں داخل ہوگئے اور اکثر حبشہ کو واپس لوٹ آئے جو لوگ مکہ میں داخل ہوئے اہل مکہ نے ان کو اور زیادہ ستایا اور اپنا غصہ نکالنا شروع کردیا اور اس قدر اذیت دی کہ وہ دوبارہ ہجرت پر مجبور ہوگئے۔ لیکن اس دفعہ ہجرت کچھ آسان نہ تھی۔ کفار نے سخت مزاحمت کی تاہم جیسے بھی بن پڑا سو کے لگ بھگ صحابہ نے مکہ سے نکل کر حبشہ میں اقامت اختیار کرلی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ہجرت کی تو کچھ صحابہ از خود مدینہ چلے گئے اور جو رہ گئے تھے انہیں فتح خیبر کے بعد ۷ھ میں آپؐ نے خود بلا لیا۔ ② اور خیبر کے غنائم سے انکا حصہ بھی نکالا گیا۔

کفار کی تبلیغ کو روکنے کی مختلف صورتیں

نجاشی کے دربار سے سفارت کی ناکامی کے بعد مشرکین نے تبلیغ اسلام کو روکنے کی ممکنہ تجاویز پر غور کرنا شروع کیا اور اس کے قابل عمل حل جو سامنے آئے وہ یہ تھے۔ (۱) تبلیغ کو غیر موثر بنانا (۲) دھمکی (۳) لالچ اور (۴) سمجھوتہ۔ ہم ان کا یہاں اجمالی ذکر پیش کرتے ہیں:

---

① سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج:۱، ص: ۲۴۲ بحوالہ مستدرک، ج:۲، ص: ۳۱۰

② مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل جعفر و اسماء نیز سیرت النبی، ج:۱، ص: ۲۴۷ بحوالہ طبقات ابن سعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ تبلیغ کو غیر موثر بنانا: ابولہب کے تذکرہ میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاں کہیں بھی تبلیغ کے لئے جاتے۔ ابولہب بھی ان کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ جاتا تاکہ آپ کی تبلیغ کو ناکام بنادے۔ اس غرض کے لئے قریش نے ایک گیارہ رکنی کمیٹی بنائی تھی۔ جس کا سربراہ ابولہب تھا۔ جو ہر جگہ جاکر یہ بات کہتا کہ لوگو! اس شخص کی بات پر کان نہ دھرنا یہ بے دین ہے۔ اور مشرکانہ ذہن رکھنے والے اہل عرب کے نزدیک ابولہب کے یہ الفاظ موثر بھی ہوتے تھے۔

ابولہب کے علاوہ ایک دوسرا شخص نضر بن حارث تھا۔ جس کا طریق کار ابولہب سے بالکل جدا گانہ تھا۔ ایک دفعہ وہ سرداران قریش سے کہنے لگا: "قریشیو! محمد ﷺ تمہارے سب سے زیادہ پسندیدہ آدمی تھے۔ سب سے زیادہ سچے اور سب سے بڑھ کر امانت دار تھے۔ اب اگر وہ خدا کا پیغام لے کر آئے ہیں تو تم کبھی انہیں شاعر کہتے ہو، کبھی کاہن، کبھی پاگل اور کہیں جادوگر کہتے ہو۔ حالانکہ وہ نہ شاعر ہیں، نہ کاہن نہ پاگل اور نہ جادوگر ہیں۔ کیونکہ ہم ایسے سب لوگوں کو خوب جانتے ہیں۔ اے اہل قریش! سوچو! تم پر یہ کیسی افتاد آپڑی ہے" اور اس افتاد کا حل جو نضر بن حارث نے سوچا وہ یہ تھا کہ خود حیرہ گیا وہاں سے بادشاہوں کے حالات اور رستم و اسفندیار کے قصے سیکھے۔ آپ ﷺ جہاں کہیں بھی جاکر اپنا پیغام سناتے، ابولہب کی طرح نضر بن حارث بھی وہاں پہنچ کر یہ قصے سناتا۔ پھر لوگوں سے پوچھتا کہ "آخر کس بنا پر محمد ﷺ کا کلام مجھ سے بہتر ہے" علاوہ ازیں اس نے چند لونڈیاں بھی خرید رکھی تھیں۔ جب کوئی شخص رسول ﷺ کی طرف مائل ہونے لگتا تو وہ کسی لونڈی کو اس پر مسلط کر دیتا تاکہ وہ لونڈی اس کی فکر کا رخ موڑ دے۔ اس سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ①

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ﴾ (۳۱:۶)

"اور لوگوں میں سے کوئی وہ ہے جو کھیل تماشے کی چیز اس لئے خریدتا ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ کی راہ سے بہکا دے"

۲۔ دھمکی کی راہ: چند قریشی سردار ابوطالب کے ہاں آکر کہنے لگے کہ آپ اپنے بھتیجے کو روک لیں۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو گالیاں دیں جائیں ہمیں احمق

---

① الرحیق المختوم، ص: ۱۲۱، بحوالہ ابن ہشام، ۱: ۲۷۱ فی ظلال القرآن زیر آیت متعلقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا جائے اور ہمارے معبودوں کی عیب چینی کی جائے اور اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو ہم ایسی جنگ چھیڑیں گے کہ ایک فریق کا صفایا ہو کر رہے گا۔ یہ دھمکی دے کر وہ لوگ غصہ کی حالت میں اٹھ کر چلے گئے۔

ابو طالب اس دھمکی سے سخت متاثر ہوئے اور ڈر گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو بلا کر کہا کہ ”آج یہ ماجرا پیش آیا ہے اب تم مجھ پر اور خود اپنے آپ پر رحم کرو اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو۔ جو میرے بس سے باہر ہو“

آپؐ سمجھ گئے کہ اب چچا بھی مدد میں کمزور پڑ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: چچا جان! خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں میں چاند رکھ کر کہیں کہ میں اس کام کو راہ میں چھوڑ دوں تو میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ یا تو اللہ مجھے غالب کر دے گا یا میں اس کام میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ لیکن یہ کام چھوڑ نہیں سکتا“

یہ کہتے کہتے آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں پھر رونے لگے اور وہاں سے اٹھ کر واپس آنے لگے تو ابو طالب نے واپس بلا لیا اور کہا بھتیجے! جاؤ جو چاہو کرو۔ خدا کی قسم! میں ہر قیمت پر تمہارا ساتھ دوں گا“ ①

۳۔ لالچ کا راستہ: عتبہ بن ربیعہ ایک معزز قریشی سردار' نہایت بہادر اور فطرتاً نیک دل انسان تھا۔ ایک دفعہ اس نے حرم میں بیٹھے ہوئے مشرکین سے کہا: کہ محمد ﷺ پر کچھ باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ وہ ان میں سے ایک نہ ایک ضرور قبول کر لے گا اور اگر اس نے قبول کر لی تو ہم اس مصیبت سے نجات حاصل کر سکیں گے۔

مشرکین نے کہا: ابوالولید! آپ ضرور یہ کام کیجئے۔ چنانچہ عتبہ وہاں سے اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آبیٹھا اور کہنے لگا: ”بھتیجے ہماری قوم میں جو تفرقہ پڑ چکا ہے اسے آپ جانتے ہی ہیں۔ اب میں چند باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جونسی چاہو' پسند کر لو۔ مکہ کی ریاست چاہتے ہو یا کسی بڑے گھرانے میں شادی یا مال و دولت؟ اور اگر آپ کے پاس کوئی جن بھوت آتا ہے تو اس کے علاج کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ ہم یہ سب کچھ مہیا کر سکتے ہیں اور اس پر بھی راضی ہیں کہ مکہ تمہارا زیر فرمان ہو۔ مگر ان باتوں سے باز آجاؤ“

① الرحیق المختوم' ص: ۱۴۷' بحوالہ ابن ہشام' ۱: ۲۶۵' ۲۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب سب باتوں کے جواب میں آپ نے سورہ حم السجدۃ کی چند آیات پڑھیں جنہیں عتبہ چپ چاپ سنتا رہا تاآنکہ آپ اس آیت پر پہنچے:

﴿ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ۝ ﴾ (۱۳:۴۱)

"پھر اگر وہ اعراض کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہیں عاد و ثمود کی کڑک جیسی ایک کڑک کے خطرہ سے آگاہ کر رہا ہوں"

تو عتبہ کے آنسو بہنے لگے اور آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اسے یہ خطرہ محسوس ہونے لگا تھا کہ کہیں ایسا عذاب اسی وقت نہ آن پڑے۔

عتبہ چپ چاپ وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔ مگر وہ پہلا عتبہ نہ رہا تھا۔ جاکر قریشیوں سے کہنے لگا: "محمد ﷺ جو کلام پیش کرتا ہے وہ شاعری نہیں کچھ اور ہی چیز ہے۔ تم اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ عرب پر غالب آگیا تو اس میں تمہاری ہی عزت ہے اور اگر وہ خود ہی ختم ہوگیا تو یہی کچھ تم لوگ چاہتے ہو۔" لوگوں نے کہا: "ابوالولید! معلوم ہوتا ہے کہ تم پر بھی اس کا جادو چل گیا" [1]

۳۔ **معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ:** ان سب باتوں کے باوجود جب اسلام بڑھتا ہی گیا تو پھر مشرکین نے آپس میں بنوہاشم اور بنوعبد مناف پورے کے قبیلوں سے کلی طور پر سوشل بائیکاٹ کا معاہدہ کیا۔ جس کی تفصیل ابوجہل کے تذکرہ میں پہلے گزر چکی ہے۔ یہ دور محرم ۷، محرم ۱۰ نبوی تک پورے تین سالوں پر محیط ہے۔ جو ان لوگوں نے شعب ابی طالب میں نظر بند رہ کر گزارا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ بھی مشرکین مکہ کے حق میں کچھ مفید ثابت نہ ہوا۔

۴۔ **سمجھوتہ ۱۰ نبوی:** مقاطعہ کی مصیبت جب ختم ہوئی۔ اس وقت ابوطالب کی عمر ۸۰ برس کی تھی۔ ان مصائب اور فاقوں نے اسے اور بھی کمزور کر دیا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اب اس کی زندگی کے دن گنے جاچکے ہیں۔ قریش کو خیال آیا کہ اگر اس کے مرنے کے بعد ہم نے اس کے بھتیجے پر زیادتی کی تو سارا عرب یہ طعنہ دے گا کہ چچا کے ہوتے ہوئے تو کچھ بن نہ پڑا، اب اسے دبانے لگے ہیں۔ لہٰذا ابوطالب کی زندگی میں ہی سمجھوتہ کی غرض سے قریش کا ایک ۲۵ رکنی وفد ابوطالب کے پاس آیا اور کہا: ذرا اپنے بھتیجے کو بلاؤ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس کے مذہب

---

① تفسیر ابن کثیر، ج:۶، ص:۱۵۹ تا ۱۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مداخلت نہیں کرتے۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرتے رہیں۔ لیکن ہمارے مذہب میں مداخلت نہ کریں نہ ہمارے معبودوں کو اور بزرگوں کو برا بھلا کہیں۔ وہ ہم کو ہمارے دین پر چھوڑ دیں اور ہم انہیں ان کے دین پر چھوڑ دیں"

چنانچہ ابوطالب نے آپ کو بلا کر کہا کہ یہ تمہاری قوم کے معزز لوگ ہیں اور اس قسم کی بات پر سمجھوتہ اور عہد وپیمان کرنے آئے ہیں تمہارا کیا خیال ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کیا میں انہیں ایسی بات نہ بتلاؤں جس کے اگر وہ قائل ہوجائیں تو تمام عرب ان کا تابع فرمان ہوجائے اور عجم پر ان کی بادشاہت قائم ہوجائے؟

ابوجہل کہنے لگا: "تمہارے باپ کی قسم! ایسی ایک بات کیا' دس باتیں بھی پیش کرو تو ہم ماننے کو تیار ہیں" آپ نے کہا کہ آپ لا الہ الا اللہ کہیں اور اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہیں انہیں چھوڑ دیں" اس بات پر انہوں نے ہاتھ پیٹ پیٹ کر اور تالیاں بجا بجا کر کہا: "محمدؐ! سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا۔ یہ بڑی ہی عجیب بات ہے" پھر آپس میں کہنے لگے۔ "اٹھو اور اپنے اباؤ کے دین پر ڈٹ جاؤ۔ یہ شخص تمہاری کوئی بات ماننے کو تیار نہ ہوگا۔ اسی موقعہ پر سورہ ص کی ابتدائی ۷ آیات نازل ہوئیں۔ [1] جن کے درج ذیل الفاظ اس واقعہ پر روشنی ڈالتے ہیں:

﴿ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ﴾ (۳۸:۵'۶)

"اس نے تو سارے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا ڈالا۔ یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے اور ان کے سردار یہ کہتے ہوئے چل کھڑے ہوئے کہ اٹھ چلو اور اپنے معبودوں پر ڈٹے رہو"

عام الحزن ۱۰ نبوی: شعب ابی طالب سے نکلے ابھی تھوڑی ہی مدت گزری تھی کہ آپ کے شفیق چچا ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔ ابوطالب ہر مشکل کے وقت ڈھال بن جاتے اور ہر آڑے وقت میں زندگی بھر انہوں نے اپنے بھتیجے کا ساتھ دیا تھا اس لحاظ سے مسلمانوں سے ایک بڑا سہارا چھن گیا تھا جس کا آپ کو اور سب مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا۔

---

[1] الرحیق المختوم ص:۶'۱۷۷ بحوالہ ابن ہشام ۱:۴۱۷ تا ۴۱۹ اور مختصر سیرت الرسول از شیخ عبداللہ' ص:۹۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ابو طالب کی وفات کو چند ہی دن گزرے تھے کہ آپ کی غمگسار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا انتقال کر گئیں۔ اگر ابو طالب گھر سے باہر کی دنیا میں آپؐ کا سہارا تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا گھر کے اندر آپ کا سہارا تھیں۔ ایسی جاں نثار بیوی جس نے اپنا تن من دھن آپ پر نثار کر دیا تھا اور ہر پریشانی میں آپ کو تسلی دیا کرتی تھیں۔ اس کے انتقال پر آپ کو انتہائی صدمہ پہنچا۔

آپؐ کا سفر طائف: انہی دو واقعات کی بنا پر اس سال کا نام ہی عام الحزن (غم کا سال) پڑ گیا اور مشرکین کے لئے ایذا رسانی کی نئی راہیں کھل گئیں۔ مشرکین مکہ سے مایوس ہو کر آپ نے طائف کا سفر اختیار کیا۔ اس سنگلاخ راستے اور پر مشقت سفر میں آپ کے غلام زید بن حارثہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ یہاں بڑے بڑے امراء اور صاحب اثر لوگ رہتے تھے۔ ان میں عمیر کا خاندان رئیس القبائل تھے یہ تین بھائی تھے۔ عبدیالیل' مسعود اور حبیب۔ آپ نے ان کے پاس جاکر اسلام پیش کیا۔ لیکن ان تینوں نے آپ کا مذاق اڑایا اور توہین آمیز جواب دیئے۔ آپ نے وہاں سے واپس آنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ان بدبخت سرداروں نے اوباش اور بازاری قسم کے لوگوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔جو آپؐ کے راستہ کے دونوں طرف کھڑے ہو جاتے' آپ کا مذاق اڑاتے' گالیاں بکتے اور پاؤں پر پتھر مارتے تھے۔ آپؐ کے پاؤں لہولہان ہو گئے۔ اور خون جوتوں میں اس طرح جم گیا کہ جوتے اتر نہ سکتے تھے۔ اس حالت میں آپؐ نے ایک باغ میں پناہ لی۔ یہ عتبہ بن ربیعہ کا باغ تھا جو اگرچہ کافر تھا مگر رحم دل انسان تھا۔ اس نے اپنے غلام عداس کے ہاتھ انگور کے خوشے کشتی میں رکھ کر کھانے کو پیش کیے۔ زید بن حارثہ نے چشمہ کے پانی سے آپ کے پاؤں سے خون دھویا۔ آپ نے ٹھنڈا پانی پیا۔ انگور کھائے اور باغ میں آرام فرمایا۔

اس دن آپؐ نے ان مشرکوں سے جس قدر تکلیف اٹھائی تھی' اس کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے کہ ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ سے پوچھا کہ آپؐ کو سب سے زیادہ تکلیف کب اٹھانا پڑی؟"

آپؐ نے فرمایا: تمہاری قوم سے مجھے جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا' ان میں سب سے سنگین مصیبت وہ تھی جس سے میں گھاٹی (قرن ثعالب' طائف) کے دن دوچار ہوا۔ اس کے بعد میں نے سر اٹھایا تو اوپر بادل میں جبریل نظر آئے وہ کہہ رہے تھے یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے۔ اس فرشتے نے مجھے آواز دے کر کہا کہ جو کچھ آپ کی قوم نے آپ سے سلوک کیا۔ وہ اللہ نے دیکھ اور سن لیا۔ اگر آپؐ چاہیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا کر ان لوگوں کو کچل دوں۔ مگر میں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا: نہیں مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے"[1]

مکہ کو واپسی: اب آپ کے سامنے مکہ کی دنیا اندھیر نظر آرہی تھی' غمگسار اور مددگار چچا کی سرپرستی ختم ہو چکی تھی۔ تبلیغ کا میدان بھی وہاں باقی نہ رہا تھا اور اہالیان مکہ آپ کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔ آپ سوچ رہے تھے کہ اب جائیں تو کہاں جائیں؟ پھر مکہ میں آپ کے اہل و عیال بھی تھے۔ بالآخر آپ مطعم بن عدی کی امان میں مکہ تشریف لائے۔ مطعم بن عدی (ابن حاتم طائی) سے امان حاصل کرنے میں آپ کو جو جدوجہد کرنا پڑی۔ اس کی تفصیل اس کتاب کے آخر میں آپ کو مطعم بن عدی کے تذکرہ میں ملے گی۔

مطعم بن عدی: بہرحال آپ کی مکی زندگی کے آخری دو سال مطعم بن عدی کی امان میں گزرے اور مطعم بن عدی کا یہ احسان آپ زندگی بھر نہیں بھولے۔ ان ایام میں آپ کی تبلیغ کا میدان انتہائی محدود ہو کر رہ گیا۔ حج کے موسم میں جو وفود حج کیلئے آتے آپ رات کو چھپ چھپا کر ان سے ملتے اور انہیں تبلیغ فرماتے اور اسلام کی دعوت دیتے۔ ۱۰ نبوی میں اسی جدوجہد کے نتیجہ میں مدینہ کے چھ آدمی مسلمان ہوئے تو آپ کو کچھ امید کی کرن نظر آئی۔ پھر انہیں چھ آدمیوں کی محنت اور کوشش سے ذی الحجہ ۱۲ نبوی حج کے موسم میں ۷۳ آدمی اسلام لائے۔ اور آپس میں عہد و پیمان ہوئے اور یہ طے ہوگیا کہ آپ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ چلے آئیں۔ ۱۰ نبوی والی چھ آدمیوں کی بیعت' بیعت عقبہ اولیٰ کے نام سے مشہور ہوئی اور ۱۲ نبوی والی ۷۳ آدمیوں کی بیعت' بیعت عقبہ ثانیہ کے نام سے۔ اگرچہ دونوں موقعوں پر انتہائی رازداری سے کام لیا گیا تھا۔ تاہم کسی نہ کسی طرح مشرکین مکہ کو بیعت عقبہ ثانیہ کی بھنک پڑ ہی گئی۔ ان لوگوں نے بیعت کرنے والوں کا تعاقب کیا۔ مگر یہ سب لوگ مشرکین کے تعاقب سے پیشتر مدینہ روانہ ہو چکے تھے۔ صرف رئیس خزرج سعد بن عبادہ انکے ہتھے چڑھ گئے۔ مشرکین نے انکی پٹائی کا ارادہ تو کیا مگر مطعم بن عدی کی مداخلت اور اس خوف سے کہ کہیں سعد بن عبادہ انکا تجارتی راستہ بند نہ کردیں' یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہہ سکے اور ناکام واپس آگئے۔

---

[1] بخاری' کتاب بدء الخلق' باب ذکر الملائکہ اور مسلم کتاب الجہاد والسیر' باب ما لقی النبی ﷺ من اذی المشرکین والمنافقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب مشرکین کا انتقامی جذبہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو بالآخر دارالندوہ میں آپؐ کے قتل کے سازش تیار ہوئی جس کی تفصیل ابوجہل کے باب میں گزر چکی ہے۔ اس سازش کی بذریعہ وحی آپ کو خبر ہوگئی اور ساتھ ہی ہجرت کی اجازت بھی مل گئی۔ یہی وہ بات تھی جس کا ورقہ بن نوفل نے آغاز نبوت میں ہی ذکر کردیا تھا۔ اور قرآن نے اس بات کی توثیق ان الفاظ سے کی:

﴿ اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ ﴾ (۹:۴۰/)

"اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ ان کا مددگار ہے جس نے اس وقت بھی ان کی مدد کی جب کافروں نے اسے "مکہ سے" نکال دیا تھا اور وہ دو میں سے دوسرا تھا جب کہ وہ غار میں تھے"

وطن کی محبت بھی عجیب چیز ہوتی ہے۔ اس بات کے باوجود کہ کفار مکہ نے مظالم ڈھا کر آپ کا عرصہ حیات اس قدر تنگ کر دیا تھا اور زندگی اجیرن بنا دی تھی کہ آپ گھر بار اور اہل و عیال چھوڑنے پر مجبور ہوگئے تھے' پھر بھی جب آپ مکہ سے نکلے تو آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور فرمایا: مکہ! تجھے چھوڑنے کو جی تو نہیں چاہتا لیکن تیرے باشندے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے"[1]

لیکن ان ظالموں نے اس پر بھی بس نہ کیا اور آپ کے تعاقب اور گرفتاری کے لئے سو اونٹ کا گرانقدر انعام مقرر کردیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے بھی آپ کو نجات دلائی اور آپ ۱۸ دن بعد چھپتے چھپاتے بخیریت مدینہ پہنچ گئے تو مکی دور کے مظالم کا یہ باب ختم ہوگیا۔

---

① سیرت النبی' ج:۱' ص:۲۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۵

مکی دور میں اسلام کے پھیلنے کے اسباب

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قریش مکہ نے، جنہیں عرب بھر کی سیادت حاصل تھی۔ جب اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دی تھی اور دوسرے کفار عرب بھی اس سلسلہ میں ان کے معاون تھے تو آخر وہ کیا اسباب تھے جن کی بنا پر اسلام ایسے ناسازگار حالات میں بھی آگے ہی بڑھتا رہا اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا؟ کچھ مستشرقین اور مستغربین اسلام پر یہ الزام بھی دھرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا تھا۔ لیکن پھر یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس تیرہ سالہ دور میں اسلام کے پاس کون سی تلوار تھی؟ بلکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ تلوار تو دوسروں کے پاس تھی۔ لیکن اس کے باوجود اسلام پھیلتا اور آگے ہی بڑھتا گیا۔ جب ہم اس سوال پر غور کرتے ہیں تو ہمیں اس کے مندرجہ ذیل اسباب نظر آتے ہیں۔

(۱) اعجاز قرآنی

ان اسباب میں سب سے پہلا اور بڑا سبب معجزہ کی حد تک قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت ہے۔ جس سے اسلام کے بدترین دشمن بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اسی وجہ سے مشرکوں نے قرآن کریم کو بلند آواز سے پڑھنے پر پابندی لگا رکھی تھی۔ اور یہ بھی طے کر رکھا تھا کہ اگر کہیں قرآن بلند آواز سے پڑھا جا رہا ہو تو خوب شور مچایا کرو تاکہ قرآن کی آواز تمہارے شور کی آواز میں دب کر رہ جائے۔ لیکن ان ظاہری پابندیوں کے باوجود قریشی سردار خود بھی چوری چھپے قرآن سنتے تھے۔ ان کے کان اور ان کے دل قرآن کی لذت سے محظوظ ہونا چاہتے تھے ایسے ہی چند واقعات ہم یہاں مجملاً ذکر کریں گے۔

۱۔ ابوجہل پر قرآن کا اثر: ایسا ایک واقعہ تو ہم ابوجہل کے ذکر میں بیان کر آئے ہیں کہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پابندیوں کے باوجود کئی قریشی سردار حتیٰ کہ خود ابوجہل بھی بعض دفعہ قرآن سن لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ تین سردار چھپتے چھپاتے کعبہ کے گرد کھڑے ہو کر رات کو آپؐ کا قرآن سن رہے تھے۔ بعد میں یہ راز فاش ہو گیا تو ان میں سے ایک سردار نے ابوجہل سے پوچھا کہ جو قرآن تم نے سنا ہے اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

اس سوال پر اس کا صحیح جواب دینے کی بجائے بات کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔ اور کہا کہ ہم اور بنو عبد مناف سب باتوں میں ہمسر تھے اب ہم ان کے نبی کو تسلیم کر کے ان کی اس برتری کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟ گویا اس کا صحیح جواب کو گول کر جانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قرآنی اعجاز سے پوری طرح متاثر تھا۔

۲۔ **عتبہ بن ربیعہ پر قرآن کا اثر:** اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ عتبہ بن ربیعہ سے متعلق ہے۔ اس قریشی سردار نے خانہ کعبہ میں قریشیوں سے بہانگ دہل یہ بات کہی کہ آج میں محمد ﷺ کے سامنے چند باتیں پیش کروں گا۔ جن میں سے کوئی نہ کوئی وہ ضرور قبول کر لے گا۔ وہ باتیں کیا تھیں؟ مکہ کی بادشاہت' مال و دولت کی افراط' کسی بڑے گھرانے میں شادی' یا اگر جنون ہو تو اس کا علاج' ان سب باتوں کے جواب میں آپؐ نے سورۂ حم السجدۃ کی چند آیات پڑھ کر سنائیں۔ تو اس کے آنسو جاری ہو گئے [1] کوئی دوسری بات کئے بغیر وہاں سے اٹھ کر قریشیوں کے پاس واپس آیا تو انہوں نے فوراً پہچان لیا کہ اب یہ عتبہ وہ پہلا عتبہ نہیں۔ یہ تھا قرآنی اعجاز کا اثر۔

۳۔ **نجاشی شاہ حبشہ پر قرآن کا اثر:** مسلمانوں نے مشرکین مکہ کے مظالم سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کی تو مشرکین ان کو واپس لانے کے لئے وفد بن کر بادشاہ کے پاس جا پہنچے۔ نجاشی نے صورت حال کی تحقیق کے لئے مسلمانوں کو دربار میں بلایا اور ان کا بھی بیان لیا بعد میں وفد کے ترجمان حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو کلام الٰہی تمہارے پیغمبر پر اترا ہے۔ کہیں سے پڑھو۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات پڑھیں تو نجاشی پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اتنا رویا کہ داڑھی تر ہو گئی۔ دربار کے اسقف اور بطریق (پادریوں کے مختلف درجات) بھی اتنا روئے کہ ان کے صحیفے تر ہو گئے۔ پھر

---

① تفسیر ابن کثیر' ج:۶' ص:۱۵۹ تا ۱۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجاشی کہنے لگا۔ ”خدا کی قسم! یہ کلام اور جو کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ یہ کہہ کر سفرائے قریش سے کہا۔ تم واپس چلے جاؤ میں ان مظلوموں کو ہرگز واپس نہ دوں گا“ ①

۴۔ **طفیل بن عمرو دوسی:** آپ قبیلہ دوس کے سردار‘ شاعر‘ صاحب بصیرت اور شریف النفس انسان تھے۔ نبوت کے گیارہویں سال مکہ تشریف لائے۔ قریش نے نہایت عزت و احترام سے ان کا استقبال کیا اور کہا کہ مکہ میں فلاں شخص نے ہمیں سخت پریشانی سے دوچار کر رکھا ہے۔ اس کے پاس ایسا کلام ہے جو جادو کا سا اثر رکھتا ہے۔اس کلام کے ذریعہ وہ باپ‘ بیٹے بہن بھائی‘ میاں بیوی اور قرابت داروں کے درمیان تفرقہ ڈال دیتا ہے۔ لہٰذا حتیٰ الامکان اس شخص سے بچ کر رہنا۔

حضرت طفیل کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے مجھے اس بات کی اس قدر تاکید کی کہ جب میں حرم میں گیا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ مبادا آپؐ کی کوئی بات میرے کانوں میں پڑ جائے۔ لیکن روئی ٹھونسنے کے باوجود آپؐ کا کلام میرے کانوں کے اندر چلا گیا اور وہ مجھے بھلا معلوم ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: یہ کیا حماقت ہے جو میں نے اختیار کر رکھی ہے میں ایک اچھا صاحب عقل و بصیرت اور صاحب الرائے انسان ہوں۔ آپ کا کلام سن لینے میں آخر کیا حرج ہے؟ اچھی بات ہوئی تو قبول کرلوں گا ورنہ چھوڑ دوں گا۔ یہ خیال آتے ہی میں نے روئی کانوں سے نکال ڈالی۔ اور آپ کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ اپنا کلام مجھ پر پیش فرمایئے۔ آپؐ نے چند قرآنی آیات پڑھیں اور بعد میں اس پر اسلام پیش کیا۔ قرآن سن کر طفیل کہنے لگا: ”بخدا! میں نے اس سے پہلے ایسا عمدہ کلام اور ایسی انصاف کی بات کبھی نہ سنی تھی“ چنانچہ انہوں نے اسی وقت اسلام قبول کرلیا اور واپس اپنے قبیلہ میں جاکر اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ جس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا۔ ②

۵۔ **ضماد ازدی:** آپ یمن کے قبیلہ ازد کے باثر افراد تھے۔ دم جھاڑ کرنا اور آسیب اتارنا ان کا شغل تھا۔ آپ اس زمانہ میں مکہ آئے جب رسول اللہ ﷺ اور کفار کے درمیان زبردست

---

① سیرت النبی ﷺ‘ ج:۱‘ ص: ۲۴۱‘ الرحیق المختوم‘ ص: ۱۳۴

② الرحیق المختوم‘ ص: ۲۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشمکش جاری تھی۔ جب انہوں نے کفار مکہ سے سنا کہ محمد ﷺ (نعوذ باللہ) آسیب زدہ ہیں تو انہیں خیال آیا: ذرا میں بھی تو اس شخص کو دیکھوں۔ شائد اللہ میرے ہاتھ سے شفا دے دے۔ اس خیال سے آپؐ کے پاس آئے اور کہا: محمد ﷺ میں نے سنا ہے آپ آسیب زدہ اور مجنون ہیں۔ میں آسیب اتارنا جانتا ہوں۔ اللہ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفا عنایت فرماتا ہے۔ کہئے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا:

((الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ من یھدی اللّٰہ فلامضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمدا عبدو رسولہ))

”ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے' ہم اسی کی تعریف کرتے اور اسی سے مدد چاہتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں“

یہ کلمات اگرچہ کوئی مستقل قرآنی آیت نہیں تاہم قرآنی کلمات ہی کا مجموعہ ہیں۔ جب ضماد نے یہ کلمات سنے تو جھوم اٹھا کہنے لگا: پھر دہرائیے۔ آپؐ نے دہرائے تو کہنے لگا: ایک بار پھر دہرائیے۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ جب یہ کلمات دہرائے تو کہنے لگا: ”میں نے کاہنوں کا کلام بھی سنا ہے اور جادوگروں کا بھی۔ شاعروں کے اشعار بھی سنے ہیں۔ مگر ان کلمات کے مثل پہلے کبھی نہیں سنا۔ بیشک یہ کلمات تو سمندر کی تہ تک پہنچ گئے ہیں“ پھر اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر بیعت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور اپنی قوم کی طرف سے“ حضرت ضماد کہنے لگے' ہاں! میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں“[1]

۶۔ بحیرہ بن فراس: آپ تبلیغ کی غرض سے قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کے ہاں گئے۔ آپ نے انہیں قرآنی آیات سنا کر اسلام کی دعوت دی۔ تو ان میں ایک شخص بحیرہ بن فراس آپ کا کلام سن کر کہنے لگا: ”اگر یہ شخص میرے ہاتھ آجائے تو میں تمام عرب کو مسخر کر سکتا ہوں“ پھر آپؐ

① مسلم کتاب الجمعہ' باب تخفیف الصلوۃ والخطبۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہنے لگا کہ اگر ہم لوگ آپ کا ساتھ دیں اور آپ مخالفوں پر غالب آجائیں تو کیا آپ کے بعد حکومت ہمیں ملے گی؟'' آپؐ نے فرمایا: ''یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے'' وہ کہنے لگا: یہ کیسے ممکن ہے کہ اہل عرب کے سامنے آماجگاہ تو ہم اپنا سینہ بنائیں اور حکومت دوسرے لے جائیں یہ بات ہمیں گوارہ نہیں''[1]

یہ اور ایسے اور بھی کئی واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اپنے مخالفوں کے دلوں میں بھی ان کی تہہ تک اتر جاتا اور وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ سکتے تھے۔ پھر بعض بدبخت اڑے رہتے، بعض نرم پڑ جاتے اور بعض اسلام قبول کر لیتے یہ بات جس قدر مسلمانوں کے لئے حوصلہ افزا تھی اتنی ہی کفار کے لئے حوصلہ شکن تھی۔

(۲) مشرکانہ عقائد و رسوم سے بیزار طبائع

بعثت نبوی کے وقت یا اس سے پہلے کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جو خدائے واحد کی توحید کو پسند کرتے اور بتوں کی پرستش سے بیزار تھے۔ علاوہ ازیں شراب نوشی، جاہلی حمیت اور جدال و قتال سے بھی متنفر تھے۔ لیکن انہیں کوئی واضح راہ نہیں مل رہی تھی۔ نہ ہی ایسے لوگوں کے باہمی اتحاد کی کوئی شکل ممکن تھی۔ ایسے لوگوں کو جب ایک پیغمبر کے مبعوث ہونے کی خبر ملی تو گویا ان کے دل کی مراد بر آئی۔ اور وہ فوراً اسلام لے آئے۔ اور ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ ایسے لوگ معاشرہ میں کوئی خاص مقام نہ رکھتے تھے۔ لہٰذا انہیں اسلام قبول کرنے کی راہ میں اپنے کسی منصب سے دستبرداری جیسی بھی کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی اور اسی تین سالہ ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا۔ جبکہ تبلیغ انتہائی خفیہ طریق پر کی جارہی تھی۔

ان میں چند ہستیاں یہ ہیں:

۱۔ **ورقہ بن نوفل**: ایسے حضرات میں سے سب سے پہلے تو ورقہ بن نوفل (حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے چچا زاد بھائی) ہیں۔ جنہوں نے شرک سے بیزار ہو کر عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا۔ آپؐ پر پہلی وحی کے بعد جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رسول اللہ ﷺ کو ان کے پاس لے کر گئیں تو انہوں نے فوراً آپ کی تصدیق کر دی تھی جیسا کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ لیکن آپ

---

[1] سیرت النبی ﷺ، ج:۱، ص: ۲۵۸، بحوالہ طبری، ۳: ۱۲۰۵ اور الرحیق المختوم، ص: ۲۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت صاحب فراش تھے اور جلد ہی وفات پا گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو باقاعدہ طور پر آپؓ پر اسلام پیش کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ لہٰذا آپ کا باقاعدہ اسلام لانا بھی ثابت نہیں۔

۲۔ **حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ** : آپ بھی تلاش حق میں سرگرداں‘ فطرتاً نیک طبع‘ پاکیزہ اخلاق کے حامل اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل ہی آپ کے عظمت کردار سے متاثر تھے۔ جاہلیت کے دور میں آپ عفیف‘ پارسا اور صدق و دیانت میں مشہور تھے۔ آپؓ کے گھر کے افراد کے بعد باہر کی دنیا میں آپ ہی سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی‘ اسلام لائے اور صدیق کہلائے۔

۳۔ **حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ** : آپ بعثت نبوی سے پہلے ہی شراب چھوڑ چکے تھے۔ صوفی مزاج تھے اور طبیعت رہبانیت کی طرف مائل تھی۔ اسلام لانے کے بعد بلکہ مدنی دور میں بھی چاہتے تھے کہ راہب بن جائیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کام سے روک دیا۔

۴۔ **حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ** : انہیں بچپن میں اغوا کر لیا گیا تھا۔ عبداللہ بن جدعان کے تربیت یافتہ آزاد کردہ غلام تھے۔ [1] عبداللہ بن جدعان نے دور جاہلیت میں ہی شراب نوشی ترک کر دی تھی اور بعثت سے قبل فوت ہو چکے تھے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اگر تم نے صہیب رضی اللہ عنہ‘ بلال رضی اللہ عنہ‘ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ناراض کر دیا تو اپنے رب کو ناراض کر دیا۔ [2]

۵۔ **حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ** : ایمان لانے والوں میں ان کا چھٹا یا ساتواں نمبر تھا ان کے ایمان لانے کا قصہ پہلے گزر چکا ہے۔

۶۔ **حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو بن نفیل** : حضرت سعید کے باپ زید ان لوگوں میں سے تھے جو تلاش حق میں سرگرداں رہے۔ بعثت سے پانچ سال قبل وفات پا گئے۔ البتہ ان کے بیٹے سعید بعثت سے بعد جلد ہی اسلام لے آئے۔ سعید رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور ان کے بہنوئی تھے۔ یہ دونوں میاں بیوی ایک ساتھ اسلام لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن اور

---

[1] بخاری‘ کتاب الھبہ

[2] مسلم باب فضائل سلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو رسیوں سے باندھ کر مارا کرتے تھے۔ ①

(۴) اسلامی عقائد کی سادگی اور معقولیت

اسلامی عقائد کے سب سے اہم اجزاء دو ہی ہیں۔ ایک خدائے واحد پر ایمان اور دوسرا ایمان بالآخرت۔ خدائے واحد پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ بلا شرکت غیرے وہ اکیلا اس کائنات کا خالق ہے اور اگر ایک سے زیادہ خالق ہوتے تو کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کائنات میں اکیلے اللہ ہی کی فرمانروائی ہو اور انسان کو جو بعض امور میں اختیار دیا گیا ہے وہ اپنے اس اختیار کو اللہ کی مرضی کے تابع بنا دے۔ اللہ کے سوا کوئی دوسرا کسی انسان کو اللہ کی مشیت کے بغیر نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی فائدہ دے سکتا ہے۔ وہی اکیلا مشکل کشا ہے اور وہی حاجت روا ہے۔ لہٰذا اس کے بغیر کسی کی بھی نہ عبادت کرنا چاہئے' نہ اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔

اور ایمان بالآخرت کا مطلب یہ ہے کہ موت انسان کی آخری منزل نہیں۔ بلکہ اللہ کی صفت عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کو دوبارہ زندہ کرے اور جس شخص نے اس دنیا میں ظلم و زیادتی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اسے اس کی پوری پوری سزا دے اور جس نے اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع فرماں بنائے رکھا۔ ظلم و زیادتی سے باز رہا اور لوگوں سے بہتر سلوک کرتا رہا اور اسے اس کی اخروی زندگی میں اس کی پوری پوری جزا دے گا۔

اب جس شخص کو بھی اللہ کی ٹھیک ٹھیک معرفت ہو جائے تو ایمان کی بشاشت اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ پھر اگر وہ پہاڑوں سے ٹکرا جائے تو بھی اس کا پلہ بھاری رہتا ہے۔ دنیا کی مشکلات خواہ کتنی بڑی اور خطرناک ہوں انہیں وہ کچھ اہمیت نہیں دیتا۔ یہی صورت حال ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تھی جو ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ وہ ظلم و جور کی چکی میں پستے رہے' ماریں کھاتے رہے' سزائیں اور دکھ سہتے رہے مگر ان کے پائے ثبات میں مطلق لغزش نہ آئی۔ بلکہ ان کا طرز عمل تو یہ تھا کہ

www.KitaboSunnat.com

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب ◆ یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

---

① بخاری کتاب احادیث الانبیاء' باب اسلام سعید بن زید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) آپؐ کی عظمت کردار

کسی انسان کے حقیقی کردار کی سب سے زیادہ واقف اس کی بیوی ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس کے دوسرے اہل خانہ' اس کے بعد اس کے ہمراز اور دلی دوست اور اس کے بعد اس کے خاندان والے۔ اسی ترتیب سے اب دیکھئے کہ جب آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر دی کہ ان پر فرشتہ نازل ہوا ہے۔ تو انہوں نے صرف تصدیق ہی نہ کی بلکہ تسلیاں بھی دیں۔ گھر والوں میں آپ کا غلام زید بن حارثہ۔ اور آپؐ کے عم زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ انہوں نے اس اچنبھا قسم کی بات پر آپ کی فوراً تصدیق کر دی۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو یہ تک کہہ دیا کہ اگرچہ میں ابھی پوری طرح جوان بھی نہیں ہوا میری ٹانگیں بھی پتلی اور کمزور[1] ہیں۔ مگر میں ہر تنگی و سختی کے وقت آپ کا پورا پورا ساتھ دوں گا۔ آپؐ کے گہرے اور دلی دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے فرشتہ کے نزول کی بات سنتے ہی فوراً تصدیق کر دی۔ یہ چاروں ہستیاں پہلے ہی دن اس بات پر ایمان لے آئیں کہ اگر آپ کہتے ہیں کہ آپ پر فرشتہ نازل ہوا ہے اور آپ کو اللہ نے اپنا پیغمبر منتخب کر لیا ہے تو اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں اور ہم اس پر تہہ دل سے یقین رکھتے ہیں۔

یہ تو اپنوں کی بات تھی بیگانے بھی تہہ دل سے آپ کی عظمت کردار کے معترف تھے۔ آپ بچپن ہی سے صادق اور امین مشہور ہو چکے تھے۔ ابوجہل جیسا بدترین دشمن بھی آپ کو جھوٹا نہیں کہتا تھا۔ بلکہ وہ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی حقیقت کا انکار تھا۔ جسے سب لوگ جانتے تھے۔ آپؐ کے عظمت کردار کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپؐ کے جانی دشمن بھی اپنی امانتیں آپؐ ہی کے پاس رکھتے تھے۔ آپؐ جب مکہ سے ہجرت کرنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تاکید کر گئے کہ جن لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس تھیں وہ انہیں واپس کر دی جائیں۔

عظمت کردار کے بے شمار پہلو ہیں۔ جن میں سے کچھ ایجابی ہیں اور کچھ سلبی۔ اس موضوع پر ہم چونکہ اس کتاب کے مقدمہ میں کسی حد تک روشنی ڈال چکے ہیں۔ للذا یہاں تکرار کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ بدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) کافروں کے حق میں آپؐ کی پیش گوئیاں

قریشی سردار آپ کے پیغام کو اس لئے نہیں جھٹلاتے تھے کہ وہ آپؐ کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ بلکہ محض اس لئے کہ اس سے ان کے مناصب پر زد پڑتی اور انہیں ان مناصب سے دستبردار ہونا پڑتا تھا۔ اس کے باوجود اگر کوئی بات آپ کے منہ سے نکل گئی تو اس بات کا انہیں اس قدر یقین ہوتا تھا جیسے پتھر پر لکیر راسخ ہو جاتی ہے اور ایسے چند واقعات پہلے گزر بھی چکے ہیں۔ مثلاً

(۱) مکی دور میں آپ نے امیہ بن خلف کے حق میں فرمایا تھا: کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوگا اور اس قتل کا سبب ابوجہل بنے گا۔ اس بات کا امیہ بن خلف اور اس کی بیوی کو اس قدر یقین تھا۔ کہ جنگ بدر میں نہ جانے کے لئے اس نے کئی حیلوں بہانوں سے کام لیا۔ مگر اس کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور تقدیر کا لکھا ہو کے رہا اور وہ جنگ بدر میں کام آیا۔ ①

(۲) عتیبہ بن ابولہب نے آپؐ کا دامن کھینچ کر قمیص پھاڑ دی اور منہ پر تھوکنے کی کوشش کی تو آپؐ نے اس کے حق میں بددعا کی کہ ”الٰہی اس پر کوئی ایسا کتا مسلط کر جو اس کا کام تمام کردے“ پھر شام کے تجارتی سفر میں جب انہیں جنگل میں رات آگئی تو اسے آپؐ کے منہ سے نکلی ہوئی بات یاد آگئی۔ اپنی حفاظت کے لئے اس نے مقدور بھر جتن کئے۔ مگر یہ سب بے سود ثابت ہوئے۔ ایک جنگلی شیر آیا جس نے اور کسی کو تو کچھ نہیں کہا البتہ اسے پھاڑ کر واپس ہوگیا۔ ②

(۳) ابی بن خلف (امیہ بن خلف کا بھائی) نے آپؐ سے کہا کہ میں نے ایک گھوڑا پال رکھا ہے جسے روزانہ اتنا اتنا دانہ کھلاتا ہوں کہ اس پر بیٹھ کر تمہیں قتل کروں گا۔ تو آپؐ نے فرمایا ”نہیں بلکہ میں تمہیں قتل کروں گا“ جنگ احد میں اسے موقع ملا تو اپنا ارادہ پورا کرنے کی غرض سے آگے بڑھا اس کے خود اور زرہ کے درمیان حلق پر تھوڑی سی جگہ خالی تھی۔ آپؐ نے چھوٹا سا نیزا لے کو وہاں اسے جھٹکا دیا جس سے وہ درد کے مارے کراہتا ہوا واپس بھاگا۔ لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا کہ تمہیں تو خراش بھی نہیں آئی کراہ کیوں رہے ہو“ کہنے لگا: ”مکہ میں محمدؐ نے مجھے یوں کہا تھا۔ واللہ! اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو میں جانبر نہ ہو سکتا تھا۔ اس ذات کی قسم

---

① الرحیق المختوم، ص: ۱۴۹

② ابن ہشام، ۲: ۸۴ تا ۸۶، بحوالہ الرحیق المختوم، ۴۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جو تکلیف مجھے ہے اگر وہ ذوالمجاز کے سارے باشندوں کو ہوتی تو وہ سب کے سب مرجاتے"۔ ①

(۴) جب ابوجہل کے اکسانے پر عقبہ بن ابی معیط نے سجدہ کی حالت میں آپ کی گردن پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی۔ قریشی سردار ابوجہل سمیت ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آکر وہ اوجھڑی آپ کی گردن سے پرے ہٹائی اور انہیں برا بھلا کہنے لگیں اس وقت آپ نے ان کے حق میں بددعا کی اور فرمایا: "اللهم عليك بقريش" (اے اللہ! تو ان قریشیوں سے خود نبٹ لے) یہ کلمات سن کر قریش سردار یکدم سہم گئے کہ اب خیر نہیں۔ یہ چھ آدمی تھے جو سب کے سب جنگ بدر میں مارے گئے اور قلیب بدر میں پھینک دیئے گئے۔ ②

یہ اور ایسے ہی دوسرے واقعات کفار کے لئے تو انتہائی حوصلہ شکن تھے جبکہ مسلمانوں کے لئے اتنے ہی حوصلہ افزا تھے۔

مصائب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلیاں

جب آپ کو یا مسلمانوں کو کفار کی طرف سے دکھ پہنچتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صورت حال کے مطابق وحی نازل ہوجاتی جو بہت حد تک مسلمانوں کے دکھ درد کا مداوا کر دیتی تھی۔ کیونکہ وحی کا نزول اس بات کا ثبوت ہوتا تھا کہ ان کے اعمال اللہ کے ہاں مقبول اور ان کا اجر عنداللہ ثابت ہوگیا۔ اور اس کی کئی صورتیں تھیں۔ مثلاً

جب کسی سردار قریش نے آپ سے بدتمیزی کی تو اللہ کی طرف سے وحی سے اس کی خبر لی جاتی اور ایسی کئی مثالیں ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

قرآن کی فصاحت و بلاغت سے متاثر ہو کر یہ لوگ قرآن کو شاعرانہ کلام اور آپ کو شاعر کہہ دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر اس کی تردید فرمادی۔ مثلاً فرمایا:

---

① بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الدعاء علی المشرکین

② سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج: ۱، ص: ۲۱۳ - ۲۱۴، بحوالہ طبری، ج: ۳، ص: ۱۱۷۱ شبلی کے نزدیک یہ روایت ضعیف بلکہ موضوع ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴾ (۶۹/ ۴۰،۴۱)

"بلاشبہ قرآن عزت والے فرشتے کا لایا ہوا ہے۔ وہ کسی شاعر کا کلام نہیں مگر تم لوگ کم ہی یقین کرتے ہو"

قرآن میں چونکہ غیب کی خبریں بھی دی گئی ہیں تو اس نسبت سے کفار آپ کو کاہن بھی کہہ دیا کرتے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے یوں جواب دیا:

﴿ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ (۶۹/ ۴۲)

"یہ کسی کاہن کا کلام نہیں۔ مگر تم لوگ تو کم ہی غور کرتے ہو"

علاوہ ازیں بعض دفعہ کفار آپؐ کو دیوانہ کہتے تھے۔ اس کی تردید یوں نازل ہوئی۔

﴿ وَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (۶۸/ ۲ تا ۴)

"آپؐ اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں اور بلاشبہ آپ کو غیر منقطع اجر ملے گا نیز بلاشبہ آپؐ خلق عظیم کے بلند مقام پر فائز ہیں"

ان آیات میں کفار کے الزام کی تردید ہی نہیں کی گئی بلکہ ایسے طعنوں پر صبر کرنے کے عوض آپ سے اجر عظیم کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ ایسی اذیتوں اور طعنہ زنیوں پر صبر کرنا عظمت کردار کی علامت ہے۔

اور کہیں آپؐ کو پیش آمدہ شدائد پر صبر کی تلقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ ﴾ (۴۶: ۳۵)

"تو آپؐ ایسے ہی صبر کیجئے جیسا صبر اولوالعزم رسول کرتے ہیں"

آپ ﷺ رحمۃ للعالمین تھے جس کا ایک تقاضا یہ بھی تھا کہ تمام لوگ اسلام لاکر آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔ مگر مکہ میں مشرکین کی شدید مخالفت اور مزاحمت کی وجہ سے معاملہ قریباً قریباً اس کے برعکس تھا۔ جب لوگ آپ پر طعنہ زنی کرتے ہوئے آپؐ کی دعوت کو رد کردیتے تو اس سے آپؐ کو انتہائی کوفت ہوتی تھی۔ ایسی ذہنی کوفت پر اللہ تعالیٰ آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴾ (۱۸:۶)

"(اے محمدؐ!) اگر یہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے تو شائد آپؐ ان کے پیچھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنج کر کر کے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں گے"

اور کہیں صبر و ثبات کی یوں تلقین فرمائی:

﴿ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَانُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ﴾ (۱۱:۱۲۰)

"اور ہم نے جو آپؐ سے رسولوں کے قصے بیان کئے ہیں تو وہ اس لئے ہیں کہ آپؐ کا دل برقرار رہے۔"

اور عام مومنوں کو صبر و ثبات کی تلقین ان الفاظ میں فرمائی:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ (۳/۱۴۲)

"کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے یہ معلوم نہیں کیا کہ تم میں سے کون جہاد کرتے ہیں اور کون صبر کرنے والے ہیں"

اور کہیں یوں فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ ﴾ (۲:۲۱۴)

"کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ ابھی تک تمہیں وہ مصائب و شدائد نہیں پہنچے جو ان مومنوں کو پہنچے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں"

مکی دور میں جہاں مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی جاتی رہی وہاں انہیں جنت اور اس کی گونا گوں نعمتوں کی خوشخبری بھی دی جاتی رہی۔ دوسری طرف کافروں کو برے انجام' دنیوی اور اخروی عذاب کی وعید بھی سنائی جاتی رہی۔ ایسی آیات سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو جاتے اور وہ ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی تھی۔

یہ تھے وہ چند اسباب جن کی بنا پر مخالفت کی تند و تیز ہواؤں کے باوجود بھی اسلام آہستہ آہستہ بڑھتا ہی چلا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب : ۱

حصہ دوم

مدنی دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن اقوام

قریش مکہ

قریش مکہ کے مظالم نے مسلمانوں کو ہجرت یعنی اپنی جائیداد چھوڑ کر ترک وطن پر مجبور کر دیا تو یہ لوگ چوری چھپے اپنی جانیں بچاتے یکے بعد دیگرے مدینہ میں جمع ہوتے گئے۔ یہاں اگر مسلمانوں کو جو سب سے بڑی دولت ملی وہ یہ تھی کہ وہ اپنی عبادات کو آزادی سے بجا لا سکتے تھے۔ قرآن کی تلاوت باآواز بلند کر سکتے تھے اور جیسے چاہتے تبلیغ رسالت کا فریضہ بجا لا سکتے تھے۔ کیونکہ یہاں آکر مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی نوزائیدہ خود مختار ریاست قائم ہو گئی تھی۔ رہا سکون و اطمینان کا معاملہ تو وہ یہاں بھی میسر نہ تھا۔ مکہ میں مسلمانوں کے دشمن صرف اور صرف قریش مکہ' بلکہ اسکے بعض افراد تھے۔ مگر مدینہ پہنچنے کے بعد مسلمانوں کے دشمنوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا اور ان کے دشمن اب افراد کے بجائے اقوام تھیں۔ ان میں بھی سب سے پیش پیش قریش مکہ ہی تھے۔ جنہوں نے مدینہ پہنچنے کے بعد بھی مسلمانوں کا پیچھا نہ چھوڑا تھا۔ دوسرے نمبر پر یہود نے بھی اسلام دشمنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ تیسرے نمبر پر منافقین تھے جو مدینہ کے اندر مسلمانوں میں ملے جلے رہنے کی وجہ سے مار آستین بنے ہوئے تھے اور چوتھے نمبر وہ بدوی قبائل تھے جو اسلام اور پیغمبر اسلام کے دشمن تھے اور ان کا پیشہ ہی لوٹ مار اور غصب و نہب تھا۔

ہجرت کے بعد قریش مکہ کی کارروائیاں : قریش مکہ کی آپ کو قتل کرنے کی سازش کو اللہ تعالیٰ نے ناکام بنا دیا اور اس ناکامی نے انہیں اور بھی زیادہ مشتعل کر دیا۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں آدمی بھیجے' راستوں کی ناکہ بندی کی اور اس مہم کو وسیع تر سطح پر چلانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسے کامیاب بنانے کے لئے تجویز کیا کہ جو شخص آپؐ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لائے یا قتل کر دے اسے ایک سو اونٹ کی خطیر رقم بطور انعام دی جائے۔ اس لالچ میں بہت سے لوگ فردا فردا اور ٹولیوں کی شکل میں ان حضرات کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ آپؐ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ سے نکل کر غار ثور میں آ کر چھپ گئے تھے۔ تین دن آپ اسی غار میں قیام پذیر رہے۔ اسی اثناء میں کفار مکہ کی ایک ٹولی پاؤں کے نشانات کا سراغ لگاتی لگاتی اس غار کے دہانے تک بھی آ پہنچی۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور آپؐ سے کہنے لگے' اگر یہ لوگ اپنے پاؤں کی طرف نظر کریں تو ہمیں دیکھ پائیں۔ لیکن اس نازک ترین صورتحال میں بھی آپ کے پائے ثبات میں ذرا بھر لغزش نہ آئی الٹا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ①

﴿ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ﴾ (۹/۴۰) "غم مت کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ رات کو چوری چھپے آپؐ کے ہاں آتے۔ پینے کو دودھ دے جاتے اور دشمنوں کی سرگرمیوں کی رپورٹ بھی دے جاتے ② تین دن بعد جب یہ ہنگامہ کچھ فرو ہوا تو آپؐ رات کو چھپتے چھپاتے غیر معروف راستہ سے مدینہ کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی آپ دونوں کے ساتھ ہو گئے۔ یہ حضرات عموماً رات کو سفر کرتے اور دن کو کسی اوٹ میں چھپ جاتے۔ دوران سفر سراقہ بن مالک آپؐ کے تعاقب میں آپؐ کے بالکل قریب آ گئے۔ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ سراقہ گر پڑے اور تیروں سے فال نکالی جو آپؐ کی خواہش کے خلاف تھی۔ مگر انعام کے لالچ نے پھر آگے بڑھنے پر مجبور کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو دعا کی کہ "اے اللہ! "اسے گرا دے" چنانچہ گھوڑے کے اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور وہ خود گر پڑے۔ ③ یہ دیکھ کر سراقہ نے آپ سے کہا: آپؐ میرے حق میں دعا کیجئے۔ میں آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ آپؐ نے دعا کی تو گھوڑا سیدھا کھڑا ہو گیا۔

---

① بخاری' کتاب التفسیر' زیر آیت ﴿ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار ﴾ نیز کتاب المناقب' باب مناقب المھاجرین

② بخاری' کتاب احادیث الانبیاء باب ھجرۃ النبی ﷺ

③ ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب کی بار پھر اس نے فال نکالی تو پھر اسکے ارادہ قتل کے خلاف تھی۔ یہ دیکھ کر سراقہ کہنے لگا کہ: آپؐ مجھے حکم دیجئے میں اس کی تعمیل کروں گا" آپؐ نے فرمایا: اب تم یہیں ٹھہرو اور ہم تک کسی کو نہ آنے دینا۔ اب سراقہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مجھے پروانہ امن لکھ دیجئے۔ آپؐ نے عامر بن فہیرہؓ سے یہ پروانہ لکھنے کو کہا۔ چنانچہ انہوں نے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر سراقہ کیلئے امن کی دستاویز لکھ دی۔[1] گویا جو شخص آپؐ کے قتل کرنے اور انعام حاصل کرنے پر حریص تھا۔ اللہ نے اسی سے آپؐ کی حفاظت کا کام لے لیا اور اس نے یہ ڈیوٹی ٹھیک طور پر سرانجام دی۔

تعاقب کے بعد کے اقدامات : اس تعاقب سے بھی جب مشرکین مکہ کو ذلت' حسرت اور ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا تو ان کے غیض و غضب میں مزید اضافہ ہوگیا۔ آپ ﷺ کا قافلہ بخیروعافیت مدینہ پہنچ گیا تو قریش مکہ نے درج ذیل اقدامات کئے۔

۱۔ ہجرت کرنے والے مسلمانوں کی زمینیں' مکانات اور مال و دولت سب کچھ ضبط کرلیا۔

۲۔ ہجرت کرنے والے مسلمانوں اور ان کے اہل و عیال کے درمیان رکاوٹ بن کر کھڑے ہوگئے۔ پھر جو کوئی ان کے قابو میں آسکا اسے قید کرکے طرح طرح کی ایذائیں دیں۔

۳۔ قریش کو کعبہ کا متولی ہونے کی وجہ سے عرب بھر میں دینی قیادت حاصل تھی۔ لہٰذا قریش مکہ نے مدینہ کے اردگرد کے تمام مشرک قبائل کو بھڑکا کر مدینہ کی تجارتی ناکہ بندی کرا دی۔ جس کی وجہ سے مدینہ کی درآمدات بہت کم رہ گئیں۔ اب ایک طرف مدینہ میں مہاجرین کی آمد کی وجہ سے مدینہ کی آبادی میں معتدبہ اضافہ ہوا۔ جس کی وجہ سے اشیائے خوردونوش میں پہلے ہی قلت واقع ہوگئی تھی۔ دوسری طرف اس تجارتی ناکہ بندی نے مسلمانوں کو شدید مالی مشکلات اور اشیائے خوردونوش کی نایابی سے دوچار کردیا۔

۴۔ قریش مکہ نے مسلمانوں کے لئے ان کی اپنی زبان میں "بے دینوں کے لئے" بیت اللہ میں داخلہ پر کڑی پابندی لگا دی۔ چنانچہ جب حضرت سعد بن معاذ امیہ بن خلف کے ہمراہ طواف بیت اللہ کرنے لگے تو ابوجہل نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور امیہ بن خلف دونوں پر شدید گرفت کی۔

۵۔ انہی قریش نے بدوی قبائل کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا کر مسلمانوں کے لئے جنگ کا ایک نیا محاذ کھول دیا۔

---

[1] بخاری' کتاب احادیث الانبیاء باب ھجرۃ النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ وہ خود بھی مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے معاملہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوئے۔ رئیس مدینہ عبداللہ بن ابی جو ابھی مشرک ہی تھا اور اسلام اور پیغمبر سے ذاتی طور پر عداوت رکھتا تھا' کو بطور مہرہ استعمال کرکے اسے مجبور کیا کہ وہ مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دے۔ قریش نے اسے یہ دھمکی بھی دی تھی کہ اگر تم نے مسلمانوں کو نہ نکالا تو ہم تم پر یورش کرکے تمہاری عورتوں پر تصرف کریں گے"[1]

مسلمانوں کو براہ راست بھی قریش کی طرف سے ایسی دھمکیاں موصول ہو رہی تھیں کہ "ہم جلد ہی پہنچ کر تم سے نبٹ لیں گے"

غرض ان چند در چند اقدامات کے ذریعے قریش مکہ نے مکہ رہتے ہوئے بھی مدینہ میں رہنے والے مسلمانوں کی زندگی کو اجیرن بنا دیا تھا اور راتوں کی نیند حرام کردی تھی۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مدینہ آنے کے بعد بیرونی خطرات کی وجہ سے مسلمان اکثر رات کو جاگا کرتے تھے۔ اسی خطرہ کی وجہ سے ایک رات رسول اکرم ﷺ جاگ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: "کاش! آج رات کوئی میرا پہرہ دیتا تاکہ میں کچھ دیر کے لئے سو سکتا" یہ بات سن کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہتھیار بند ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: "میں آپ کا پہرہ دینے آگیا ہوں" اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دعا دی۔ پھر سو گئے۔[2]

یہ کچھ تو قریش کے فوری اقدامات تھے۔ پھر انہی اقدامات کو موثر اور دیرپا بنانے اور اسلام' پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لئے مسلمانوں سے جو لڑائیاں لڑیں ان میں سے چند مشہور غزوات کا اجمالی ذکر درج ذیل ہے:

غزوہ بدر اولیٰ (غزوہ صفوان) ربیع الاول ۲ھ : ہجرت سے پورا ایک سال بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ مشرکین کی ایک مختصر سی فوج نے کرز بن جابر فہری کی سرکردگی میں مدینہ کی چراگاہ پر چھاپہ مارا اور کچھ مویشی لوٹ لئے آپؐ نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ وادی صفوان تک ان کا تعاقب کیا۔ مگر وہ آگے نکل چکے تھے۔ لہٰذا مسلمان واپس لوٹ آئے۔

---

[1] ابوداؤد' کتاب الجہاد' باب خبر النضیر

[2] بخاری' کتاب الجہاد' باب الحراسہ فی الغزو فی سبیل اللہ نیز کتاب التمنی باب قولہ ﷺ لیت کذا وکذا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوہ بدر۔ رمضان ۲ھ : اس غزوہ کے حالات مختصراً "ذکر ابوجہل" میں پہلے گزر چکے ہیں۔ یہ جنگ حقیقتاً ابوجہل ہی کے کبر و نخوت اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے برپا ہوئی تھی۔ ابوجہل کا اسی جنگ میں کام تمام ہوا۔ روسائے قریش میں سے ستر تو اس جنگ میں قتل اور اتنے ہی قید ہوئے۔ مکہ میں جب اس شکست کی خبر سنی گئی تو ان پر غم و اندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ جو لوگ مسلمانوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتے تھے وہ خود ختم ہوگئے۔شدت ندامت کی وجہ سے اہل مکہ نے مقتولین اور اسیروں پر نوحہ کرنے کی پابندی لگادی تاکہ مسلمانوں کو شماتت کا موقعہ نہ ملے۔

غزوہ سویق، ذی الحجہ ۲ھ : ابوسفیان جس نے ابوجہل کی موت کے بعد قریش کی قیادت سنبھالی تھی، نے اس موقع پر اپنا بھرم قائم رکھنے کے لئے قسم کھائی کہ جب تک مسلمانوں پر حملہ نہ کرے گا، جنابت کا غسل نہ کرے گا۔ چنانچہ وہ دو ہی ماہ بعد دو سو سواروں کو لے کر مدینہ سے بارہ میل باہر وادی قناۃ میں خیمہ زن ہوا۔ مگر مدینہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ للہٰذا وہ اکیلا رات کی تاریکی میں یہودیوں (بنی نضیر) کے سردار حیی بن اخطب کے پاس گیا۔ لیکن حیی نے انجام کے خوف سے ابوسفیان سے ملاقات کرنے سے ہی انکار کردیا ادھر سے مایوس ہونے کے بعد ابوسفیان بنو نضیر ہی کے ایک دوسرے سردار سلام بن مشکم، جو بنو نضیر کا خزانچی بھی تھا، کے پاس گیا۔ سلام نے ابوسفیان کو اندر داخل بھی کیا اور حالات حاضرہ سے مطلع بھی کیا ابوسفیان وہاں سے رات کے تیسرے پہر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور ایک دستہ بھیج کر مدینہ کی طرف عریض نامی مقام پر حملہ کردیا اس دستے نے کچھ کھجوروں کے درخت کاٹے اور ایک انصاری اور اس کے حلیف کو کھیت میں پاکر قتل کردیا اور فوراً واپس بھاگنے کی ٹھانی۔ آپؐ کو جب یہ خبر ملی تو فوراً ان لوگوں کا تعاقب فرمایا مگر وہ فرار میں تیزی پیدا کرنے اور اپنے بوجھ کو ہلکا کرنے کی خاطر اونٹوں پر لدے ہوئے ستو اور دیگر سامان راہ میں پھینک کر چمپت ہوگئے اسی نسبت سے اس غزوہ کو غزوہ سویق ہی کہا جاتا ہے۔ اس طرح ابوسفیان نے جنابت کے غسل کرنے کی قسم پوری کرلی۔

غزوہ زید بن حارثہ : غزوہ سویق کے بعد مسلمان پہلے سے زیادہ محتاط ہوگئے۔ جہاں کہاں کسی گڑبڑ کی اطلاع ملتی تو ایسی صورتحال سے نپٹنے کے لئے مسلمانوں کے دستے فوراً وہاں پہنچ جاتے۔ اب مسلمانوں نے بھی قریش کے تجارتی راستہ کی ناکہ بندی کردی۔ کیونکہ اس تجارت سے جو منافع حاصل ہوتا اس کا واحد مصرف مسلمانوں کا قلع قمع ہوتا تھا۔ قریش نے اس نئی افتاد کا حل یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچا کہ اپنا تجارتی راستہ ہی تبدیل کر دیا۔ جمادی الاخر میں قریش نے صفوان بن امیہ کی سرکردگی میں جو تجارتی قافلہ روانہ کیا وہ اسی متبادل راستہ By Pass سے گیا تھا یہ راستہ مدینہ کے پاس مغرب کی طرف سے گزرنے کے بجائے مدینہ کے مشرق کی طرف خاصے فاصلہ سے گزرتا تھا۔ مسلمانوں کا ادارہ خفیہ اطلاعات فعال تو تھا ہی' اسے اس "تبدیلی راہ" کی بھی خبر لگ گئی۔ اس صورتحال سے نپٹنے کے لئے آپ نے حضرت زید بن حارثہ کی سرکردگی میں سو سواروں کا دستہ بھیجا۔ اس دستہ کو دیکھتے ہی اہل کاروں کو بھاگنے کے بغیر کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ مسلمانوں نے اس تجارتی مال پر قبضہ کر لیا۔بدر کے بعد قریش مکہ کے لئے اتنا مالی نقصان دوسرا بڑا صدمہ تھا۔

غزوہ احد' شعبان ۳ھ : اس صدمہ کے بعد قریش نے ایک نئے عزم کے ساتھ مسلمانوں کو ختم کرنے کی ٹھانی اور اس کے لئے حسب ذیل اقدامات کئے۔

۱۔ یہ طے ہوا کہ اس تجارتی قافلہ کا سارا منافع بطور چندہ دیا جائے۔ جو جنگ بدر سے چند یوم پہلے بچ بچا کر نکل آیا تھا۔ اس مد سے ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار کی خطیر رقم جنگی اخراجات کے لئے جمع ہوگئی۔

۲۔ رضاکارانہ خدمات کا دروازہ کھول دیا گیا اور تمام اسلام دشمن قبائل کو اس میں شمولیت کی ترغیب دی گئی۔ اس طرح قریش کے حلیف قبیلے بھی اور مسلمانوں کے مخالف قبیلے بھی اس قریشی جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔

۳۔ دو شعلہ بیان شعراء کی خدمات حاصل کی گئیں جو بدوی قبائل کو مسلمانوں کے خلاف انتقام پر بھڑکاتے تھے۔ ان ایام میں جنگی پروپیگنڈہ کا سب سے موثر ذریعہ یہی تھا۔ ان شعراء میں سے ایک شاعر کا نام ابو عزہ عمرو جمحی [1] تھا۔ جو بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوا۔ اسے اس شرط پر چھوڑا گیا تھا کہ وہ آئندہ کبھی مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزی نہ کرے گا۔ مگر مال و دولت کے لالچ نے اسے بدعہدی پر آمادہ کر دیا۔

چنانچہ شعبان ۳ھ میں قریش کا یہ تین ہزار مسلح افراد کا لشکر جرار ابوسفیان کی سرکردگی میں احد کے میدان میں پہنچ گیا سپہ سالار ابوسفیان نے اس موقعہ پر ایک خطرناک جنگی چال چلی۔ وہ انصار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ آپ لوگوں سے ہماری کوئی لڑائی نہیں۔ آپ درمیان سے

---

① سیرت النبی ﷺ' ج:۱' ص: ۳۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکل جائیں تو بہتر ہے۔ ہم بھی آپ سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ انصار ابوسفیان کی اس چال کو سمجھ گئے اور اس کے جواب میں اسے کڑوی کسیلی سنائیں۔

عبداللہ بن ابی کی غداری : ابوسفیان نے دوسری چال یہ چلی کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اپنی جماعت سمیت مسلمانوں کو چھوڑ کر واپس چلا جائے۔ چنانچہ وہ اپنے تین سو آدمی لے کر مدینہ چلا گیا اور عذر یہ پیش کیا کہ اس کے مشورہ کو قابل اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ حالانکہ اس کا اصل مقصد مسلمانوں کے لشکر میں بددلی پیدا کرنا اور ان کی جمعیت کو کمزور کر دینا تھا۔ (اس کی داستان آئندہ "منافقین" کے باب میں آرہی ہے) اس طرح مسلمانوں کے ایک ہزار کے لشکر میں سے صرف سات سو باقی رہ گئے۔

شکست کے آثار : اس جنگ میں مسلمانوں سے بھی ایک فاش غلطی سرزد ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے پچاس آدمیوں کا ایک دستہ حضرت عبداللہ بن جبیر کی سرکردگی میں ایک درہ پر تعین کیا۔ اس دستہ کے لئے آپؐ کا یہ حکم تھا۔ کہ وہ کسی حال میں بھی اس درہ کو خالی نہ چھوڑے۔ مگر جب اس دستہ نے فتح کے آثار دیکھے تو اس دستہ کے بیشتر افراد رسول اللہ ﷺ کے تاکیدی فرمان اور حضرت عبداللہ بن جبیر کے اصرار کے علی الرغم درہ چھوڑ کر غنائم [1] اکٹھا کرنے لگ گئے درہ کو خالی دیکھ کر خالد بن ولید نے' جو ان دنوں کافر تھے' وہاں سے مسلمانوں پر ایسا زور دار حملہ کیا کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور حاصل شدہ فتح میں شکست کے آثار پیدا ہو گئے۔

آپؐ کا زخمی ہونا : اس جنگ میں مسلمانوں پر ایک اور افتاد یہ پڑی کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ' جو رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے' شہید ہو گئے' عبداللہ بن قمیہ نے یہ افواہ اڑا دی کہ محمد (ﷺ) مارے گئے۔ اس افواہ سے مسلمانوں میں عام بددلی پھیل گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے دلاور بھی ہتھیار سنبھال کر بیٹھ گئے کہ اب لڑ کر کیا کریں گے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ابن نضر پاس سے گزرے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "اب ہم زندہ رہ کر بھی کیا کریں گے؟" چنانچہ وہ داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس افراتفری کے عالم میں سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا۔ آپ نے خود پہن رکھا

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ احد نیز کتاب الجہاد' باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اور صرف آنکھیں ہی نظر آتی تھیں۔ حضرت کعب بلند آواز سے پکارے "مسلمانو! رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں اور ادھر ہیں" یہ آواز سن کر ہر طرف سے جانثاروں نے آکر آپ کے گرد گھیرا ڈال لیا دوسری طرف کفار نے جب یہ آواز سنی تو اپنے حملہ کا رخ پوری طرح ادھر ہی مرکوز کردیا۔ تیروں کی بارش کو آپؐ کے جانثار اپنے جسموں سے روک رہے تھے ابن قمیہ قریش کا مشہور بہادر تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تو ابھی زندہ ہیں۔ وہ صفوں کو چیرتا پھلانگتا رسول اللہ ﷺ کے قریب آگیا اور اپنی تلوار سے آپؐ پر اس قدر زور دار حملہ کیا کہ خود کی دو کڑیاں چہرہ مبارک میں کھب گئیں۔ اسی دوران آپ کے دو دانت بھی شہید ہوئے اور خون تھا کہ تھمتا ہی نہ تھا اور تیروں کی بارش بدستور جاری تھی اس حالت میں آپ کا تیروں سے بچاؤ کرنے والے صحابہ میں حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کا نام بالخصوص قابل ذکر ہے۔

جب آپ زخمی ہوئے اور ہر طرف سے آپ پر تیر برسائے جارہے تھے اس وقت آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ "اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جانتے نہیں"

پھر تھوڑی دیر بعد عبرت کے لہجہ میں آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے پیغمبر کو زخمی کردیا" ① لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ الفاظ پسند نہ آئے چنانچہ ارشاد ہوا۔

﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴾ (۱۲۸:۳)

"اے پیغمبر! تمہارا اس کام میں کچھ اختیار نہیں خواہ اللہ ان پر مہربانی کرے یا انہیں عذاب دے وہ ظالم تو (بہرحال) ہیں ہی"

اس افراتفری کے عالم میں آپؐ نے نہایت دانشمندی اور حربی مہارت سے نقشہ جنگ میں یہ تبدیلی کی کہ ثابت قدمی کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے آپؐ کے اس اقدام سے فوراً

---

① مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ احد نیز بخاری، کتاب المغازی، ابواب غزوہ احد باب لیس لک من الامر شئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ دشمن ادھر آ نہیں سکتا تھا۔ ابوسفیان نے آپؐ کو دیکھا تو فوج لے کر پہاڑی پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن چند صحابہ نے پتھر برسائے۔ لہٰذا وہ آگے نہ بڑھ سکا۔ اس طرح شکست خوردہ مسلمان پھر سے برابری کی سطح پر آ گئے۔

ابوسفیان کا اعلان : اس جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے ابوسفیان جانے لگا تو اس نے اعلان کیا کہ "یہ بدر کے دن کا جواب ہے" اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا کہ ایک سال بعد پھر بدر کے میدان میں مقابلہ ہوگا۔ اس چیلنج کو مسلمانوں نے قبول کر لیا۔

کفار کا تعاقب : چونکہ یہ جنگ کچھ فیصلہ کن نہ تھی اور اسی حالت میں ابوسفیان واپس چلا گیا تھا لہٰذا مسلمانوں کو یہ خیال آیا کہیں ایسا نہ ہو کہ ابوسفیان واپس مڑ کر مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کر دے لہٰذا آپؐ نے مسلمانوں کو تعاقب کا حکم دیا۔ چنانچہ زخم خوردہ اور غمزدہ مسلمانوں کی ستر آدمیوں کی ایک جماعت آپؐ کے حکم پر فوراً تیار ہو گئی اور مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے۔[1] اور مدینہ سے آٹھ میل دور حمراء الاسد تک پہنچ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا گمان بالکل درست نکلا۔ ابوسفیان جب مقام روحا پر پہنچا تو اسے خیال آیا کہ کام تو نا تمام رہ گیا۔ لہٰذا واپس چل کر دوبارہ حملہ کرنا چاہئے ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے یوں شامل حال ہوئی۔ قبیلہ خزاعہ کا رئیس معبد (یہ قبیلہ اگرچہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا تاہم مسلمانوں کا طرفدار اور خیر خواہ ضرور تھا) مسلمانوں کی شکست کی خبر سن کر دلجوئی کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب اسے یہ صورت حال معلوم ہوئی تو وہ آپؐ سے مشورہ کے بعد ابوسفیان کے پاس گیا۔ ابوسفیان نے اسے اپنا خیر خواہ سمجھ کر جب اپنا واپسی کا ارادہ ظاہر کیا تو معبد کہنے لگا۔ میں ادھر سے ہی آ رہا ہوں۔ محمد (ﷺ) ایک لشکر جرار لے کر آپ لوگوں کے تعاقب میں آ رہے ہیں اور اس لشکر میں وہ نوجوان بھی شامل ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے اس معرکہ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ابوسفیان نے جب یہ قصہ سنا تو اپنا ارادہ بدل دیا اور مکہ کی راہ لی۔

غزوہ بدر ثانیہ' شعبان ۴ھ : آپؐ نے ابوسفیان کا جو چیلنج قبول فرمایا تھا وہ آپؐ کو اور صحابہ

---

① بخاری' کتاب المغازی' ابواب غزوۃ احد باب الذین استجابوا للہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام رضی اللہ عنہم سب کو خوب یاد تھا۔ چنانچہ آپؐ ایک سال کے اختتام پر یعنی شعبان ۴ھ میں ڈیڑھ ہزار مجاہدین کے ساتھ تشریف لے گئے اور جاکر میدان بدر میں خیمہ زن ہو گئے۔

ابو سفیان بھی دو ہزار کی جمعیت لے کر مکہ سے نکلا اور مکہ سے ایک ہی منزل کے فاصلے پر مرالظہران میں آکر خیمہ زن ہو گیا۔ اس حال میں کہ ابو سفیان اور اس کے پورے لشکر پر بددلی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے مسلمانوں کو للکارا تو تھا مگر انجام سوچ کر مقابلہ کی ہمت نہ پڑتی تھی اور واپس چلے جانے کے لئے کوئی بہانہ سوچ رہا تھا۔ بالآخر اس نے اپنے لشکر سے یوں خطاب کیا: ''جنگ اس وقت مناسب ہوتی ہے جب ہریالی ہو' تاکہ جانور سیر ہو سکیں اور تم دودھ پی سکو۔ اور اس وقت تو خشک سالی ہے۔ لہٰذا ہمیں واپس چلے جانا چاہئے۔ چونکہ سارا لشکر ہی مسلمانوں سے مرعوب اور بیدلی کا شکار تھا' لہٰذا کسی ایک شخص نے بھی ابو سفیان کی رائے سے اختلاف نہ کیا اور واپس مکہ چلے گئے۔ جبکہ مسلمان پورے آٹھ دن بدر میں رہ کر ابو سفیان اور اس کے لشکر کا انتظار کرتے رہے اور جب انہیں ابو سفیان کے واپس مکہ چلے جانے کی اطلاع ہوئی تو آپؐ بھی مدینہ واپس[1] چلے آئے۔ مسلمانوں کے اس اقدام کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جنگ احد' واقعہ رجیع اور بئر معونہ کی وجہ سے مسلمانوں کی جو ہوا اکھڑ گئی وہ از سر نو برقرار ہو گئی اور بدوی قبائل پر مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا چنانچہ اس واقعہ کے بعد کے چھ مہینے مسلمانوں نے نہایت امن و عافیت سے گزارے۔

جنگ احزاب' ذیقعد ۵ھ : اس جنگ میں قریش' یہود اور بدوی قبائل سب نے حصہ لیا۔ رہے منافقین تو وہ کھل کر سامنے آنے کے بجائے مسلمانوں میں بددلی پھیلانے' ان کی حوصلہ شکنی کرنے اور دشمنوں سے سازباز کا کردار ادا کر رہے تھے۔ اس مشترکہ لشکر کا سردار چونکہ ابو سفیان ہی تھا۔ لہٰذا اس جنگ میں زیادہ تر حصہ قریش مکہ کا ہی سمجھا جاسکتا ہے۔ اس جنگ کی تحریک یوں ہوئی کہ جنگ احد کے فوراً بعد غزوہ بنو نضیر پیش آیا جس میں ان یہودیوں کو مدینہ سے نکال دیا گیا اور انہوں نے خیبر میں جاکر پناہ لی تھی۔ انہیں جلا وطن شدہ یہودیوں میں سے بیس افراد پر مشتمل ایک وفد قریش مکہ کے پاس آیا اور انہیں مسلمانوں پر ایک اجتماعی اور کاری ضرب لگانے کی ترغیب دی۔ ایسی ضرب جس سے مسلمانوں کی جڑ کٹ جائے اور روزمرہ کی یہ

---

① الرحیق المختوم' ص: ۴۷۰' بحوالہ ابن ہشام' ۲: ۲۰۹ ' ۲۱۰' زاد المعاد' ۲: ۱۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بک بک ختم ہو۔ قریش مکہ نے یہودی وفد کی اس آواز پر لبیک کہی اور انہوں نے اس موقعہ کو اس لحاظ سے بھی غنیمت جانا کہ جنگ احد کے اختتام پر ابوسفیان نے ایک سال بعد بدر کے میدان میں جنگ لڑنے کا چیلنج دیا تھا۔ مسلمانوں کے وقت مقررہ پر میدان بدر میں پہنچنے کے باوجود ابوسفیان اسے پورا نہ کرسکا تھا۔ یہود کی اس پیشکش نے اس کے حوصلے بڑھا دیئے اور فوراً اس وفد کا ہم نوا بن گیا۔ قریش کی طرف سے حوصلہ افزا جواب پانے کے بعد یہ وفد بنو غطفان کے پاس گیا۔ یہ قبیلہ چونکہ پہلے ہی یہود کا حلیف تھا لہٰذا وہ بھی فوراً تیار ہوگئے۔ بعد ازاں یہ وفد دوسرے اسلام دشمن قبائل کے ہاں گھوما پھرا حتیٰ کہ تمام اسلام دشمن عناصر کو مسلمانوں کے خلاف آمادہ جنگ کرلیا۔

چنانچہ ذیقعد ۵ھ میں ابوسفیان کی سرکردگی میں جنوبی اطراف سے قریش' کنانہ اور تہامہ میں آباد دوسرے حلیف قبائل کا چار ہزار افراد پر مشتمل لشکر مدینہ کی جانب روانہ ہوا۔ مرالظہران کے مقام پر بنوسلیم کے ذیلی قبائل' جنہوں نے معونہ کے کنوئیں کے قریب چوٹی کے ستر قاریوں کو دھوکے سے شہید کردیا تھا' ابوسفیان کے لشکر سے آکر مل گئے۔ مشرقی اطراف سے قطفانی قبائل خزارہ' مرہ اور اشجع بھی اس لشکر میں آملے۔ غرضیکہ مدینہ تک پہنچتے پہنچتے اس لشکر کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی جبکہ مدینہ کی مجموعی آبادی بھی دس ہزار سے کم تھی۔ اگر مسلمانوں نے خندق کھود کر بروقت اپنا دفاع نہ کرلیا ہوتا تو فی الواقع یہ عظیم لشکر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے کافی تھا۔

یہود کی بدعہدی : ایک اور افتاد یہ پیش آئی کہ مدینہ کے اندر یہود کا قبیلہ بنو قریظہ' جو مسلمانوں کا معاہد اور اب تک اپنے عہد پر قائم تھا حی بن اخطب کی انگیخت اور جنگ کے بعد بھی تعاون کی یقین دہانی کی بنا پر عہد شکنی پر آمادہ ہوگیا۔ مسلمانوں کے لئے یہ وقت کڑی آزماوش کا وقت تھا۔ خندق پار دشمن کا سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا لشکر اور مدینہ کے اندر یہودی اور منافقین مار آستین بن گئے۔ مزید برآں رسد یعنی سامان خوردونوش کی شدید قلت تھی۔ کفار کا یہ محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا۔ ہر روز خندق کے آرپار تیر باری اور قدراندازی ہوتی رہی مگر جنگ کسی فیصلہ کن مرحلہ میں نہ پہنچتی تھی۔ یہ اس قدر تنگی اور آزمائش کا وقت تھا کہ بھلے بھلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم ڈگمگا گئے۔

اللہ کی مدد : اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دو طرح سے مدد فرمائی۔ ایک صورت تو یہ بنی کہ بنو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غطفان کا ایک رئیس نعیم بن مسعود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا اور اس بات کا نہ قریش کو علم تھا نہ یہود کو۔ ان حالات میں نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی خدمت پوچھی تو آپ نے اس کے ذمہ قریش اور یہود میں پھوٹ ڈالنے کی ڈیوٹی لگائی۔ آدمی عقلمند تھا۔ اسے فوراً ایک ترکیب سوجھ گئی۔ وہ پہلے بنو قریظہ کے پاس گیا اور کہا۔ دیکھو اگر جنگ میں اتحادیوں کو ناکامی ہوئی تو قریش تو اپنے گھروں کو چلے جائیں گے لیکن مسلمان تمہارا بھرکس نکال دیں گے۔ لہٰذا تم قریش سے دس آدمی بطور یرغمال کا مطالبہ کرو۔ تاکہ ایسی صورت میں بھی وہ تمہارے ساتھ تعاون پر مجبور ہوں۔ یہود کو یہ بات بہت پسند آئی۔ پھر وہ ابو سفیان کے پاس جا کر کہنے لگا: یہود تم سے بدظن ہو چکے ہیں اور وہ تم سے دس آدمی بطور یرغمال کا مطالبہ کرنا چاہتے ہیں۔ جنہیں وہ کسی وقت بھی مسلمانوں کے حوالہ کر کے جنگ کا نقشہ بدل سکتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا تم ان کا یہ مطالبہ ہرگز تسلیم نہ کرنا۔ ابو سفیان کے دل میں یہ بات کھب گئی۔ ابو سفیان نے بنو قریظہ کو دوسرے دن مشترکہ حملے کے لئے پیغام بھیجا تو انہوں نے دس آدمی بطور یرغمال کا مطالبہ کر دیا۔ اس طرح یہ دونوں فریق پھوٹ کا شکار ہو گئے۔[1]

مسلمانوں کی مدد کی دوسری صورت جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ یہ تھی کہ ٹھنڈی سیت ہوا اتنی تیز چلی جس نے خیمے اکھاڑ دیئے۔ ہنڈیاں ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ ہوا اتنی شدید سرد تھی کہ بدن کو چھید کرتی آر پار ہوتی معلوم ہوتی تھی۔ ان حالات نے دشمن کو واپسی پر مجبور کر دیا اور یہ پوری جمعیت افراتفری کے عالم میں بھاگ کھڑی ہوئی اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آج کے بعد کفار ہم پر چڑھ کر نہیں آئیں گے' بلکہ اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے"[2] اور آپ کا ارشاد حرف بحرف پورا ہوا۔

صلح حدیبیہ' ۶ھ : جنگ احزاب کے بعد قریش کی مسلمانوں پر بالادستی کا تصور تو ختم ہو چکا تھا تاہم ابھی تک بیت اللہ پر قبضہ قریش کا ہی تھا۔ مسلمانوں پر اس کے دروازے بند تھے۔ جب سے مسلمان ہجرت کر کے گئے تھے کسی مسلمان نے حج' عمرہ یا طواف کعبہ نہیں کیا تھا جس کے

---

① الرحیق المختوم' ص: ۴۸۹

② بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ خندق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے ان کے دل ترستے رہتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ کو خواب آیا کہ آپ بہت سے مسلمانوں کی معیت میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ خواب سنایا اور نبی کا خواب بھی چونکہ وحی ہوتا ہے لہٰذا آپ نے عمرہ کے ارادہ کا اعلان فرما دیا چونکہ اس سفر سے جنگی مقاصد یا غنائم کا کوئی تعلق نہ تھا۔ لہٰذا آپ کی ہمراہی صرف ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی اختیار کی جو محض رضائے الٰہی کے لئے عمرہ کی نیت رکھتے تھے۔ ایسے ہمراہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد چودہ سو کے لگ بھگ تھی۔ ان میں سے بعض نے اپنے قربانی کے جانور بھی ساتھ لے لئے تھے۔

اہل مکہ کو پہلے ہی آپؐ کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی اور ان کی انتہائی کوشش یہ تھی کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے چنانچہ خالد بن ولید فوجی دستہ لے کر مقابلہ کے لئے نکل آئے تو مسلمان سیدھی راہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے مکہ کے زیریں علاقہ حدیبیہ میں فروکش ہو گئے۔ آپؐ نے اہل مکہ کو بہتیرا سمجھایا کہ ہم لڑنے کی غرض سے نہیں آئے فقط عمرہ کرنا چاہتے ہیں اور قربانی کے جانور بھی دکھلا دیئے لیکن انہیں مسلمانوں کا طواف کرنا بھی کب گوارا تھا۔ لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کو واپس چلے جانے پر ہی اصرار کیا۔ اس دوران فریقین کی طرف سے کئی سفارتیں بھی آئیں اور گئیں۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفیر بن کر مکہ گئے تو انہیں قید کر لیا گیا اور افواہ یہ اڑ گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ چنانچہ قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں آپؐ نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خون پر بیعت لی۔[1] جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر غلط تھی۔

دو تین دفعہ سفارتوں کے تبادلہ کے بعد بالآخر صلح کی شرائط پر سمجھوتہ ہو گیا۔ یہ شرائط بظاہر مسلمانوں کے لئے توہین آمیز تھیں اور بیعت رضوان کے بعد مسلمان بالخصوص ایسی شرائط پر رضامند بھی نہیں ہو سکتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان شرائط کو منظور فرما لیا اور بعد میں بذریعہ آیات قرآنی اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو فتح مبین قرار دیا۔ صلح کی شرائط یہ تھیں:

---

① بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ حدیبیۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ آئندہ دس سال تک مسلمان اور قریش ایک دوسرے پر چڑھائی نہ کریں گے اور صلح و آشتی سے رہیں گے۔

۲۔ قبائل کو عام اجازت ہے کہ وہ جس فریق کے حلیف بننا چاہیں' بن سکتے ہیں۔

۳۔ اگر مکہ سے کوئی مسلمان اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ پہنچ جائے تو مسلمان اسے واپس کردیں گے لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ آجائے تو وہ واپس نہ کیا جائے گا۔

۴۔ مسلمان اس دفعہ عمرہ کئے بغیر واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال وہ تلواریں نیام میں کئے ہوئے آئیں۔ تین دن تک ان کو مکہ میں رہنے اور عمرہ کرنے کی اجازت ہوگی۔ ①

صلح کی یہ شرائط کیوں تسلیم کی گئیں: ایسی توہین آمیز شرائط فتح مبین کیسے بن گئیں۔ یہ بحث بڑی تفصیل طلب ہے جس کا یہاں موقع نہیں۔ ہم یہاں صرف ایسی وجوہ بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جن کی بنا پر آپؐ نے ایسی شرائط کو مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر بلکہ ان کی مرضی کے علی الرغم منظور فرمالیا تھا۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ سب کچھ وحی الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے مطابق ہوا تھا۔

۱۔ جب سے آپ مدینہ گئے تھے آپ کے دشمنوں میں کئی گنا اضافہ ہوگیا تھا اور مسلسل چھ سال سے ہنگامی حالات میں زندگی گزار رہے تھے۔ ان دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن یہی قریش تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ ان کی طرف سے اطمینان نصیب ہو تاکہ دوسرے دشمنوں سے بطریق احسن نپٹا جاسکے۔ چنانچہ یہاں سے واپسی پر آپؐ نے سب سے پہلے بنونضیر کی سرکوبی کی۔

۲۔ انہی ہنگامی حالات کے وجہ سے آپ کے بہت سے تبلیغی پروگرام بھی موخر ہوتے جارہے تھے۔ چنانچہ اس صلح کے بعد ہی آپؐ نے آس پاس کے بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط روانہ فرمائے۔

۳۔ اس صلح نے تمام عرب پر یہ بات ثابت کردی کہ مسلمان فی الحقیقت امن پسند قوم ہے۔ جو جنگ سے حتی المقدور گریز کرتی ہے۔ اور مقابلہ کی قدرت رکھنے کے باوجود صلح و آشتی کو ترجیح دیتی ہے۔ اسی تاثر کے نتیجہ میں اس صلح کے بعد بعض بڑے بڑے سردار از خود اسلام لے آئے مثلاً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سیف اللہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر وغیرہم

---

① بخاری' کتاب الشروط' باب الشروط فی الجهاد والمصالحة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ جنگ کی صورت میں مکہ میں موجود کمزور مسلمانوں کی تباہی یقینی تھی۔ قرآن کریم نے یہ ایک ایسی وجہ بیان فرمائی جس کا مسلمانوں کو خیال تک نہ آیا تھا۔

اس معاہدہ کی تحریر کے بعد آپؐ نے اپنی قربانی ذبح کی۔ بال منڈائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپؐ کی اتباع میں قربانیاں کیں' بال منڈائے اور احرام کھول کر واپس [1] مدینہ آ گئے۔ پھر اگلے سال عمرہ قضا ادا کیا گیا۔[2]

فتح مکہ' رمضان ۸ھ : صلح حدیبیہ کی انہی توہین آمیز شرائط سے اللہ نے خیر کے بہت سے پہلو پیدا کر دیئے۔ مکہ میں رکھے جانے والے مسلمانوں نے مکہ میں تبلیغ شروع کر دی اور بعض لوگ اسلام بھی لے آئے۔ تو یہی بات قریش مکہ کیلئے سوہان روح بن گئی اور مسلمانوں کے ہاں مدینہ سے واپس کئے جانے والے مسلمانوں نے تجارتی شاہراہ پر اپنی الگ بستی بسا کر قریش کے تجارتی قافلوں کا ناک میں دم کر دیا۔ ان میں ایک ابو جندلؓ تھے' جو قریش مکہ کے آخری اور تیسرے سفیر سہیل بن عمرو کے بیٹے تھے جب شرائط صلح طے پا رہی تھیں اور تاہنوز ضبط تحریر میں نہ آئی تھیں اس وقت ابوجندل اہل مکہ کی قید سے بھاگ کر حدیبیہ میں مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے اور انہیں زخم دکھلا دکھلا کر التجا کی کہ انہیں اب کفار کے حوالہ نہ کیا جائے۔ مسلمان ابوجندل کو پناہ دینے کے حق میں تھے کیونکہ تاحال شرائط لکھی نہیں گئی تھیں اور سہیل بن عمرو' ابوجندل کا باپ اس بات پر اڑ گیا کہ اگر ابوجندل کو واپس نہ دیا گیا تو صلح نہیں ہو سکتی۔[3] آخر رسول اللہ ﷺ نے ابوجندل کو صبر کی تلقین فرمائی اور واپس کر دیا۔ اسی طرح حضرت ابوبصیر اسلام لا کر مدینہ پہنچے تو کفار نے دو آدمی انہیں واپس لانے کو بھیجے۔ آپؐ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے راہ میں موقع پا کر ایک کو قتل کر دیا اور دوسرا فرار ہو کر مدینہ آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کو یہ ماجرا سنایا۔ اتنے میں پیچھے پیچھے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی مدینہ آپ کے پاس پہنچ گئے اور کہا۔ "یارسول اللہ ﷺ! آپؐ نے مجھے ان کے ہمراہ بھیج کر اپنا ذمہ پورا کر دیا۔ اب تو اللہ نے مجھے ان سے نجات دی" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنگ کی

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب عمرة القضاء

② بخاری' کتاب الشروط نیز کتاب المغازی وغیرہ

③ بخاری' کتاب الشروط نیز کتاب المغازی وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگ نہ بھڑکاؤ" حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا کہ آپؐ انہیں مدینہ نہ رہنے دیں گے۔ تو وہاں سے چل کر سمندر کے کنارہ پر آکر مقیم ہوگئے۔ بعد ازاں ابو جندل بھی یہاں پہنچ گئے اور دوسرے نو مسلم بھی مدینہ کی بجائے ادھر کا رخ کرنے لگے۔ ان لوگوں نے قریش کو اس قدر تنگ کردیا کہ انہوں نے مجبور ہوکر اس شرط کو کالعدم کردیا اور اجازت دے دی کہ جو مسلمان ہوکر مدینہ جانا چاہے وہ جاسکتا ہے۔ ①

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ کفار نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو ان کاموں سے منع کریں اور جو شخص مسلمان ہوکر مدینہ جانا چاہے وہ جاسکتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو لوٹ مار کرنے سے منع فرما دیا۔ ②

جنگ کا فوری سبب: معاہدہ صلح کی دوسری شرط کے مطابق بنو خزاعہ تو مسلمانوں کے حلیف بن گئے تھے اور بنو بکر قریش کے۔ صلح کے ڈیڑھ سال بعد بنو بکر اور بنو خزاعہ کی آپس میں لڑائی ہوگئی۔ جس میں قریش نے کھلم کھلا بنو بکر کی مدد کی اور جب بنو خزاعہ نے حرم میں پناہ لی تو انہیں وہاں بھی نہ چھوڑا اس واقعہ کے بعد بنو خزاعہ کے چالیس شتر سوار فریاد کے لئے مدینہ پہنچے۔ آپ کو قریش کی اس بدعہدی پر سخت صدمہ ہوا۔ لہٰذا آپؐ نے قریش کے لئے تین شرطیں پیش کیں۔ کہ ان میں سے کوئی ایک تسلیم کرلی جائے:

۱۔ بنو خزاعہ کے مقتولین کا خون بہا دیا جائے۔

۲۔ قریش بنو بکر کی حمایت سے دستبردار ہوجائیں۔

۳۔ اعلان کیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ختم ہوگیا۔

قاصد نے جب یہ شرائط قریش کے سامنے پیش کیں تو ان کا نوجوان طبقہ بھڑک اٹھا۔ ان میں سے ایک شخص فروا بن عمر نے قریش کی طرف سے اعلان کردیا کہ صرف تیسری شرط منظور ہے۔ ③

قاصد واپس چلا گیا تو ان لوگوں کا جوش ٹھنڈا ہوکر ہوش درست ہوئے تو انہیں سخت فکر

---

① بخاری، کتاب الشروط نیز کتاب المغازی وغیرہ

② بخاری، کتاب الشروط نیز کتاب المغازی وغیرہ

③ سیرت النبی، ج:۱، ص:۵۲۶، بحوالہ زرقانی علی المواہب، ج:۲، ص:۳۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دامن گیر ہوئی۔ چنانچہ ابوسفیان کو تجدید معاہدہ کے لئے مدینہ بھیجا گیا۔ ابوسفیان نے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے تجدید معاہدہ کی درخواست کی لیکن آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا پھر اس نے علی الترتیب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تک سفارش کے لئے التجا کی لیکن جب سب نے جواب دے دیا تو مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اس نے یکطرفہ ہی اعلان کر دیا کہ میں نے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کر دی۔ ①

قریش کی یہ بدعہدی ہی حقیقتاً اعلان جنگ کے مترادف تھی۔ ان کے تیسری شرط کو منظور کرنے سے مزید تاخیر کی گنجائش بھی ختم ہو گئی تھی۔ چنانچہ آپؐ نے نہایت رازداری سے مکہ پر چڑھائی کی مہم کا آغاز کیا۔ حلیف قبائل کو جو پیغامات بھیجے گئے ان میں بھی یہ رازداری ملحوظ رکھی گئی تھی۔ جب ابوسفیان تجدید معاہدہ کے لئے مدینہ پہنچا۔ اس وقت آپؐ اس مہم کا آغاز فرما چکے تھے۔ لہٰذا اب تجدید معاہدہ کا وقت گزر چکا تھا۔

آپؐ مدینہ سے روانہ ہوئے تو راہ سے کئی قبائل ملتے گئے تاآنکہ مکہ پہنچنے تک دس ہزار کا جرار لشکر آپؐ کے ہمرکاب تھا۔ آپؐ نے مکہ سے قریب مرالظہران میں پڑاؤ ڈالا تو اس لشکر کو میلوں میں پھیلا دیا اور حکم دیا کہ آگ کے بڑے بڑے الاؤ روشن کیے جائیں۔ دشمن یہ منظر دیکھ کر اس قدر مرعوب ہو گیا کہ اس میں مقابلے کی سکت ہی باقی نہ رہی۔ ابوسفیان اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ حالات کا جائزہ لینے کے نکلا ہی تھا کہ گرفتار ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے گھوڑے کے پیچھے بٹھلایا تاکہ بلا تاخیر اس کے لئے دربار نبوی سے امان کا پروانہ حاصل کر لیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو وہ بھی فوراً دربار نبوی کو روانہ ہوئے تاکہ ابوسفیان کو دربار نبوی میں پہنچنے اور امان ملنے سے پیشتر ہی راہ میں قتل کر دیا جائے۔ اتفاق کی بات کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پہلے پہنچ گئے اس طرح ابوسفیان کی جان بچ گئی۔

آپؐ نے ابوسفیان سے پوچھا۔ "کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں" ابوسفیان کہنے لگا" ہاں! اگر اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ ہوتا تو ضرور ہماری مدد کرتا" پھر آپؐ نے پوچھا۔ "کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہیں یقین آجائے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟" ابوسفیان کہنے لگا البتہ اس بات میں مجھے کچھ تردد ہے"

---

① سیرت النبی' ج:۱' ص:۵۲۶' بحوالہ زرقانی علی المواہب' ج:۲' ص:۳۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آپؐ چاہتے تو اس کے اس انکار پر اس ازلی دشمن کو پلک جھپکنے سے پہلے ختم کروا سکتے تھے لیکن آپؐ کو اس کے قتل کے بجائے اس کا اسلام لانا زیادہ عزیز تھا اور وہ بھی کسی دباؤ کے تحت نہیں بلکہ ضمیر کی مکمل آزادی اور اطمینان کے ساتھ۔ ابوسفیان کا یہ جواب سن کر آپؐ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے اپنے خیمہ میں لے جائیں۔ تاریخ عالم میں شاید یہ واحد مثال ہے کہ اتنے بڑے دشمن کو اس قدر فراخدلی اور عالی حوصلگی سے معاف کر دیا گیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے اس بلند کردار نے ابوسفیان کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ ①

سقوط مکہ : دوسرے دن آپؐ نے ابوسفیان کو پہاڑی کے ایک بلند مقام پر کھڑا کیا اور اسلامی لشکر، جو قبائل کے لحاظ سے مختلف فوجی دستوں میں بٹا ہوا تھا، کو حکم دیا کہ ابوسفیان کے سامنے سے پوری شان و شوکت سے گزرتے جائیں۔ ② اس نظارہ نے صرف ابوسفیان پر ہی نہیں بلکہ تمام کفار کے دلوں پر اسلام کی ایسی دھاک بٹھا دی کہ مقابلے کا کسی کو خیال تک نہ آیا اور اس طرح عرب کا یہ مرکزی شہر بلامقابلہ اور بغیر کسی خون خرابہ کے فتح ہو گیا۔

معافی کا اعلان عام : فتح کے بعد آپؐ نے کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی کعبہ میں کھڑے ہو کر اسلام کی حقانیت پر خطبہ دیا اور اہل مکہ سے پوچھا:

"بتاؤ آج تم مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟" وہ بھیڑیئے جو ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے رہے تھے، جو اسلام کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے جن کے مظالم کی داستانیں سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور جنھوں نے ترک وطن پر بھی مسلمانوں کو معاف نہ کیا ان کی املاک غصب کیں اور دوسرے قبائل کو ساتھ ملا کر مدینہ میں بھی مسلمانوں پر جینا حرام کر دیا، اور جنھوں نے پیغمبر اسلام کو قتل کرنے کے لئے بارہا منصوبے بنائے تھے اگر ان میں کچھ بھی انصاف یا جرات کی بات ہوتی تو کبھی رحم کی اپیل نہ کرتے۔ انھیں اپنے مظالم خوب یاد تھے۔ مگر جب جان پر بن گئی تو نہایت ڈھٹائی سے آپؐ کے سوال کا یہ جواب دیا کہ خیرا اخ کریم وابن اخ کریم "ہمیں آپؐ سے بھلائی ہی کی توقع ہے کیونکہ آپؐ شریف بھائی اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں"

---

① بخاری، کتاب المغازی، ابواب فتح مکۃ باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ یوم الفتح

② بخاری کتاب المغازی، ابواب فتح مکۃ باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ یوم الفتح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے ان ظالموں کی اس توقع کو منظور کرتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح تم سے یہی کچھ کہوں گا کہ: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا انتم الطُّلَقَآء "آج تم پر کوئی سرزنش نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو"① معافی کے اس اعلان عام سے پہلے آپ درج ذیل فرامین جاری کر چکے تھے:

1 جو شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔

2 جو خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے اسے بھی قتل نہ کیا جائے۔

3 جو شخص اپنے گھر میں محصور ہو کر بیٹھ جائے اسے بھی قتل نہ کیا جائے۔

4 جو شخص ابوسفیان یا حکیم بن حزام کے گھر میں پناہ لے لے' اسے بھی قتل نہ کیا جائے۔

5 مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے۔

6 قیدیوں کو بھی قتل نہ کیا جائے۔

7 بوڑھوں' بچوں' عورتوں اور زخمیوں کو بھی قتل نہ کیا جائے۔②

اب سوال یہ ہے کہ کون باقی رہ جاتا ہے جسے قتل کیا جائے؟ اس صورت میں تو وہی قتل کا مستحق ٹھہرے گا جو خود ہی اپنی موت کو دعوت دے رہا ہو اور بہرحال مرجانے پر ہی تلا بیٹھا ہو۔ اس موقعہ پر صرف چار ایسے اشخاص کو قتل کرنے کی آپؐ سے باقاعدہ اجازت حاصل کی گئی جو اشتہاری مجرم تھے یعنی سابقہ جرائم میں ملوث تھے۔

فتح مکہ میں قیام کے دوران مہاجرین مکہ نے آپؐ سے درخواست کی کہ ان کی وہ جائیدادیں اور املاک انہیں واپس دلائی جائیں جن پر قریش مکہ نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا تھا۔ مہاجرین کا یہ مطالبہ اگرچہ بالکل جائز اور موقع کے لحاظ سے بالکل درست تھا مگر اس موقع پر آپؐ نے انہیں ایثار سے کام لینے کی تلقین کی اور فرمایا: "جو چیزیں اللہ کی راہ میں چھوڑ چکے ہو' اب ان کی واپسی کا مطالبہ نہ کرو۔ مہاجرین نے آپؐ کے اس ارشاد کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔③ آپؐ نے اس ارشاد پر پہلے خود عمل کیا۔ فتح کے بعد آپؐ سے پوچھا گیا کہ "آپ کہاں قیام فرمائیں

---

① طبری' ج:۱' باب فتح مکة

② مسلم' کتاب الجهاد و السیر' باب فتح مکة

③ بخاری' کتاب المغازی ابواب فتح مکة باب این رکز النبی ﷺ الرایة یوم الفتح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے؟" یہ سوال اس لئے کیا گیا کہ آپؐ کا گھر مکہ میں بعینہٖ موجود تھا جسے عقیل ابن ابی طالب نے بیچ کھایا تھا۔ آپؐ نے اس سوال کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ میرا گھر جب یہاں موجود ہے تو میں ہی اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ بلکہ یوں فرمایا: عقیل نے ہمارے [1] لئے چھوڑا ہی کیا ہے جو میں وہاں قیام کروں"

یہ تھی قریش مکہ یعنی آپؐ کے خاندان کی محسن انسانیت پر مظالم کی داستان جو ابتدائے نبوت سے شروع ہو کر پورے بیس سال بعد فتح مکہ پر جا کر ختم ہوئی اور اس وقت ختم ہوئی جبکہ ان پر مزید ظلم و ستم کرنے کی تاب ہی باقی نہ رہی بلکہ الٹا اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔

---

① بخاری، کتاب المغازی، ابواب فتح مکۃ باب این رکز النبی ﷺ الرایہ یوم الفتح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

یہود مدینہ

بحیثیت قوم، آپؐ کے دشمنوں کی فہرست میں دوسرا نمبر یہود مدینہ کا ہے۔ یہ مدینہ میں اور اس کے حوالی میں آباد تھے اور تین قبائل میں بٹے ہوئے تھے۔ بنو قینقاع، بنو قریظہ اور بنو نضیر۔ ان کے کوائف اور عادات و خصائل درج ذیل ہیں:

یہود کے عادات و خصائل

(ا) یہود پڑھے لکھے لوگ تھے اور اس بات پر اتنا فخر تھا کہ اپنے سوا دوسروں کو امی (ان پڑھ) کہہ کر پکارتے تھے۔ مدینہ کی غیر یہود آبادی بھی انہیں اپنے سے برتر سمجھتی تھی۔ چنانچہ جس کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی یا زندہ نہ رہتی وہ یہ منت مانا کرتا تھا کہ اگر اس کے ہاں اولاد پیدا ہو یا بچی رہے تو وہ پہلے بچے کو یہودی بنا دے گا۔ ①

(۲) مدینہ کی اکثر آبادی اوس و خزرج دو قبائل پر مشتمل تھی۔ یہ دونوں قبیلے پہلے مشرک، ایک دوسرے کے رقیب اور ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد یہی لوگ انصار کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ان کے مقابلہ میں یہود اقلیت میں تھے اور ان کا کام یہ تھا کہ اوس و خزرج کی رقابت کو ہوا دیتے اور آپس میں لڑاتے رہیں تاکہ اس طرح وہ اقلیت میں ہونے کے باوجود اپنی اہمیت اور برتری کو برقرار رکھ سکیں۔

یہود مدینہ کے تین قبائل تھے۔ (ا) بنو قینقاع جو مدینہ کے اندر رہتے تھے اور یہ قبیلہ خزرج کے حلیف بن جاتے تھے اور (۲) بنو قریظہ اور بنو نضیر قبیلہ اوس کے ساتھ لگ جاتے۔ اس طرح انصار کو لڑا لڑا کر انہیں کمزور کرتے رہنا ان کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ ②

---

① ابوداؤد، بحوالہ سیرت النبی ﷺ، ج:۱، ص:۳۰۷، نیز ص: ۲۶۴

② ابوداؤد، بحوالہ سیرت النبی ﷺ، ج:۱، ص:۳۰۷، نیز ص: ۲۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) یہود ایک مال دار قوم تھی۔ ان کا زیادہ تر پیشہ تجارت تھا۔ شام سے کپڑا اور شراب لاتے اور عربوں سے دگنا تگنا منافع کماتے۔ علاوہ ازیں یہی لوگ سنار بھی تھے اور آہن گر بھی جو سامان حرب و ضرب تیار کیا کرتے تھے۔ اوس و خزرج کو لڑائے رکھنے کا انہیں ایک بڑا فائدہ یہ بھی تھا کہ ان کا سامان حرب فروخت ہوتا رہتا تھا جس سے ان کی مالی پوزیشن بھی مضبوط ہوتی اور سیاسی بھی۔

(۴) یہود سود خور بھی تھے۔ اگرچہ سود ان کی شریعت میں قطعی طور پر حرام تھا۔ مگر انہوں نے غیر یہود یا امیوں سے سود کھانے کا جواز پیدا کر لیا تھا۔ پھر صرف سود ہی کی بات نہیں وہ ہر طرح کے ناجائز ذرائع سے امیوں کے مال کو ہڑپ کرنے میں کچھ قباحت نہیں سمجھتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی اسی خصلت کو یوں بیان فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ﴾ (۳:۷۵)

”یہ بددیانتی یہود میں اس لئے پیدا ہوئی کہ وہ کہتے تھے کہ امیوں کے بارے میں ہم سے کچھ مؤاخذہ نہ ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر یہود کی اس حرام خوری کو یوں بیان فرمایا:

﴿ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴾ (۵:۶۳)

”بھلا ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ برا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں“

جب یہود امیین کو سودی قرضے دیتے تو ان کی زمینیں' ہتھیار اور بیوی بچے تک بطور رہن رکھ کر قرضہ دیا کرتے تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جب کعب بن اشرف سے کچھ قرضہ مانگا تو اس نے سب سے پہلے عورتوں کو بطور رہن رکھنے کا مطالبہ کیا تھا۔[1]

(۵) اپنی مذہبی کتابوں کا عالم ہونے کی بنا پر وہ خوب جانتے تھے کہ اسی زمانہ میں ایک نبی آخرالزمان آنے والا ہے جس کے متعلق ان کا گمان تھا کہ وہ انہیں میں سے ہوگا۔ وہ کبھی کبھی انصار کو یہ دھمکی بھی دیا کرتے تھے کہ جب وہ نبی مبعوث ہوگا تو ہم اس کے ساتھ مل کر تم

---

[1] بخاری' کتاب المغازی' باب قتل کعب بن اشرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں پر غلبہ حاصل کریں گے۔ مگر جب وہ نبی ان کے پاس ہجرت کر کے پہنچ گیا تو یہود اس کے دشمن بن گئے۔ کیونکہ وہ یہود سے نہیں تھا اور جو آرزوئیں وہ آنے والے نبی سے وابستہ کئے ہوئے تھے وہ انہیں خاک میں ملتی نظر آئیں۔ اسی حقیقت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

﴿ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (۲:۸۹)

"اور (یہ یہود نبی کے آنے سے) پہلے کافروں پر غلبہ (کی دعا) مانگا کرتے تھے پھر جب ان کے پاس وہ رسول آگیا جسے وہ خوب پہچانتے تھے تو اس کا انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہو"

(۶) یہ لوگ نہایت گھٹیا کردار کے مالک اور بے پیندے لوٹے کی طرح فوراً اپنی بات سے پھر جانے والے تھے۔ قبیلہ بنو قینقاع میں عبداللہ بن سلام ان کے ممتاز عالم دین تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے چند ایسے سوالات کئے جن کا جواب نبی کے علاوہ کوئی دے نہ سکتا تھا۔ لہٰذا جب ان کی تشفی ہو گئی تو اسلام لے آئے۔ بعد ازاں عبداللہ بن سلام کہنے لگے۔ یہود ایک جھوٹی اور بہتان تراش قوم ہے اگر آپ تجربہ کرنا چاہیں تو انہیں بلوا کر میرے متعلق پوچھ لیجئے۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں بلوایا وہ آئے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فوراً گھر کے اندر چھپ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر آپؐ نے پوچھا۔ "تم میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کیسا آدمی ہے؟" کہنے لگے: "وہ ہمارا سردار' ہمارے سردار کا بیٹا' ہم سب سے زیادہ عالم' ہم سب سے زیادہ عالم کا بیٹا' ہم سب سے بہتر' ہم سب سے بہتر آدمی کا بیٹا ہے" آپؐ نے فرمایا: "اگر وہ اسلام لے آئے تو پھر؟" کہنے لگے: "یہ ناممکن ہے" اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام باہر نکل آئے یہودیوں سے کہنے لگے: "یہودیو! اللہ سے ڈرو۔ تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور حق کے ساتھ آئے ہیں" اب اسی مقام پر یہود کہنے لگے: "تم جھوٹ بولتے ہو' تم سب سے بدتر اور سب سے بدتر آدمی کے بیٹے ہو" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان یہودیوں کو باہر نکلوا دیا۔[1]

---

[1] بخاری' کتاب المناقب' باب مناقب عبد اللہ بن سلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) ان سب قباحتوں کے ساتھ ساتھ ان میں ایک بری قباحت یہ بھی تھی کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کے بیٹے اور چہیتے سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ "جنت کے ہم ہی حقدار ہیں اور دوزخ دوسروں کے لئے ہے۔ چند ایام کی بات چھوڑ کر' جن میں ہم نے گئو سالہ پرستی کی تھی' ہمیں دوزخ کی آگ چھو بھی نہ سکے گی" اللہ تعالیٰ نے ان کے زعم باطل کا یوں جواب دیا کہ "اگر تم سچ کہتے ہو تو اپنے زندہ رہنے پر اتنے حریص کیوں ہو؟ مرنے کی آرزو کیوں نہیں کرتے"①

یہود کی اسلام دشمنی کی وجوہ: مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اسلام اور اسلام سے یہود کی دشمنی کی وجوہات درج ذیل تھیں:

(۱) یہود یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ نبی آخرالزمان ہم پڑھے لکھے لوگوں میں سے ہو گا۔ لیکن آپ امیوں میں مبعوث ہوئے تو یہود نے آپ کو تسلیم کرنے میں اپنی توہین و تحقیر سمجھی۔

(۲) ان کی زندگی کی کامیابی کا راز صرف اس بات میں تھا کہ وہ انصار کو آپس میں لڑاتے رہیں۔ اس طرح انہیں معاشی اور سیاسی دونوں لحاظ سے کمزور بنائے رکھیں۔ اس طرح ان کا سامان حرب و ضرب بھی فروخت ہوتا تھا اور ان کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی تھی۔ اسلام نے ان کے اس مشن پر کاری ضرب لگائی جس سے ان کی معیشت پر بھی منفی اثر پڑا اور معاشرت و سیاست پر بھی۔

(۳) یہود گھٹیا کردار کے مالک ہونے کے باوجود اپنے آپ کو ایک برتر مخلوق سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی بدکرداریوں کا پوری طرح سے پردہ چاک کر دیا' ان کی تحریف کتاب' مکر کی چالوں' حرام خوری کے طریقوں اور عہد شکنی کے واقعات پر پوری طرح روشنی ڈالی گئی۔ ان کے عالم ہونے کے فخر کو اللہ تعالیٰ نے یہ مثال دے کر توڑ دیا کہ "ان کے بے عمل ہونے کی بنا پر ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی گدھے پر کتابیں لاد دی گئی ہوں"② ان وجوہ کی بنا پر یہود اسلام' پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے جانی دشمن بن گئے۔

(۴) یہود سودی قرضے بھاری شرح سود پر اور زمینیں اور املاک رہن رکھ کر دیتے تھے اور جو کچھ یہ بھاری شرح سود اور اصل واپس ادا نہ کر سکتا۔ اس کی املاک ضبط کر لیتے تھے اور اس

---

① سورہ الجمعۃ (۶۲) آیت نمبر ۷

② سورہ الجمعۃ (۶۲) آیت نمبر ۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح اپنی دولتمندی میں روز افزوں اضافہ کر رہے تھے۔ اسلام نے سود سے نہایت سختی سے منع کیا اور اسے اللہ و رسول ﷺ سے جنگ کے مترادف قرار دیا۔ جس سے یہود کو یہ خطرہ تھا کہ اسلام لانے کی صورت میں انہیں ایسی جائیدادوں سے دستبردار ہونا پڑے گا۔

پیغمبر اسلام کی مدینہ میں تشریف آوری کی وجہ: یہود ایک مدت سے اوس و خزرج کے درمیان جنگ کے شعلے بھڑکا رہے تھے اور جنگ بعاث میں اپنے اپنے حلیفوں کے ساتھ خود بھی شریک ہوئے تھے۔ ان کا کردار بالکل ایسا ہی تھا جیسا کہ مسلمان ممالک [illegible] کل① روس اور امریکہ ادا کر رہے ہیں۔ روس ایک ملک کا طرفدار بن جاتا ہے [illegible] امریکہ دوسرے کا۔ اس ظاہری مخالفت کے باوجود روس اور امریکہ دونوں کا مشن یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو بہرحال کمزور بنا دیا جائے۔ اس طرح اسلحہ بھی دونوں کا فروخت ہوتا رہتا ہے [illegible] کہ مقصد بھی حاصل ہوتا رہتا ہے۔ جنگ بعاث میں یہود نے بھی ایسے ہی فوائد حاصل [illegible] تھے اور ان کے اس کردار سے اوس و خزرج دونوں کی چولیں تک ہل گئی تھیں [illegible] سوچنے پر مجبور ہوگئے تھے کہ آئندہ ایسی جنگوں سے کیونکر چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سن ۱۱ نبوی میں قبیلہ خزرج کے چھ معززین حج کے موسم میں (جولائی ۶۲۰ء میں) مکہ معظمہ آئے۔ ان کا حج کے علاوہ ایک مقصد یہ بھی تھا کہ قریش کے چند معززین کو ثالث بنا کر آپس کی اس جنگ سے کسی طرح نجات حاصل کی جاسکے۔ یہ لوگ منیٰ میں قیام فرما تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس بغرض تبلیغ دعوت اسلام پہنچ گئے۔ ان لوگوں نے یہودی علماء سے یہ سن رکھا تھا کہ اس زمانے میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اور ہم اس کی معیت میں تمہیں عاد ارم کی طرح قتل کر ڈالیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب ان پر اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن کی تلاوت فرمائی تو ایک نے دوسرے سے کہا: "دیکھو بھئی! یہ تو وہی نبی معلوم ہوتے ہیں جن کا حوالہ دے کر یہود تمہیں دھمکیاں دیا کرتے تھے۔ للہذا یہود تم پر سبقت نہ کرنے پائیں۔ چنانچہ یہ سب لوگ مسلمان ہوگئے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا: "واللہ! جس کام کے لئے ہم آئے تھے (یعنی قریش کو

---

① افغانستان میں زک اٹھانے کے بعد روس کی یہ بالادستی اب ختم ہو چکی ہے۔ اور وہ خود دوسرے ممالک کا محتاج ہو چکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سن کر ان میں سے ایک شخص کہنے لگا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! کہیں ایسا تو نہ ہوگا کہ جب اللہ آپؐ کو غلبہ دے تو آپؐ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف پلٹ آئیں؟" آپؐ نے تبسم فرمایا اور کہا: "آپ لوگوں کا خون میرا خون اور آپ لوگوں کی بربادی میری بربادی ہے۔ میں آپ سے ہوں اور آپ مجھ سے ہیں۔ جس سے آپ جنگ کریں گے اس سے میں جنگ کروں گا۔ جس سے آپ صلح کریں گے اس سے میں صلح کروں گا۔"[1]

اس بیعت کے بعد مسلمان مکہ سے مدینہ پہنچنا شروع ہو گئے آخر میں یعنی ربیع الاول ۱ھ میں حضرت رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں وہاں پہنچ گئے۔

ان تصریحات سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہجرت بسوئے مدینہ کا اصل سبب یہود کی وہ منافقانہ پالیسی تھی جس کے تحت وہ اوس و خزرج کو آپس میں لڑا کر خود کئی طرح کے فائدے اٹھا رہے تھے۔

مسلمانوں کی آمد مدینہ پر یہود کا رویہ: ان لوگوں نے یہی طے کیا کہ جہاں تک ممکن ہو اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت کی جائے اگرچہ ان یہود میں بھی چند سعید روحیں موجود تھیں مگر وہ بہت قلیل تھیں۔ انہیں میں سے ایک عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ جب اسلام لائے تو یہود ان کے بھی دشمن ہو گئے اور بہتان تراشیاں شروع کر دیں اور یہ سب کچھ ان لوگوں کی اکثریت کی طے شدہ پالیسی کے تحت ہو رہا تھا۔ اور یہ تھا وہ نقش اول جو یہود نے آپؐ کی تشریف آوری کے پہلے ہی دن پیش کیا تھا۔

یہود سے آپؐ کا معاہدہ: مدینہ پہنچ کر آپؐ نے سب سے پہلے مسلمانوں کے داخلی مسائل حل کئے۔ سب سے پہلا مسئلہ مسجد نبوی کی تعمیر اور دوسرا مسئلہ معاش کا تھا۔ جسے مؤاخات کے ذریعہ آپؐ نے حل فرمایا۔ تیسرا مسئلہ مسلمانوں کے باہمی حقوق و فرائض کے تعین کا تھا ان مسائل سے فراغت کے بعد یہود کے ساتھ' جو مسلمانوں کے سب سے قریبی ہمسائے تھے' معاہدہ کی باری آئی تاکہ مدینہ میں امن و امان کی فضا کو برقرار رکھا جا سکے۔ یہ معاہدہ چونکہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ لہٰذا اس کی دفعات ذرا تفصیل سے بیان کی جاتی ہیں:

---

[1] ابن ہشام' ۱: ۴۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان میں لاکر پائیدار صلح کرنے کے لئے) اس سے یہ کام بہت اچھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ سے صاف کہہ دیا "ہم اپنی قوم کو اس حالت میں چھوڑ کر واپس آئے ہیں کہ کسی اور قوم میں ایسی دشمنی نہیں پائی جاتی۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے ذریعہ ہمیں یکجا کر دے گا۔ ہم وہاں جاکر لوگوں پر اسلام پیش کریں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ ان کو یکجا کر دیا تو پھر ہمارے نزدیک آپؐ سے بڑھ کر کوئی معزز نہ ہوگا"①

ان چھ حضرات کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اگلے سال ذی الحجہ ۱۱ نبوی (جولائی ۶۲۱ء) میں بارہ افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے پانچ پچھلے سال والے تھے' سات نئے تھے جن میں سے دو قبیلہ اوس سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ ان بارہ افراد نے منیٰ میں عقبہ کے پاس آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان لوگوں میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے بڑے جوش و خروش سے تبلیغ شروع کردی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال ذی الحجہ ۱۲ نبوی (جون ۶۲۲ء) میں ستر سے زائد افراد حج کی ادائیگی کے لئے مکہ تشریف لائے اور ۱۲ ذی الحجہ کو منیٰ میں جمرہ اولیٰ کے پاس والی گھاٹی میں رات کے وقت نہایت خفیہ طریقے سے اجتماع ہوا اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم نے عرض کی۔ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ سے کس بات پر بیعت کریں۔ آپؐ نے فرمایا: اس بات پر کہ:

1. چستی اور سستی ہر حالت میں میری بات سنو اور مانو گے۔
2. تنگی اور خوشحالی ہر حالت میں مال خرچ کرو گے۔
3. بھلائی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے۔
4. اللہ کی راہ میں اٹھ کھڑے ہوگے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرو گے۔
5. جب میں تمہارے پاس آؤں تو میری مدد کرو گے اور جس چیز سے اپنی جان اور بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری بھی حفاظت کرو گے۔ اور تمہارے لئے جنت ہے"②

---

① بخاری' کتاب الایمان' باب علامۃ الایمان حب الانصار وکتاب احادیث الانبیاء باب وفود الانصار

② ابن ہشام' ۱: ۴۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1 یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ہی امت ہوں گے۔ یہود اپنے دین پر عمل پیرا ہوں گے اور مسلمان اپنے دین پر۔ کوئی ایک دوسرے سے مزاحم نہ ہو گا۔

2 اس معاہدہ کے شرکاء کے باہمی تعلقات خیر خواہی اور فائدہ رسانی کی بنیاد پر ہوں گے نہ کہ گناہ پر۔

3 اگر کوئی بیرونی طاقت مدینہ پر حملہ آور ہو تو سب مل کر اس کا دفاع کریں گے۔

4 جب تک جنگ برپا رہے گی۔ یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ خرچ برداشت کریں گے اور ہر فریق اپنے اپنے اطراف کا دفاع کرے گا۔

5 قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

6 مظلوم کی مدد کی جائے گی۔ یہ معاہدہ کسی ظالم یا مجرم کے لئے آڑ نہیں بنے گا۔

7 کوئی آدمی اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھہرے گا۔

8 اس معاہدہ کے سارے شرکاء پر مدینہ میں ہنگامہ آرائی اور کشت و خون حرام ہو گا۔

9 اس معاہدہ کے فریقوں میں اگر کوئی جھگڑا ہو جائے تو اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کریں گے۔[1]

معاہدہ کی اہمیت: یہی معاہدہ حقیقت میں مدینہ میں ایک آزاد اسلامی سلطنت کی بنیاد ثابت ہوا جس کی رو سے مدینہ اور اس کے اطراف ایک وفاقی حکومت بن گئے جس کا سربراہ رسول اللہ ﷺ کو تسلیم کر لیا گیا تھا۔ یہاں یہ نہایت اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہود جو اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت کا بیڑا اٹھائے ہوئے تھے' انہوں نے آپ کی بالادستی کو کیونکر تسلیم کر لیا؟ اس کا جواب اشارتاً تو پہلے ذکر ہو چکا ہے' وضاحت یہ ہے کہ مدینہ کی اکثر آبادی یہود کی چیرہ دستیوں سے نالاں ضرور تھی لیکن انہیں اس کا کوئی حل نظر نہ آتا تھا انہیں کوئی ایسا باا ثر آدمی درکار تھا جو ان کی باہمی عداوتوں کو ختم کر کے انہیں شیر و شکر کر دے۔ جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی تو آپؐ کی ذات میں انہیں اپنی منزل گم گشتہ نظر آئی اور جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تو جن لوگوں پر یہود کی بالادستی تھی وہ تو رسول اللہ سے مل گئے اور اس طرح یہود ایک کمزور اقلیت کی حیثیت سے مدینہ میں ثانوی سطح پر آ گئے۔

---

① ابن ہشام' ۱: ۵۰۳' ۵۰۴' بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۳۰۲ نیز سیرت النبی ج: ۱' ص: ۳۰۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں یہود خود تین قبائل میں بٹے ہوئے تھے اور ان میں باہمی رقابت چلتی تھی۔ ان لوگوں نے اس معاہدہ کو بیک وقت قبول نہیں کیا بلکہ یکے بعد دیگر جوں جوں حالات کے سامنے مجبور ہوتے گئے' معاہدہ کو تسلیم کرتے گئے' اس معاہدہ میں چونکہ ہر شخص کی مذہبی آزادی اور ہر ایک کے مساوی حقوق کو انصاف کے ساتھ تسلیم کر لیا گیا تھا' لٰہذا یہود کے لئے یہ معاہدہ تسلیم کر لینے کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہ رہا تھا۔ اس معاہدہ کی اہمیت کا اندازہ مسلم مورخین سے زیادہ مستشرقین نے کیا ہے چنانچہ پروفیسر نکلسن لکھتا ہے کہ:

''بظاہر یہ ایک محتاط اور دانشمندانہ اصلاح تھی جبکہ حقیقت میں یہ ایک انقلاب تھا۔ محمد ﷺ نے قبائل کی بے راہ روی پر کھلم کھلا ضرب نہیں لگائی لیکن اسے ختم کر ڈالا۔ ہرچند اس وحدت میں یہودی' مشرکین اور مسلمان شریک تھے۔ لیکن آپؐ اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے تھے کہ اس نوزائیدہ ریاست میں فعال اور بااثر صرف مسلمان ہی ہیں۔ اس حقیقت کو آپ کے مخالفین نہ دیکھ سکے۔ [1]

یہود کا جنگ کی دبی چنگاری کو ہوا دینا: جنگ بدر میں مسلمانوں کی شاندار فتح کا عرب بھر نے مشاہدہ کیا۔ اس فتح سے اسلامی ریاست کی جڑیں مستحکم ہو گئیں اس فتح کی سب سے زیادہ تکلیف تو مشرکین مکہ کو ہی ہوئی مگر یہودی بھی اس تکلیف اور غم میں ان کے برابر کے شریک بن گئے۔ کیونکہ اس فتح سے یہودیوں کی سیاست و اقتصادیات پر بڑے دور رس اثرات مرتب ہو رہے تھے اور وہ بھی حسد اور عداوت کے مارے جل بھن رہے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا:

﴿ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ﴾ (۸۲:۵)

''آپ لوگوں میں سے اہل ایمان کا سب سے سخت دشمن یہود اور مشرکین کو پائیں گے''

مسلمانوں کی اس فتح سے ایک بڈھے یہودی شاش بن قیس کو بہت صدمہ پہنچا۔ اس نے اپنی مفسدہ پرداز طبیعت کے مطابق اس مصیبت کا حل یہ سوچا کہ کسی نہ کسی طرح اوس و خزرج

---

① عربوں کی ادبی تاریخ (Litrary History of Arabs) پروفیسر نکلسن' لندن' ص:۱۷۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں از سرنو جنگ بپا کردی جائے۔ اس مقصد کے لئے اس نے ایک نوجوان یہودی کو حکم دیا کہ ان کی مجالس میں جاکر جنگ بعاث کا ذکر چھیڑ دے اور اس سلسلہ میں دونوں جانب سے جو اشعار کہے گئے تھے وہ پڑھ پڑھ کر سنائے۔ اس نوجوان نے جاکر یہی کارنامہ سرانجام دیا۔ بس پھر کیا تھا؟ تو تو میں میں سے کام شروع ہوگیا اور نوبت بایں جارسید کہ ایک فریق دوسرے سے کہنے لگا: "اگر تم چاہو تو ہم اس جنگ کو پھر جوان کرکے پلٹادیں۔ ہتھیار ہتھیار کی آوازیں آنے لگیں اور مقابلہ کے لئے حرہ کا میدان بھی طے پا گیا اور لوگ اس طرف نکل کھڑے ہوئے قریب تھا کہ ایک خوفناک جنگ چھڑ جاتی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی کسی نے خبر دی۔ آپؐ چند مہاجرین کو ساتھ لے کر فوراً موقعہ پر پہنچ گئے اور جاتے ہی فرمایا: "مسلمانو! میری موجودگی میں یہ جاہلیت کی پکار! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت دی اور تمہارے دلوں کو جوڑ دیا پھر اب یہ کیا ماجرا ہے؟" رسول اللہ کی یہ پکار سن کر انصار کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ سمجھ گئے کہ وہ کس طرح شیطانی جال میں پھنس چکے تھے اور اس جال میں پھنسانے والے وہی پرانے ستمگر یہود تھے۔ پھر اوس و خزرج کے لوگ آپس میں گلے ملے اور رونے لگے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی اس سازش کو ناکام بناکر مسلمانوں کو تباہی سے بچالیا۔ [1]

<u>بنو قینقاع کی عہد شکنی:</u> یہود نے جو معاہدہ مسلمانوں سے کیا تھا اسے دل سے تسلیم نہ کیا اور وہ کسی اچھے موقع کے منتظر بیٹھے تھے۔ یہ لوگ جنگ سے پہلے بھی مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ اور چھوٹی موٹی خباثتیں کرتے رہتے تھے۔ ان کا قبیلہ بنو قینقاع مدینہ کے اندر آباد تھا اور اس کے مردان جنگی کی تعداد سات سو تھی۔ یہی قبیلہ سنار، اسلحہ ساز اور نسبتاً زیادہ مالدار تھا لہٰذا انہیں اپنی قوت پر ناز بھی تھا۔ جنگ بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کے بازار قینقاع میں جمع کیا اور فرمایا: "شرارتیں چھوڑ دو اور اس سے پیشتر کہ تمہیں ویسی ہی مار پڑے جیسی قریش کو پڑ چکی ہے، اسلام قبول کرلو" انہوں نے جواب دیا: "محمد (ﷺ) تمہارا سابقہ قریش کے اناڑی لوگوں سے پڑا اور تم نے میدان مار لیا۔ لہٰذا خود فریبی میں مبتلا نہ ہونا۔ جب ہم سے پالا پڑا تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوجائے گا"

---

[1] ابن ہشام، ج:۱، ص: ۵۵۵، ۵۵۶ (الرحیق: ۲۷۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک یہودی کی شرارت: یہود کا یہ جواب حقیقتاً اعلان جنگ کے مترادف تھا' تاہم آپؐ نے صبر ہی کیا۔ پھر چند دنوں بعد ایک اور واقعہ رونما ہو جو بالآخر جنگ کا سبب بن گیا واقعہ یہ تھا کہ ایک عورت بنو قینقاع کے بازار میں آکر ایک یہودی سنار کی دکان کے پاس بیٹھ گئی۔ یہودی نے اس کا چہرہ کھلوانا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس پر اس یہودی نے چپکے سے اس کے کپڑے کا ایک کنارا اس کی پشت پر باندھ دیا جب وہ عورت اٹھی تو اس کی شرم گاہ کھل گئی۔ یہودی نے یہ دیکھ کر زور سے قہقہہ لگایا۔ اس عورت نے چیخ و پکار کی جسے سن کر ایک مسلمان نے اس سنار پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ یہودیوں نے اس مسلمان پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ اب مقتول مسلمان کے گھر والوں نے یہود کے خلاف مسلمانوں سے فریاد کی نتیجتاً مسلمانوں اور بنی قینقاع میں بلوہ ہو گیا۔ [1]

غزوہ بنو قینقاع' شوال ۲ھ: یہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے لشکر تیار کیا اور بنو قینقاع کے ہاں جا پہنچے۔ یہود فوراً قلعہ بند ہو گئے۔ بہادری اور جوانمردی کی ڈھینگیں مارنے والے اور قریش کو نامردی کا طعنہ دینے والے اس قبیلہ کو ایک دن کے لئے بھی سامنے آکر لڑنے کی جرأت نہ ہوئی۔ پندرہ دن تک محاصرہ جاری رہا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا اور انہوں نے یہ کہہ کر ہتھیار ڈال دیئے کہ "ہمارے جان و مال اور اولاد کے متعلق جو فیصلہ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے وہ ہمیں منظور ہو گا۔ آپؐ نے ان کو باندھنے کا حکم دیا۔ بعدہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین (جو یہود کا حلیف تھا) کی پر زور سفارش کی وجہ سے آپؐ نے ان کی جان پر رحم کیا۔ انہیں صرف جلا وطن کیا گیا۔ یہ قبیلہ شام کی طرف چلا گیا۔ یہ کل سات سو اشخاص تھے جن میں سے تین سو زرہ پوش تھے۔

کعب بن اشرف کا قتل' ۱۴ ربیع الاول ۳ھ: اشرف خود عربی النسل تھا مگر اس کی بیوی یہودن تھی۔ جو قبیلہ بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھی۔ لہٰذا کعب کا مدینہ کے عربوں اور یہودیوں دونوں میں بہت وقار تھا۔ بالآخر اس پر یہودیت ہی غالب آئی۔ رسول اللہ ﷺ کا جانی دشمن تھا۔ جنگ بدر میں مشرکین مکہ کی شکست پر اسے بہت صدمہ ہوا۔ وہ بڑا فصیح اللسان اور پر جوش شاعر تھا۔ ابو سفیان کے دورہ مدینہ کے بعد یہ مکہ گیا اور قریش کے ان مقتولین کے'

---

① ابن ہشام' ۲: ۴۷' ۴۸' بحوالہ الرحیق المختوم: ۳۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہیں قلیب بدر میں پھینکا گیا تھا۔ مرثیے سنا سنا کر مشرکین مکہ میں انتقام کی آگ بھڑکا دی۔ وہ اپنے اشعار کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو بھی کرتا اور مسلمان پردہ نشین عورتوں کو بدنام بھی کرتا تھا۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے' اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت تکلیف دی۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہنے لگے: "کیا آپؐ چاہتے ہیں کہ اسے قتل کر دیا جائے؟" آپؐ نے فرمایا: "ہاں" محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اچھا تو پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں باتوں سے اسے دام میں پھنسا لوں" آپؐ نے فرمایا: "جو چاہو' کہہ لینا"

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب کے پاس جا کر کہنے لگے: "یار یہ پیغمبر ہم سے صدقہ و خیرات مانگتا رہتا ہے' ہمارے پاس تو اپنے کھانے کو بھی کچھ نہیں اسے کیا دیں؟ کعب نے موقع کو غنیمت جانا اور کہنے لگا ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

قصہ مختصر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب سے کچھ رقم ادھار مانگی۔ وہ کہنے لگا۔ "کوئی چیز گروی رکھو تو ادھار ملے گا ورنہ نہیں" محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے مثلاً کیا چیز؟" کعب کہنے لگا "اپنی عورتیں رکھ دو" محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ "تم ایک خوبصورت نوجوان ہو اور ہمیں خطرہ ہے کہ ہماری عورتیں تم پر فریفتہ ہو جائیں گی۔ کعب کہنے لگا "اچھا پھر اپنے لڑکے گروی رکھ دو" محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "گویا ہم ساری عمر لوگوں کے یہ طعنے سنتے رہیں کہ "ادھار کی خاطر بیٹوں کو گروی رکھ دیا تھا۔ البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس گروی رکھ سکتے ہیں" چنانچہ اس بات پر معاملہ طے ہو گیا اور دوبارہ ملاقات کے لئے شام کے بعد کا وقت مقرر ہوا۔

رات کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے چار ساتھیوں سمیت ہتھیار لے کر آئے۔ انہوں نے آپس میں بات طے کر رکھی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ "میں اس کے سر کے بالوں کی خوشبو سونگھنے کے بہانے اس کے سر کو تھام لوں گا اس وقت تم اسے قتل کر دینا۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب سے کہنے لگے: اے یار تمہارے سر کے بالوں سے تو نفیس قسم کی خوشبو کی لپٹیں آرہی ہیں کہو تو ذرا سونگھ لوں؟ کعب اس کی بات پر پھولا نہ سمایا' کہنے لگا: ہاں ہے میرے پاس عرب کی سب سے حسین و جمیل عورت ہے وہ عمدہ قسم کا عطر استعمال کرتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہر وقت معطر رہتی ہے" یہ کہہ کعب نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو سر سونگھنے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے ایک مرتبہ سر سونگھ کر چھوڑ دیا اور دوبارہ پھر ایسی ہی التجا کی۔ دوسری بار محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر کو تھام لیا اور ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ جنہوں نے اس کا کام تمام کردیا۔"[1]

اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر معاہد ذمی پیغمبر اسلام کو گالیاں دے یا ہجو کرے تو اس کا معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے پھر کعب کے جرائم تو اور بھی بہت سے تھے۔ اشعار کے ذریعہ دشمنوں کو مسلمانوں اور پیغمبر اسلام کے خلاف بھڑکانا' پردہ نشین عورتوں کا نام لے لے کر انہیں بدنام کرتا' جوانمردوں کی طرح کھلے میدان مقابلہ میں سامنے نہ آنا اور بزدلی اور منافقت کی راہیں اختیار کرنا' ان میں سے ایک ایک جرم اس کو اس سزا کا مستوجب قرار دیتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی یہودی سازش: بنو قینقاع کے اخراج اور کعب کے قتل کے بعد یہودی کچھ عرصہ کے لئے دبک گئے تھے جنگ احد میں مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا اس سے انہیں از حد مسرت ہوئی۔ پھر واقعہ رجیع اور بئر معونہ نے (جن کی تفصیل آگے "احزاب" میں آئے گی) یہود کو صرف دلیر ہی نہ بنایا بلکہ وہ سرکشی کی حد تک پہنچ گئے تھے۔

ان دنوں ایک واقعہ یہ ہوا کہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری' جو بئر معونہ کے حادثہ سے بچ نکلے تھے' نے دوران سفر بنو کلاب کے دو آدمیوں کو دشمن سمجھ کر قتل کردیا۔[2] حالانکہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عہد تھا۔ جب آپؐ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ نے عمرو بن ربیعہ سے فرمایا کہ اب ہمیں لازماً ان دونوں کی دیت ادا کرنا پڑے گی۔

ابتدائی معاہدہ کی رو سے یہود بھی اس دیت کی رقم کی ادائیگی میں برابر کے حصہ دار تھے۔ چنانچہ آپؐ نے بنو نضیر کے ہاں جاکر مصارف کا مطالبہ کیا۔ اس وقت آپؐ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی تھی۔ یہود نے رقم اکٹھی کرکے دینے کا وعدہ کیا اور آپؐ کو ایک مکان میں بٹھلایا۔ پھر علیحدہ ہوکر ایک گھناؤنی سازش کے ذریعہ آپؐ کو ختم کردینے کا منصوبہ تیار کیا۔ اس وقت آپ ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ یہود میں سے ایک شخص نے کہا: "کون

① بخاری' کتاب المغازی' باب قتل کعب بن اشرف

② الرحیق المختوم' ص: ۳۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ جو چھت پر چڑھ کر اوپر سے چکی کا پاٹ گرا کر محمد (ﷺ) کو کچل دے۔[1] ایک بدبخت یہودی عمرو بن جحاش بولا "میں یہ کام کروں گا" یہود کے ایک عالم سلام بن مشکم نے کہا "ایسا نہ کرو۔ بخدا اسے بذریعہ وحی آپ کے ارادہ کا علم ہو جائے گا علاوہ ازیں معاہدہ کی رو سے بھی ہمیں ایسا نہ کرنا چاہئے" لیکن انہوں نے سلام بن مشکم کی بات کو چنداں اہمیت نہ دی۔ یہودی ذہنیت ان پر غالب آ گئی اور وہ اپنے اس مذموم ارادہ کی تکمیل پر اور زیادہ مصر ہو گئے۔

سلام بن مشکم کا خیال بالکل درست نکلا۔ آپ کو وحی کے ذریعہ یہود کے ارادہ کی خبر ہو گئی۔ آپ تیزی سے اٹھے اور مدینہ کی طرف چل دیئے۔ بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اٹھے اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملے تو آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحیح صورت حال سے مطلع کر دیا۔ یہود کی یہی غداری غزوہ بنو نضیر کا سبب بن گئی۔

غزوہ بنو نضیر' ربیع الاول ۴ھ: مدینہ پہنچتے ہی رسول اللہ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بنو نضیر کو پیغام بھیج دیا کہ "اب تم ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا دس دن کے اندر اندر یہاں سے نکل جاؤ۔ جو سامان تم ساتھ لے جا سکتے ہو تمہیں اس کی اجازت ہے۔ دس دن کے بعد جو شخص یہاں نظر آیا اسے قتل کر دیا جائے گا"

عبداللہ بن ابی کا کردار: اس پیغام پر یہود جانے کی تیاری کرنے لگے تھے کہ ان کے ہمراز و دمساز عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے انہیں کہلا بھیجا کہ: "دبنے اور گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنی جگہ پر برقرار رہو اور ڈٹ جاؤ۔ میرے پاس دو ہزار مسلح آدمی ہیں جو آپ کے قلعوں میں داخل ہو کر تمہاری حفاظت میں اپنی جانیں دے دیں گے۔ علاوہ ازیں بنو قریظہ اور بنو غطفان بھی تمہارے حلیف ہیں وہ بھی تمہاری مدد کریں گے اور اگر تمہیں نکالا ہی گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے۔"

رئیس المنافقین کے اس جاں فزا پیغام سے یہود کی جان میں جان آ گئی۔ ان کے موقعہ شناس سردار حیی بن اخطب کی آنکھیں چمک اٹھیں اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیج دیا کہ "ہم یہاں سے نہیں نکلیں گے۔ تم سے جو کچھ بن پڑتا ہے کر لو"

---

[1] الرحیق المختوم' ص: ۴۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ ان دنوں مسلمان سخت زخم خوردہ تھے۔ جنگ احد میں ستر مردان کار شہید ہو گئے تھے۔ رجیع اور بئر معونہ کے صدمے برداشت کیے۔ یہودیوں کے قتل کی سازش اور عبداللہ بن ابی کا ان سے پوری طرح گٹھ جوڑ۔ گھر کے اندر اور باہر ہر طرف دشمن ہی دشمن۔ حالات چنداں سازگار نہ تھے مگر یہودیوں کے چیلنج کو قبول کرنے کے بغیر کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اللہ کا نام لے کر نکل کھڑے ہوئے اور جا کر بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں کے نخلستان یہودیوں کے لئے سپر کا کام دے رہے تھے۔ آپؐ نے ان درختوں کو کٹوا کر جلا دیا اور حملہ کے لئے راہ صاف کر لی۔

بنو نضیر کی مدد کو کوئی بھی نہ پہنچا۔ نہ رئیس المنافقین' نہ اس کے دو ہزار مردان جنگی' نہ بنو قریظہ' نہ بنو غطفان۔ آخر میں بنو نضیر اکیلے ہی مسلمان سے نپٹنے کو رہ گئے۔ اس صورت حال کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ ﴾ (۵۹: ۱۱ تا ۱۳)

"کیا آپ نے ان منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم یہاں سے نکالے گئے تو ہم بھی ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کسی کا کہا نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم یقیناً تمہاری مدد کریں گے۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ (منافقین) جھوٹے ہیں۔ اگر (بنو نضیر) نکالے گئے تو یہ منافق ہرگز ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو ان کی مدد کو نہ آئیں گے اور اگر آئیں بھی تو پیٹھ دیتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوں گے۔ پھر انہیں کہیں سے بھی مدد نہ ملے گی۔ مسلمانو! تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں خدا سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ اس لئے کہ یہ سمجھ نہیں رکھتے"

<u>بنو نضیر کی جلاوطنی:</u> رئیس المنافقین کی اس بدعہدی نے یہودیوں کے حوصلے پست کر دیئے۔ ان کی اپنی افرادی قوت اسلحہ کی فراوانی' سامانِ رسد کی بہتات اور اطراف سے امداد اور ہمدردی کے وعدے سب سہارے دھرے کے دھرے رہ گئے اور حواس ٹھکانے پر آ گئے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محاصرہ کو ابھی دو ہفتے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیج دیا کہ ہم آپؐ کی شرط کے مطابق مدینہ سے جلاوطن ہونے کو تیار ہیں آپؐ نے ان کی بات منظور فرما کر محاصرہ اٹھا لیا۔ اور یہ لالچی قوم اپنے مکانوں کی چھتیں تک اکھاڑ اکھاڑ کر ان کی لکڑیاں اپنے اونٹوں پر لاد کر لے گئی۔ ان کے سردار حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق نے خیبر کا رخ کیا۔ عبداللہ بن ابی منافق نے اس موقعہ پر بھی ان کا ساتھ نہ دیا۔

غزوہ احزاب میں یہود کا کردار' شوال ۵ھ: بنو نضیر کی مدینہ سے جلاوطنی کے بعد بیس یہودیوں کا ایک وفد مکہ ابوسفیان کے پاس پہنچا اور اسے ایک فیصلہ کن جنگ پر اکسایا۔ یہود کے اس وفد کی کارگزاری کی پوری تفصیل پہلے "قریش" کے باب میں گزر چکی ہے۔ البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلمانوں کا محکمہ خبر رسانی (Intelligence) کفار کی نسبت بہت زیادہ فعال اور متحرک تھا۔ ادھر یہود کا یہ وفد قریش اور دوسرے قبائل کو آمادہ جنگ کر ہی رہا تھا کہ مدینہ میں یہ خبریں پہنچ گئیں اور یہ مشورے ہونے لگے کہ دفاع کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق مدینہ کی خالی سامنے والی سمت میں خندق کھود کر دفاع کرنے کی تجویز پاس ہوئی۔ چنانچہ ان قبائل کے مدینہ پہنچنے سے پیشتر یہ پوری خندق کھد کر تیار ہو چکی تھی۔ یہ خندق پانچ گز گہری کھودی گئی۔[1] یہ تین ہزار مجاہدین نے بیس دن میں تیار کی۔

بنو قریظہ کو بد عہدی پر مجبور کرنا: یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ مسلمانوں پر جنگ احزاب کو مسلط کرنے والے دراصل بنو نضیر کے جلاوطن شدہ یہودی ہی تھے۔ ان "احزاب" کو چڑھا لانے کے بعد حیی بن اخطب نے دوسرا کام یہ کیا کہ رات کی تاریکیوں میں وہ بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا۔ کعب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ حیی کی اس ملاقات کا مقصد کیا ہے؟ چنانچہ اس نے دروازہ ہی نہ کھولا۔ حیی نے اس سے کچھ چکنی چپڑی باتیں کیں تو آخر اس نے دروازہ کھول دیا۔ حیی کہنے لگا: "اے کعب! میں تمہارے پاس زمانے کی عزت اور چڑھا ہوا سمندر لے کر آیا ہوں۔ ان لوگوں نے مجھ سے عہد و پیمان کیا ہے کہ وہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا صفایا کئے بغیر یہاں سے نہ ٹلیں گے"

---

(1) سیرت النبی' ج:۱' ص:۴۳۰' نیز الرحیق المختوم' ص:۴۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے جواب میں کعب نے جو کچھ کہا وہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ اس نے کہا "حیی! واللہ تم میرے پاس زمانے کی ذلت اور برسا ہوا بادل لے کر آئے ہو جو صرف گرج چمک رہا ہے۔ تم پر افسوس! تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں نے محمد ﷺ سے صدق و صفا [1] کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ مگر حیی نے سبز باغ دکھلا دکھلا کر آخر کعب کو بدعہدی پر مجبور کر ہی لیا۔ حیی نے کہا: "اگر قریش محمد ﷺ کا خاتمہ کئے بغیر ہی واپس چلے گئے تو میں بھی تمہارے ساتھ تمہارے قلعہ میں داخل ہو جاؤں گا۔ پھر جو انجام تمہارا ہو گا' وہی میرا ہو گا" اس شرط پر کعب بھی اتحادیوں میں شامل ہو گیا۔ [2]

اس صورت حال کی تحقیق کے لئے آپؐ نے حضرت زبیر کو بھیجا اور یہ تاکید کر دی کہ اگر بنو قریظہ کی بدعہدی کی خبر درست ہو تو علی الاعلان مجھے نہ بتلائیں بلکہ صرف اشارہ سے بتلا دیں۔ جب انہوں نے واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو اشارہ سے بتلایا کہ یہ خبر درست ہے تو اس سے آپؐ کو سخت صدمہ ہوا۔ اس خبر کے اخفاء کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس سے مسلمانوں کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔ مسلمان کم از کم مدینہ کی اندرونی حفاظت کی طرف سے مطمئن تھے۔ مگر اس صورت حال سے مدینہ کے اندر بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ [3]

ایک قرظی یہودی کا قلعہ کے گرد چکر کاٹنا: اب قرظی یہودی عملی طور پر جنگ میں حصہ لینے لگے۔ ایک یہودی فارع نامی قلعہ کا چکر کاٹنے لگا۔ جس میں مسلمان عورتیں اور بچے پناہ لئے ہوئے تھے۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب۔ رسول اللہ ﷺ کی حقیقی پھوپھی' نے اس صورت حال کا ٹھیک طور سے جائزہ لے کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو' جو اس قلعہ کی حفاظت کے لئے پہرہ پر کھڑے تھے' کہا کہ جاکر اس یہودی کو قتل کر دیں۔ لیکن حضرت حسان بن ثابت نے معذرت کر لی تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خود نہایت جرأت مندانہ قدم اٹھایا۔ خیمہ کی ایک لکڑی اکھاڑ کر اس سے اس یہودی کا کام تمام کر دیا۔ پھر واپس آکر حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اب اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دو تاکہ یہودیوں کو علم ہو جائے کہ قلعہ کی

---

① (ابن ہشام' ۲: ۱۴۱' ۲۲۰' ۲۲۱) (الرحیق' ۷ ۴۳-۴۸۳)

② حوالہ ایضا

③ بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ خندق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کے لئے اندر مسلمان موجود ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے پھر معذرت کر دی۔ آخر یہ کام بھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خود ہی سرانجام دیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا یہ جانبازانہ کارنامہ دیکھ کر یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ میں مسلمانوں کا حفاظتی دستہ موجود ہے۔ لہٰذا ان آستین کے سانپوں کو دوبارہ ایسی حرکت کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ ①

بنو غطفان سے سودے بازی کا مشورہ: بنو قریظہ کی عہد شکنی کے بعد مسلمانوں کے لئے سخت مشکلات پیدا ہو گئیں۔ اسی پریشانی کے عالم میں اور ان حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک تجویز آپؐ کے ذہن میں آئی۔ جو یہ تھی کہ بنو غطفان۔ جو ایک انتہائی لالچی اور حریص قبیلہ تھا اور پیسہ کا حصول ہی اس کا سنہری اصول تھا۔ کو مدینہ کی تہائی پیداوار کا لالچ دے کر انہیں اتحادیوں سے کاٹ دیا جائے اور وہ اپنا قبیلہ لے کر واپس چلے جائیں جس کا اثر یہ ہو گا کہ باقی لشکر میں بھی عام بددلی پھیل جائے گی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے اوس و خزرج کے سرداروں' سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو بلا کر ان سے مشورہ کیا۔ دونوں نے یک زبان ہو کر پوچھا۔ "یہ اللہ کا حکم ہے یا آپ ہماری رائے لینا چاہتے ہیں؟" اگر اللہ کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر آپ یہ کچھ ہماری خاطر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ بات قطعاً منظور نہیں۔ واللہ! ہم نے شرک کی حالت میں بھی ان لوگوں کو ایک دانہ تک نہ دیا۔ اب مسلمان ہو کر انہیں کیوں دیں گے۔ ان کے لئے ہمارے پاس صرف تلوار ہے"

انصاری سرداروں کے اس جواب سے آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "یہ اللہ کا حکم نہیں یہ تو میں نے صرف تمہاری خاطر سوچا تھا۔ ②

بنو قریظہ کی عہد شکنی کا انجام: اس جنگ میں بالآخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اس نازک صورت میں اللہ تعالیٰ نے جن دو طریقوں سے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ ان کا ذکر "قریش" کے باب میں گزر چکا ہے۔ مختصراً یہ کہ بنو غطفان کا ایک رئیس نعیم بن مسعود انہی دنوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا۔ اس کے اسلام لانے کا علم نہ قریش کو تھا اور نہ بنو قریظہ کو۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر قریش اور یہود میں پھوٹ ڈالنے کا

---

① سیرت النبی' ج:۱' ص:۴۳۸' بحوالہ ابن ہشام' ج:۲' ص:۱۲۹

② الرحیق المختوم' ص:۴۸۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موثر کردار ادا کیا تھا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے شدید سرد ہوا بھیجی۔ جس سے احزاب والوں کے خیمے اکھڑ گئے۔ ہنڈیاں ٹوٹ گئیں اور آگ بجھ گئی اور یہ ہوا جسم کو چھیدتی ہوئی آر پار ہوتی معلوم ہوتی تھی۔ ایسے حالات میں احزاب والوں کو راہ فرار اختیار کرنے کے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ وہ دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے رہے بنو قریظہ' تو وہ اب صرف مسلمانوں کے رحم و کرم پر تھے۔

غزوہ بنو قریظہ' ذیقعد ۵ھ: تقریباً ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد جب "احزاب" والے بھاگ کھڑے ہوئے تو اب بنو قریظہ کو ان کی عہد شکنی کی سزا دینے کا وقت بھی آ پہنچا۔ جنگ خندق سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں غسل فرما رہے تھے کہ جبریل آئے اور کہا: آپؐ نے ہتھیار اتار دیئے حالانکہ فرشتوں نے ابھی نہیں اتارے" رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت منادی کرا دی کہ مجاہدین عصر کی نماز بنو قریظہ کے ہاں جا کر ادا کریں۔ ①

چنانچہ چند گھنٹوں کے اندر اندر تین ہزار مسلح مجاہدین نے بنو قریظہ کے ہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے اپنے قبیلہ کے سامنے مندرجہ ذیل تین باتیں پیش کیں:

1. اسلام قبول کر لو۔ اس صورت میں تمہارا مال و جان سب کچھ محفوظ رہے گا اور تم پر یہ بات بھی خوب واضح ہو چکی ہے کہ یہ وہی نبی برحق ہے جسے تم اپنی کتاب میں پاتے ہو۔
2. اپنے بیوی بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے خود مردانہ وار لڑائی لڑو۔ پھر یا مر جاؤ یا فتح پاؤ۔
3. یا پھر مکر و فریب کی راہ اختیار کرو۔ مسلمانوں پر ہفتہ کے دن حملہ کر دو۔ کیونکہ انہیں اطمینان ہو گا کہ آج لڑائی نہیں ہو گی۔

مگر بنو قریظہ نے اپنے سردار کی ایک تجویز بھی نہ مانی تو وہ جھنجھلا کر کہنے لگا: "تم میں سے کسی نے آج تک ایک رات بھی ہوشمندی کے ساتھ نہیں گزاری" ②

مندرجہ بالا تجاویز سے انکار کے بعد بنو قریظہ کے سامنے بس ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا تھا اور وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے آگے ہتھیار ڈال دیں۔ بلاشبہ بدعہدی اور عہد شکنی قوم کو بزدل بنا

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب مخرج النبی ﷺ الی بنو قریظة

② الرحیق المختوم' ص: ۴۹۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتی ہے۔ اگرچہ ان کے پاس وافر مقدار میں راشن موجود تھا اور انہوں نے مسلمانوں کے استیصال کے لئے ڈیڑھ ہزار تلواریں' دو ہزار نیزے' تین سو زرہیں اور پانچ ڈھالیں بھی تیار کر رکھی تھیں۔ مگر وقت پر کوئی چیز بھی ان کے کام نہ آئی انہوں نے صرف 25 دن کے محاصرہ کے بعد اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ ان کے حق میں جو بھی فیصلہ ان کے حلیف حضرت سعد بن معاذ کریں گے' وہ انہیں منظور ہوگا۔ ان کے پاس قلعہ میں جس قدر راشن موجود تھا وہ چاہتے تو سال بھر قلعہ بند ہو کر آسانی سے گزر بسر کر سکتے تھے مگر ان کے مجرم ضمیر نے انہیں جلد ہی بے چین کر دیا اور اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کی دھاک بٹھلا دی۔

<u>حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ:</u> حضرت سعدؓ کو جنگ احزاب میں ایک کاری زخم لگا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ غزوہ بنو قریظہ میں شامل نہ ہو سکے تھے فیصلہ کے لئے انہیں گدھے پر سوار کر کے موقعہ پر لایا گیا تو آپ نے اپنے عہد شکن حلیف کی کوئی رو رعایت نہیں کی اور یہ فیصلہ دیا کہ:

(i) مردوں کو قتل کر دیا جائے۔

(ii) عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔

(iii) ان کے اموال مجاہدین میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا: "تم نے وہی فیصلہ کیا جو سات آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے" [1]

چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق چھ سو سے کچھ زائد مردان جنگی قتل کر دیئے گئے۔ ان مقتولین میں حیی بن اخطب بھی تھا جو اتحادیوں کی ناکامی کے بعد حسب وعدہ کعب بن اسد کے پاس رہ گیا تھا اور جنگ احزاب میں پٹ جانے کے بعد بھی اشتعال انگیزیاں کر رہا تھا۔ یہ مقتولین صرف اسلئے ہی نہیں قتل کئے گئے تھے کہ وہ جنگی قیدی تھے بلکہ وہ درج ذیل جرائم کی بنا پر قتل کئے گئے تھے:

(۱) تجدید معاہدہ کے باوجود انہوں نے نہایت نازک موقعہ پر عہد شکنی کر کے مسلمانوں کو اندرونی خطرات سے دو چار کر دیا تھا۔

(۲) انہوں نے مردانہ وار سامنے آنے کے بجائے عورتوں اور بچوں کے قلعوں پر حملہ کی کوشش کی۔

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب مخرج النبی ﷺ الی بنی قریظة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) جنگ کے بعد حیی بن اخطب کو ساتھ ملا کر مدینہ میں اشتعال انگیزی شروع کر دی اور عہد شکنی پر افسوس کے بجائے مقابلہ کی ٹھانی۔

ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کا قتل' ذی الحجہ ۵ھ: کعب بن اشرف کی طرح یہ شخص بھی مسلمانوں کا جانی دشمن' چند در چند جرائم کا مرتکب اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں کا سرغنہ تھا۔ بنو نضیر کا یہ سردار خیبر میں رہتا تھا۔ رات کو محفل جما کر مسلمانوں کے خلاف من گھڑت قصے بیان کرتا' ان کی تضحیک کرتا اور ان کے خلاف نفرت پھیلاتا۔ کئی بار عہد شکنی کا مرتکب ہوا جنگ احزاب میں قبائل کو مدینہ پر چڑھا لانے میں اس نے پیش از پیش کردار ادا کیا تھا۔ پیغمبر اسلام کے خلاف بد زبانی سے کام لیتا تھا۔

کعب بن اشرف کو قتل کرنے والے محمد بنؓ مسلمہ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے' اب قبیلہ خزرج میں رشک پیدا ہوا کہ وہ بھی کوئی ایسا ہی کارنامہ سرانجام دیں۔ چنانچہ سلام بن ابی الحقیق کو ٹھکانے لگانے کے لئے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اجازت ملنے پر وہ اپنے تین ساتھیوں سمیت اس مہم پر روانہ ہوگئے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ:

"رات کو ہم اس قلعہ کے قریب پہنچ گئے جس میں سلام بن ابی الحقیق قیام پذیر تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو قلعہ سے باہر ہی ٹھہرنے کو کہا اور خود قلعہ میں داخل ہونے والے لوگوں میں مل کر قلعہ کے اندر داخل ہوگیا۔ میں گدھوں کے ایک طویلے میں چھپ کر بیٹھ گیا کچھ دیر کے بعد دربان نے آواز دی۔ کوئی باہر تو نہیں رہ گیا؟ اور جب کوئی جواب نہ پایا تو قلعہ کا دروازہ اندر سے مقفل کر کے چابی ایک جگہ رکھ دی میں وہ جگہ دیکھ رہا تھا۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ بتیاں بجھ گئیں اور لوگ سو گئے میں نے چپکے سے چابی لے کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا تاکہ بھاگتے وقت یہ کام نہ کرنا پڑے۔ اس کے بعد سب کمروں کے باہر سے کنڈیاں لگا دیں تاکہ کوئی ابو رافع کی مدد کو نہ پہنچ سکے۔ اب میں بالا خانے پر گیا۔ جہاں وہ سو رہا تھا۔ کمرہ کھلا تھا مگر اندھیرے کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہوسکتا تھا کہ ابو رافع کہاں ہے۔ میں نے اسے آواز دی۔ وہ بولا تو میں نے آواز پر تلوار کی ضرب لگائی مگر وار خالی گیا اور وہ چیخ اٹھا۔ ایک لمحہ بعد میں نے آواز کو بدل کر پوچھا۔ ابو رافع کیا ہوا؟ جیسے اس کا کوئی کارندہ مدد کو پہنچ رہا ہو۔ ابو رافع بولا: تیری ماں مرے ابھی مجھ پر کسی نے تلوار کا وار کیا ہے میں نے پھر آواز پر تلوار کی ضرب لگائی۔ اب کی بار بھی وار کاری نہ لگا تو میں نے نزدیک جاکر اس کے پیٹ میں تلوار بھونک دی اور مجھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین ہو گیا کہ اب وہ مر جائے گا۔

میں گھبراہٹ میں نیچے اترا۔ نچلی سیڑھی سے گرا تو میرے پاؤں میں موچ آ گئی۔ تاہم اپنے ساتھیوں کو جا کر خوشخبری دی اور کہا کہ آپ جائیں میں اس وقت آؤں گا جب قلعہ سے رونے کی آواز آئے گی۔ کچھ دیر بعد صبح ہوئی تو قلعہ سے موت کی خبر دینے والے نے کہا۔ لوگو! ابو رافع انتقال کر گیا۔ میں سن کر وہاں سے بھاگا۔ اس وقت مجھے خوشی سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پاؤں میں کوئی درد ہے ہی نہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے ساتھیوں سے پہلے پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دی اور پورا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ آپؐ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو مجھے یوں معلوم ہوا گویا یہاں کبھی درد تھا ہی نہیں۔ ①

غزوۂ خیبر محرم ۷ھ

بنو نضیر کو جب جلاوطن کیا گیا تو انہوں نے خیبر کی راہ لی تھی۔ خیبر مدینہ سے ساٹھ ستر میل شمال کی جانب واقع ہے۔ بنو قریظہ کے خاتمہ اور اخراج کے بعد اب خیبر ہی یہود کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا مرکز بن گیا تھا۔ مرحب اور کنانہ بن ابی الحقیق اس علاقہ میں یہود کے سردار تھے۔

ذیقعد ۶ھ میں قریش سے صلح نامہ حدیبیہ طے پایا اور مسلمانوں کو اپنے سب سے بڑے اور پرانے دشمن کی مفسدہ پردازیوں سے قدرے نجات ملی تو اب سامنے سب سے پہلا کام خیبر کے یہود کی گوشمالی تھا۔ آپؐ نے صلح حدیبیہ کے بعد ایک ماہ آرام فرمایا۔ بعد ازاں خیبر کے لئے جہاد کا اعلان فرمایا اور کہا کہ صرف وہی لوگ اس میں شامل ہوں جو صرف جہاد کا جذبہ رکھتے ہیں۔ للہذا اس غزوہ میں وہی چودہ سو مسلمان شریک ہوئے جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا۔

<u>بنو غطفان کی ناکہ بندی:</u> بنو غطفان ویسے تو پہلے ہی یہود کے حلیف تھے۔ لیکن اس موقع پر خیبر کے یہودیوں نے ان سے خصوصی طور پر خیبر کی نصف پیداوار کی ادائیگی کی شرط پر سمجھوتہ کر لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گٹھ جوڑ کا حل یہ سوچا کہ ② رجیع کے مقام پر پڑاؤ ڈال کر ان

---

① بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع

② یہ رجیع وہ مقام نہیں جہاں عضل اور قارہ نے 8 مسلمانوں کو شہید کیا اور دو کو قیدی بنا لیا تھا۔ الرحیق المختوم، ص: ۵۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کا درمیانی راستہ منقطع کر دیا۔ اب اگر بنو غطفان یہود کی مدد کو خیبر جائیں تو ان کے گھر بار' اہل و عیال اور املاک سب مسلمانوں کی زد میں آجاتے ہیں لہٰذا اس قبیلہ کو مجبوراً خیبر کے یہود کی امداد سے دستبردار ہونا پڑا۔

خیبر پہنچنے کے لئے آپؐ نے وہ راستہ اختیار فرمایا جو مدینہ کے بجائے شام کی طرف سے خیبر تک آتا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہود کے فرار ہونے کا راستہ بھی بند کر دیا جائے۔ آپؐ نے یہاں پہنچ کر ایک جگہ پڑاؤ کے لئے تجویز فرمائی تو حضرت حباب بن منذر[1] جو حربی فنون کے بہت ماہر تھے' نے آپؐ سے پوچھا کہ "آپؐ نے یہ مقام اللہ کے حکم سے انتخاب فرمایا ہے یا آپؐ کی جنگی تدبیر ہے؟" آپ نے جواب دیا: یہ محض جنگی تدبیر ہے۔" تو حضرت حباب بن منذر کہنے لگے۔ "اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ جگہ قلعہ نطاۃ سے بالکل قریب ہے۔ خیبر کے سارے جنگ جو اسی قلعہ میں ہیں۔ انہیں ہمارے حالات کا پورا پورا علم رہے گا اور ہم ان سے بے خبر رہیں گے۔ دوسرے ان کے تیر تو ہم تک پہنچ جائیں گے لیکن ہمارے تیر ان تک نہ پہنچ سکیں گے۔ تیسرے اس جگہ وہ لوگ آسانی سے ہم پر شبخون مار سکتے ہیں اور چوتھے یہ جگہ کھجوروں کے درمیان پستی میں واقع اور وبائی ہے۔ لہٰذا یہ جگہ پڑاؤ کے لئے نہایت نامناسب ہے ہمیں کوئی اور جگہ منتخب کرنی چاہیئے۔ آپؐ نے فرمایا: "تم نے جو رائے دی وہ بالکل درست ہے"[2] چنانچہ یہ جگہ بدل دی گئی۔

خیبر میں کل آٹھ قلعے تھے' ۲۵ دن کے محاصرہ کے بعد یہ سب قلعے سر ہو گئے تو گویا پورا خیبر فتح ہو گیا۔ کنانہ بن ابی الحقیق نے اس شرط پر آپ سے صلح کر لی کہ قلعہ میں جو فوج ہے اس کی جان بخشی کی جائے گی اور وہ اپنے بال بچوں سمیت خیبر کی سرزمین سے نکل جائیں گے وہ اپنے اموال یعنی باغات' زمینیں' سونا' چاندی' گھوڑے' زرہیں سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کر دیں گے۔ صرف وہ کپڑے لے جائیں گے جو پہنے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ شرط منظور فرمائی۔

---

① جنگ بدر کے موقع پر بھی حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کے سوال جواب کرنے کے بعد پڑاؤ سے متعلق بڑا مفید مشورہ دیا تھا۔ الرحیق' ص: ۵۸۶

② الرحیق المختوم' ص: ۵۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہود سے مزارعت کی شرائط: اس معاہدہ کے مطابق جب یہود کے خیبر سے نکلنے کا وقت آیا تو انہوں نے آپؐ سے یہ درخواست کردی کہ "ہم کاشتکاری کا کام خوب جانتے ہیں۔ ہمیں ان زمینوں پر رہنے دیا جائے اور ہم ہر طرح کی پیداوار کا نصف آپ کو دے دیا کریں گے۔ آپ نے ان کی یہ شرط بھی منظور فرمالی اور ساتھ ہی واضح طور پر کہہ دیا کہ جب تک ہم چاہیں گے یہ معاملہ برقرار رکھیں گے اور جب چاہیں گے جلاوطن کردیں گے" ①

خیبر کی زمین کی پیداوار کا تخمینہ لگانے اور تقسیم کرنے پر حضرت عبداللہ بن رواحہ مامور ہوئے۔ آپ کا طریق کار یہ ہوتا کہ حاصل شدہ پیداوار کو اندازہ سے دو حصوں میں تقسیم کرکے یہود کو انتخاب کا حق دیتے کہ جونسا حصہ تم چاہو لے لو۔ یہ منصفانہ تقسیم دیکھ کر یہود کہنے لگے۔ یہی وہ عدل ہے جس کے سہارے زمین و آسمان قائم ہیں۔ ②

زہر آلود بکری سے آپؐ کے قتل کی سازش: صلح اور مزارعت کا معاملہ طے ہونے کے بعد آپؐ نے چند دن خیبر میں قیام فرمایا: اگرچہ یہود کو ان کی منہ مانگی مراعات دے دی گئی تھیں پھر بھی ان کی شرپسند طبیعت میں کچھ فرق نہ آیا۔ انہیں ایام میں یہود نے آپؐ کی دعوت کے بہانے آپؐ کو زہر دے کر ہلاک کرنے کی سازش تیار کی۔ اور سلام بن مشکم ---- جو ابوالحقیق کے بیٹوں کی طرح ایک معزز آدمی اور عالم تھا کی بیوی زینب جو یہودی سردار مرحب کی بیٹی تھی' نے آپؐ کو دعوت کا پیغام دیا۔ آپؐ نے فرط کرم سے یہ دعوت قبول فرمائی۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ آپؐ کون سے عضو کا گوشت زیادہ پسند فرماتے ہیں تو جواب دیا گیا کہ "دستی کا گوشت"

یہود نے دعوت میں بکری کا سالن تیار کیا اور دستی میں نسبتاً زیادہ زہر ملا دیا۔ آپؐ چند ساتھیوں کے ساتھ دعوت پر تشریف لے گئے اور پہلا لقمہ منہ میں ڈالتے ہی آپؐ نے زہر کا اثر معلوم کرلیا اور کھانے سے فوراً ہاتھ کھینچ لیا۔ لیکن حضرت بشیر بن براء نے کچھ زیادہ لقمے کھائے تھے لہٰذا وہ زہر کے اثر سے شہید ہوگئے۔ آپؐ نے زینب کو بلا کر پوچھا تو اس نے اقبال جرم کرلیا ساتھ ہی آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ صرف زینب کی بات نہیں بلکہ اس میں سارے یہودی شریک تھے۔ آپؐ نے ان سے باز پرس کی کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو کہنے لگے: "ہم نے یہ

---

① بخاری' کتاب الشروط' باب اذا اشترط فی المزارعۃ...

② ابو داؤد' کتاب المساقات' بحوالہ سیرت النبی ۵۰۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام اس لئے کیا تھا کہ اگر آپؐ پیغمبر ہیں تو آپؐ کو اطلاع ہو جائے گی نیز زہر آپ پر اثر نہ کرے گا اور اگر آپ نبی نہیں تو ہم کو آپ سے نجات مل جائے گی" ①

اس وقت تو آپؐ نے زینب اور دوسرے سب یہودیوں کا قصور معاف کر دیا۔ لیکن جب دو تین دن بعد حضرت بشیر بن براء زہر کے اثر سے شہید ہو گئے تو آپؐ نے قصاص کے طور پر صرف زینب کے قتل کا حکم دے دیا۔

وفات کے وقت آپؐ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا ! مجھے اب معلوم ہوا کہ جو کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا' اس کے زہر کے اثر سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی" ②

یہودیوں کی مزید شرارتیں

حضرت عبداللہ بن سہل کا قتل: ایک دفعہ حضرت عبداللہؓ بن سہل اور حضرت محیصہ خیبر گئے تو یہودیوں نے حضرت عبداللہ کو دھوکے سے قتل کر کے ایک نہر میں ڈال دیا۔ حضرت محیصہ نے آکر رسول اللہ ﷺ سے یہ ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے محیصہ سے کہا: "کیا تم قسم اٹھا سکتے ہو کہ عبداللہ کو یہود ہی نے قتل کیا ہے؟" حضرت محیصہ کہنے لگے: "اگرچہ حالات ایسے ہیں کہ یہود کے علاوہ اور کوئی قاتل ہو ہی نہیں سکتا' تاہم چونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اس لئے قسم اٹھانا مشکل ہے۔" آپؐ نے فرمایا: اچھا۔ اگر یہود کے پچاس آدمی قسمیں دے دیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا تو تمہارا دعویٰ خارج ہو جائے گا" حضرت محیصہ کہنے لگے۔ "یہود تو جھوٹی قسمیں کھا جائیں گے۔ وہ کافر ہیں" چنانچہ قاتل کے متعلق جب کچھ تحقیق نہ ہو سکی تو آخر آپؐ نے اپنے پاس سے حضرت عبداللہ کی دیت ادا کر دی۔ ③

آپؐ کی وصیت: یہ واقعہ آپؐ کی زندگی کے آخری ایام میں پیش آیا تھا۔ اور آپؐ نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ یہودیوں سے کتنا ہی بہتر سلوک کیا جائے۔ یہ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آنے کے۔ لہٰذا آپؐ نے یہ طے کر لیا تھا کہ یہودیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ

---

① بخاری' کتاب الطب' باب ما یذکر فی سم النبی ﷺ

② بخاری' کتاب المغازی' باب مرض النبی ﷺ ---

③ بخاری' کتاب الجہاد والسیر' باب الموادعۃ والمصالحۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیبر کے بعد انہیں جو امان دی گئی تھی وہ مشروط تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: چلو یہود کے پاس چلیں۔ چنانچہ ہم ان کے بیت المدراس پر پہنچے۔ آپؐ نے یہود سے فرمایا: دیکھو مسلمان ہو جاؤ تو تمہارا جان و مال سب کچھ محفوظ ہو جائے گا اور یہ سمجھ لو کہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ اور میرا ارادہ یہ ہے کہ تمہیں اس ملک سے نکال دوں۔ پھر تم میں سے اگر کسی کی جائیداد کی قیمت آئے تو اسے بیچ سکتا ہے۔ ورنہ زمین تو اللہ اور اس کے رسول ہی کی ہے"[1]

اس الٹی میٹم کے بعد جلد ہی آپؐ کی وفات ہوگئی۔ وفات سے پیشتر آپؐ نے جن باتوں کی وصیت فرمائی ان میں سے ایک یہ تھی کہ یہود کو جزیرۃ العرب سے نکال دیا جائے"[2]

یہود کی خیبر سے جلاوطنی: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس وصیت پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ کیونکہ آپ کی سوا دو سال کی خلافت کا زمانہ سارے کا سارا ہنگامی دور تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہود نے پھر ایک شرارت کی جو ان کے اخراج کا فوری سبب بن گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے سامنے ایک تقریر کی جس میں اس واقعہ کی تفصیل بھی آجاتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے ان کے اموال کی بابت معاملہ کیا تھا۔ آپؐ نے یہودیوں سے فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تم کو یہاں قائم رکھے گا۔ ہم بھی قائم رکھیں گے۔ اب واقعہ یہ پیش آیا کہ عبداللہ (حضرت عمر کے بیٹے) اپنی جائیداد پر گئے تھے۔ رات کے وقت ان پر ظلم کیا گیا۔ ان کے دونوں ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے گئے۔ یہودیوں کے علاوہ کون ہمارا دشمن ہے۔ لہٰذا اب میں ان کو جلاوطن کر دینا مناسب سمجھتا ہوں"

یہودیوں کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو ابوالحقیق کی اولاد میں سے ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا: "آپ ہمیں کیسے نکالیں گے جبکہ محمد ﷺ نے ہمیں قائم کیا تھا؟" حضرت

---

① بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب اخراج الیہود من جزیرہ العرب

② ایضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کیا تو سمجھتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بات بھول گیا ہوں۔ آپؐ نے تجھ سے فرمایا تھا: ''اس وقت تیرا کیا حال ہو گا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور تیرا اونٹ کئی راتیں تجھے لئے پھرے گا؟''

وہ کہنے لگا: ''یہ تو ابوالقاسم (آپؐ کی کنیت) کا مذاق تھا''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کے دشمن! جھوٹ بولتا ہے'' الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تیماء اور اریحا کی طرف نکال دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان یہود سے پھر بھی احسان فرمایا۔ زمین کے بدلے انہیں زمین دی اور ان کے میوہ جات اونٹوں' اسباب' عمارتوں اور بیلوں وغیرہ کی قیمت انہیں ادا کر دی۔[1] تیماء وہ مقام ہے جہاں یہود پہلے ہی اکٹھا ہو رہے تھے۔ اس طرح وقتی طور پر مسلمانوں کو یہود کی شرارتوں سے نجات مل گئی۔ تاہم اپنی شرارتوں سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا سلسلہ بعد میں بھی آج تک جاری ہے۔

---

① بخاری' کتاب الجہاد والسیر' باب اخراج الیہود من جزیرہ العرب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۳

منافقین

منافقین کا طبقہ مسلمانوں کے مدینہ جانے کے بعد ہی وجود میں آیا۔ فتح بدر کے بعد یہ لوگ دنیوی فوائد کے حصول یا حالات سے مجبور ہو کر اسلام میں داخل تو ہو گئے تھے۔ مگر ان کی تمام تر ہمدردیاں کفار و مشرکین کے ساتھ ہی وابستہ رہیں۔ اس لحاظ سے یہ گھر کے بھیدی مسلمانوں اور اسلام کے لئے سب سے زیادہ ضرر رساں ثابت ہوئے۔ بالفاظ دیگر مار آستین کا کردار یہی طبقہ سرانجام دیتا رہا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین: عبداللہ بن ابی اس طبقہ کا سردار تھا۔ عبداللہ خود قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا تھا۔ اوس و خزرج کے قبائل اسلام لانے سے پیشتر مشرک تھے۔ عبداللہ بن ابی جنگ بدر کے بعد فوراً حالات کا دھارا دیکھ کر اسلام میں داخل ہو گیا اس کے اسلام لانے کے اسباب درج ذیل تھے۔

(۱) بدر کی فتح نے عرب بھر میں مسلمانوں کی دھاک بٹھلا دی تھی۔ عبداللہ بن ابی بھی ایسے موقعہ شناس لوگوں میں سے تھا جو چڑھتے سورج کو سلام کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

(۲) مدینہ میں اگرچہ یہود و مشرکین بھی آباد تھے۔ مگر بااثر مسلمان ہی تھے۔

(۳) عبداللہ بن ابی کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ ہی تھا وہ مسلمان ہو چکا تھا۔

عبداللہ بن ابی کو اسلام اور پیغمبر اسلام سے عداوت اس لئے تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اوس و خزرج دونوں قبیلوں نے اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا تھا۔ بلکہ اس کے لئے سنہری تاج بھی تیار کرالیا گیا تھا۔ اوس و خزرج اپنی باہمی جنگوں سے بہت تنگ آئے ہوئے تھے اور غالباً عبداللہ بن ابی ہی وہ پہلا شخص تھا جس کی سربراہی کو دونوں قبائل نے تسلیم کر لیا تھا۔ عنقریب اس کی رسم تاج پوشی ادا ہونے والی تھی کہ آپؐ تشریف لے آئے اور جب تمام لوگ آپؐ کی طرف متوجہ ہو گئے تو عبداللہ ابی کا سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ ①

---

① بخاری، کتاب التفسیر، باب وَلَتَسْمَعُنَّ نیز کتاب الصلح، باب ما جاء فی الاصلاح بین الناس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو لوگ عبداللہ بن ابی کی بادشاہت کے دوران بڑے بڑے مناصب کی آس لگائے بیٹھے تھے۔ عبداللہ کے اسلام لانے کے بعد بھی وہ ہی لوگ اس کے دمساز و ہمراز رہے۔ اس طرح منافقین کا ایک بنا بنایا گروہ وجود میں آگیا۔ بعد میں اس گروہ منافقین میں بعض موقعہ شناس یہودی بھی شامل ہو گئے تھے۔

جنگ بدر سے پہلے عبداللہ سے قریش کی مراسلت : جب رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ سے بچ بچا کر بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گئے تو یہ بات مشرکین مکہ کے لئے انتہائی تکلیف دہ اور دماغی کوفت کا باعث بن گئی۔ اسی جھنجھلاہٹ میں انہوں نے اپنے مشرک دوست عبداللہ بن ابی کو درج ذیل دھمکی آمیز خط لکھا:

"آپ لوگوں نے ہمارے صاحب کو پناہ دے رکھی ہے۔ اس لئے ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو آپ لوگ اس سے لڑائی کیجئے یا اسے نکال دیجئے یا پھر ہم اپنی پوری جمعیت کے ساتھ آپ لوگوں پر حملہ کرکے مردوں کو قتل کردیں گے اور تمہاری عورتوں کی حرمت پامال کر ڈالیں گے" ①

اس خط نے عبداللہ بن ابی کے چھپے ہوئے بغض و کینہ کو برملا ظاہر کرنے کے لئے سند جواز عطا کردی۔ جو کام کرنے کی وہ اپنے آپ میں جرأت نہ پاتا تھا۔ اسے سرانجام دینے کے لئے اس خط سے اسے بڑا سنبھالا اور سہارا مل گیا۔ چنانچہ اسی غرض سے اس نے اپنے رفقاء کو اپنے پاس اکٹھا کرنا شروع کردیا۔

ان حالات کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپؐ خود عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا: "کیا تم اپنے بھائیوں اور بیٹوں سے خود ہی لڑو گے؟ عبداللہ بن ابی کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ واقعی اس کی کامیابی ناممکن ہے۔ للہٰذا وہ خود ہی ٹھنڈا پڑ گیا اور اس کے حواری بھی بکھر گئے۔ ②

بات دراصل یہ تھی کہ عبداللہ بن ابی کا اپنا بیٹا عبداللہ اسلام لا چکا تھا۔ اسی طرح عبداللہ کے حواریوں کے کئی بیٹے اور بھائی بھی مسلمان ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی

---

① ابو داؤد' کتاب الجہاد' باب خبر النضیر

② ابو داؤد' کتاب الجہاد' باب خیر النضیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو یہ بات سمجھا دی تھی کہ جنگ کی صورت میں مسلمان اپنے بھائیوں یا باپوں کا کبھی ساتھ نہ دیں گے۔ لہٰذا تم ہوش کے ناخن لو اور عبداللہ بن ابی بھی اس لئے ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ کہ اسے ذاتی طور پر بھی اس بات کا علم تھا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے اشارہ سے ہی وہ بات کی تہہ تک پہنچ گیا اور اس طرح اپنی رسوائی سے بچ گیا اور مشرکین مکہ کی مندرجہ بالا دھمکی کے باوجود وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔

جنگ بدر کی فتح کا عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں پر اثر: جب بدر کے میدان میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی تو رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کو جلد از جلد خوشخبری دینے کے لئے دو صحابہ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو فوراً مدینہ بھیج دیا۔ دریں اثنا یہود اور عبداللہ بن ابی کی پارٹی نے مسلمانوں کی شکست کی غلط سلط خبریں پھیلا کر مدینہ کی فضا کو خاصا سنسنی خیز بنا دیا تھا اور یہ بھی مشہور کر دیا گیا تھا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ ایک منافق نے جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آپؐ کی اونٹنی قصواء پر سوار آتے دیکھا تو جھٹ بول اٹھا کہ "دیکھو محمدؐ کی اونٹنی پر زید بن حارثہ آرہا ہے اور اس کا اترا ہوا چہرا صاف بتلا رہا ہے کہ جیسے شکست خوردہ ہے" [1] اتنے میں دونوں قاصد مدینہ کے قریب پہنچ گئے اور مسلمانوں کو صحیح صورت حال اور فتح کا علم ہوا تو ان میں مسرت و انبساط کی لہر دوڑ گئی اور تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند ہونے لگے جو ان معاندین اسلام کے قلب و جگر کو چھلنی کر رہے تھے۔

بنو قینقاع کے حق میں عبداللہ بن ابی کی سفارش: غزوہ بنو قینقاع کا حال "یہود مدینہ" کے باب میں گزر چکا ہے۔ اس غزوہ میں بنو قینقاع نے اس شرط پر ہتھیار ڈالے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے جان و مال اور بال بچوں کے متعلق جو فیصلہ بھی کریں گے وہ انہیں منظور ہوگا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان سب کو باندھ دیا گیا تھا۔

عبداللہ بن ابی جو بظاہر اسلام لا چکا تھا۔ اپنے ہم راز، ہم مشرب اور معاہد یہودیوں کی اس حالت کو دیکھنے کی تاب نہ لا سکا۔ اور منت و سماجت سے نہیں بلکہ اصرار و الحاح کر کے آپؐ کو مجبور کر دیا کہ ان یہودیوں پر احسان کر کے انہیں معاف کر دیا جائے۔ اس نے اس بات کو دوبارہ دہرایا۔ مگر آپؐ نے اپنا رخ پھیر لیا۔ پھر اس نے آپؐ کے کرتے کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا۔

---

[1] الرحیق المختوم، ص: ۳۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر آپ غضبناک ہوگئے اور فرمایا: ”تجھ پر افسوس! مجھے چھوڑ دے“ اس نے کہا: ان لوگوں نے مجھے ایک دفعہ بچایا تھا اور آپ چاہتے ہیں کہ یکبارگی ان سب کو قتل کر دیں۔ بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا تاآنکہ آپ ان کو معاف فرما دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے غضب پر آپ کی نرمی غالب آگئی اور آپؐ نے اس منافق سے' جسے ابھی اسلام لائے ہوئے ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا' احسان کرتے ہوئے ان لوگوں کی جان بخش دی اور صرف جلا وطنی پر اکتفا کیا۔ ①

جنگ احد میں عبداللہ بن ابی کی غداری: غزوہ بدر کا بدلہ چکانے کے لئے قریش مکہ ایک سال بعد شوال ۳ھ میں تین ہزار کا جرار لشکر لے کر مدینہ پر چڑھ آئے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو' جن میں منافقین بھی شامل تھے' اکٹھا کر کے جنگ کے متعلق مشورہ طلب کیا کہ آیا یہ جنگ مدینہ میں رہ کر لڑی جائے یا کھلے میدان میں باہر نکل کر؟ نبی ﷺ کی اپنی اور پرانے عقل مند تجربہ کار سب لوگوں کی رائے یہ تھی کہ جنگ مدینہ کے اندر رہ کر بطور دفاع لڑی جائے۔ عبداللہ بن ابی کی بھی یہی رائے تھی۔ لیکن کچھ جوشیلے نوجوان جو جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے نہایت نیک نیتی سے اس بات پر مصر تھے کہ جنگ باہر کھلے میدان میں لڑی جائے تاکہ انہیں اپنی مردانگی کے جوہر دکھلانے کا موقعہ مل سکے۔ بالآخر آپؐ نے ان نوجوانوں کی رائے کا احترام کرتے ہوئے کھلے میدان میں جنگ لڑنے کا فیصلہ صادر فرما دیا اور ایک ہزار مجاہدین اسلام کا لشکر' جس میں تین سو منافقین بھی شامل تھے۔ مدینہ سے نکل کر احد کی وادی کی طرف کوچ کرنے لگا۔ جب یہ لشکر وہاں پہنچ گیا تو عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو ہمراہ لے کر مدینہ واپس آگیا اور الزام یہ لگایا کہ جب میری رائے کی کچھ وقعت ہی نہیں تو پھر ہمیں جنگ میں شرکت بھی گوارا نہیں۔ ② عبداللہ بن ابی کی واپس مڑنے کی یہ توجیہ کئی لحاظ سے غلط ہے مثلاً:

(ا) اگر فی الواقع اسے اسی بات کا افسوس تھا کہ اسے چاہئے تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی مدینہ سے باہر قدم ہی نہ رکھتے۔ ہتھیار بند ہونا' پھر میدان جنگ تک پہنچ کر واپس مڑنا یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ مسلمانوں کے لشکر میں زیادہ سے زیادہ بد دلی پھیلائی جا سکے۔ بالخصوص اس صورت میں جبکہ مسلمانوں کی تعداد کفار کی تعداد کا تیسرا حصہ تھی۔

---

① ابن ہشام' ۲: ۴۷ تا ۴۹ الرحیق' ص: ۳۵۸

② الرحیق المختوم' ص: ۴۱۶' ۴۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) عبداللہ بن ابی نے دراصل یہ کام ابوسفیان کے اعلان پر لبیک کہتے ہوئے کیا تھا۔ ابوسفیان نے جنگ شروع ہونے سے پیشتر ہی انصار کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ ہماری آپ لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں لہٰذا آپ لوگ درمیان سے نکل جائیں تو بہتر ہے۔ انصار ابوسفیان کے اس مکروفریب کو سمجھ گئے تھے۔ البتہ عبداللہ بن ابی کا مشن بھی چونکہ وہی تھا جو ابوسفیان کا تھا۔ لہٰذا عبداللہ بن ابی اپنے ساتھیوں کو واپس لے آیا اور اس نازک موقع پر مسلمانوں کو جو زیادہ سے زیادہ نقصان وہ پہنچا سکتا تھا۔ اس میں اس نے کوئی کمی نہیں کی۔

ہمارے اس خیال کی کہ عبداللہ بن ابی کا دلی تعلق اور لگاؤ پیغمبر اسلام سے زیادہ ابوسفیان سے وابستہ تھا' تائید اس بات سے بھی ہوجاتی ہے کہ اسی جنگ احد میں یہ افواہ اڑ گئی کہ محمد ﷺ شہید کر دیئے گئے اور مسلمانوں پر مایوسی کا عام طاری ہوگیا۔ تو ایسی حالت میں بعض مسلمانوں کو یہ خیال آیا کہ عبداللہ بن ابی کی وساطت سے ابوسفیان سے امان طلب کرلی جائے۔ اگرچہ اس بات کی ضرورت ہی پیش نہ آئی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے شہید ہونے کے افواہ ہی غلط تھی تاہم اس بات سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عبداللہ بن ابی کی اصلیت کو ٹھیک طور پر سمجھتے تھے۔ [1]

غزوہ بنو نضیر میں عبداللہ بن ابی کی یہود کو انگیخت: اس جنگ کا باعث یہ بات بنی تھی کہ یہود نے آپؐ پر چکی کا پاٹ گرا کر آپ کو ہلاک کرنے کی گھناؤنی سازش کی تھی۔ جس کی آپ کو بذریعہ وحی اطلاع ہوگئی اور آپ بال بال بچ گئے اور آتے ہی بنو نضیر کو الٹی میٹم دے دیا کہ دس دن کے اندر اندر مدینہ سے نکل جائیں بعد میں اگر کوئی شخص نظر آیا تو اسے قتل کردیا جائے گا۔

آپؐ کے اس اعلان کے مطابق یہود مدینہ سے نکلنے کی تیاریاں کرنے لگے تو یہ عبداللہ بن ابی ہی تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کے اعلان کے علی الرغم یہود کو سنبھالا دینے کی کوشش کی اور انہیں پیغام بھیجا کہ وہ اپنی جگہ پر برقرار رہیں۔ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ واقعہ چونکہ پہلے تفصیل سے "یہود" کے باب میں لکھا جاچکا ہے۔ لہٰذا تکرار کی ضرورت نہیں۔ قابل ذکر بات صرف یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی میں غداری کی عادت اتنی پختہ ہوچکی تھی کہ اپنے حلیف یہود سے مدد امداد کے پختہ وعدے کرنے کے باوجود وقت پڑنے پر دغا دے گیا۔

---

① مسلم' کتاب صفات المنافقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس دور کھڑا تماشا ہی دیکھتا رہا۔ دوسری طرف یہود کو مدد امداد کی شہ دے کر مسلمانوں کے مقابلے پر لا کھڑا کیا اور اس طرح مسلمانوں کو جتنا نقصان وہ پہنچا سکتا تھا۔ اس میں اس نے کچھ کمی نہیں کی۔

جنگ احزاب ۵ھ میں منافقوں کا کردار: اس غزوہ میں کفار کا دس ہزار کا جرار لشکر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے مدینہ پر چڑھ آیا تھا۔ مسلمانوں نے خندق کھود کر حتی الوسع اپنا دفاع کیا۔ خوراک کی اس قدر قلت تھی کہ فاقوں پر فاقے گزر رہے تھے جو مسلمان خندق کھود رہے تھے انہوں نے خوراک کی قلت اور محنت کی زیادتی کی وجہ سے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ ایسے حالات میں حی بن اخطب نے بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کو ورغلا کر اس کو بدعہدی پر مجبور کر دیا تھا۔ اب مسلمانوں کے لئے اندر اور باہر دشمن ہی دشمن تھے۔ ایسے مشکل وقت میں منافقین نے مسلمانوں ہی کو طعنے دینا شروع کر دیئے اور کہنے لگے۔ "تم تو ہمیں یہ بتلاتے تھے کہ ہمیں قیصر و کسریٰ کے خزانے ملیں گے اور یہاں یہ صورت حال ہے کہ رفع حاجت کو جانے میں بھی جان کی سلامتی نظر نہیں آتی" اکثر منافقین جنگ میں شمولیت سے فرار کے لئے مختلف بہانے سوچنے لگے۔ عام بہانہ یہ تھا کہ ان کے گھر دشمن کے سامنے کھلے پڑے ہیں لہٰذا ان کی حفاظت کے لئے انہیں واپس چلے جانے کی اجازت دی جائے اور آپؐ ایسے حالات میں بھی اپنی نرمی طبع کی وجہ سے انہیں رخصت دے دیتے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو آپؐ کا اس طرح عام اجازت دیتے جانا پسند نہ تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ ﴾ (۹:۴۳)

"اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے آپؐ نے انہیں رخصت کیوں دی؟"

غرض اس طرح بہت سے منافقین محاذ کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس آگئے۔ منافقین کا یہ ٹولہ طنز و استہزا، فرار اور مختلف حیلوں سے ایسے مشکل وقت میں مسلمانوں کے لشکر میں بددلی پیدا کر کے کفار کی مدد کر رہا تھا۔ اسی کیفیت کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ○ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴾

(۳۳:۱۲۔۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہہ رہے تھے کہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا تھا' وہ تو محض دھوکا تھا اور جب ان میں سے ایک فرقہ نے کہا: اے یثرب والو! تمہارے لئے ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہیں لہٰذا واپس چلو۔ اور ان کا ایک فریق نبی سے اجازت مانگ رہا تھا اور کہتا تھا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے۔ وہ لوگ تو محض فرار چاہتے تھے"

غزوہ بنو مصطلق میں منافقین کا کردار: غزوہ بنو مصطلق سیاسی لحاظ سے کوئی اتنا اہم غزوہ نہیں ہے۔ البتہ اس غزوہ میں دوران سفر دو واقعات ایسے پیش آئے۔ جنہوں نے اس غزوہ کو عام شہرت عطا کردی۔ یہ دونوں واقعات منافقین ہی کی شرپسندی کی وجہ سے مشہور ہوئے تھے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مدینہ میں عزت والا کون ہے اور ذلیل کون؟: اس غزوہ سے واپسی پر پانی لینے کے سلسلے میں ایک انصار اور ایک مہاجر میں کچھ جھگڑا ہوگیا۔ انصاری نے یا معشر الانصار کی صدا بلند کی اور مہاجرین نے یا معشر المهاجرین کی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ فوراً موقعہ پر پہنچ گئے اور فرمایا: "میری موجودگی میں یہ جاہلیت کی پکار! ایسی باتیں گندی ہیں۔ انہیں چھوڑ دو"

واقعہ تو بس اتنا ہی تھا۔ آپؐ یہ کہہ کر واپس چلے گئے اور معاملہ بھی رفع دفع ہوگیا۔ مگر عبداللہ بن ابی تو ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتا تھا اسے اپنے اندر کا بغض و عناد باہر نکالنے کا موقع ہاتھ آگیا۔ کہنے لگا!

"یہ لوگ ہمارے علاقہ میں آکر ہمارے ہی حریف بن گئے ہیں۔ ان پر تو وہ مثال صادق آتی ہے کہ کتے کو پال پوس کر موٹا کرو تاکہ وہ تمہیں ہی کھا جائے۔ بخدا مدینہ واپس جاکر ہمارا معزز ترین آدمی وہاں کے ذلیل ترین آدمی کو نکال باہر کرے گا" پھر کہنے لگا: "یہ مصیبت تمہاری اپنی ہی پیدا کردہ ہے۔ تم نے انہیں اپنے شہر میں اتارا' اپنے اموال بانٹ کردیئے۔ اب بھی اس کا یہی علاج ہے کہ ان لوگوں کو دینا بند کردو۔ یہ خود بخود ہی یہاں سے چلتے بنیں گے۔"

عبداللہ بن ابی کی اس مجلس میں زید بن ارقمؓ بھی موجود تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان باتوں کی خبر دی۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقین کو بلایا اور باز پرس کی تو منافقین کا یہ ٹولہ صاف مکر گیا اور قسم کھا کر ان باتوں سے انکار کر دیا۔ قسم کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو سچا سمجھ لیا۔ حضرت زید بن ارقم کو منافقین کی اس کذب بیانی سے سخت صدمہ ہوا کیونکہ اس طرح وہ خود جھوٹے ثابت ہو رہے تھے۔ وہ وہاں سے چلے آئے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت زیدؓ کو بلا کر خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کی تصدیق فرما دی۔ ①

سورہ منافقون نازل ہوئی جس میں یہ دونوں باتیں بالخصوص مذکور تھیں۔ ارشاد باری ہے:

(ا) ﴿ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ﴾ (۶۳:۷)

(۲) ﴿ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ﴾ (۶۳:۸)

"یہ منافقین ہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو تا آنکہ وہ تتر بتر ہو جائیں"

منافقین کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس ہوئے تو وہاں کا معزز ترین آدمی وہاں کے ذلیل ترین آدمی کو نکال باہر کرے گا۔"

جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے جرائم سے انکار کرنے کی اس منافق کو ایک سزا تو یہ ملی کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اس کے نفاق اور کذب کا بھانڈا پھوڑ دیا اور دوسری سزا یہ ملی کہ خود اس منافق کا بیٹا عبداللہ جو سچا مسلمان تھا' مدینہ کے دروازہ پر تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا اور اپنے باپ عبداللہ بن ابی کی راہ روک لی اور کہنے لگا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں تم مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ معزز ترین تو رسول اللہ ﷺ ہیں اور ذلیل ترین تم ہو" کچھ دیر بعد خود رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے جہاں بیٹا باپ کا رستہ روکے کھڑا تھا۔ آپؐ نے از راہ کرم عبداللہ بن ابی کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دی تو تب جا کر بیٹے نے باپ کا راستہ چھوڑا۔ ②

---

① بخاری' کتاب التفسیر سورۃ المنافقون

② الرحیق المختوم' ص: ۵۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی عرض کیا کہ اگر آپؐ میرے باپ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو مجھے فرمائیے میں اس کا سر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اور اگر اسے کسی اور نے قتل کیا تو مبادا میری رگ حمیت بھڑک اٹھے۔ ①

(۲) واقعہ اِفک: اسی غزوہ میں دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار کہیں گر گیا۔ جو انہوں نے اپنی بڑی بہن اسماء سے عاریتاً لیا تھا۔ آپ اسے ڈھونڈنے نکل کھڑی ہوئیں۔ جس کا کسی کو علم نہ ہوا۔ دریں اثنا قافلہ کی روانگی کا وقت آگیا۔ چار آدمیوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج اٹھایا اور اونٹ پر رکھ دیا۔ آپ چونکہ وزن میں ہلکی تھیں لہٰذا اٹھانے والوں کو یہ محسوس بھی نہ ہوا کہ ہودج خالی ہے۔ قافلہ آگے روانہ ہوگیا۔ بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پہنچیں تو سخت مایوس ہوگئیں۔ آپ اس خیال سے اسی مقام پر بیٹھی رہیں کہ جب بھی میری عدم موجودگی کا علم ہوگا تو مجھے اسی مقام پر ڈھونڈنے کو آئیں گے۔ تھکی ہوئی تو پہلے ہی تھیں۔ ذرا لیٹیں تو نیند نے غلبہ کر لیا۔ اتنے میں پیچھے سے صفوانؓ بن معطل اسلمی آئے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو پہچان گئے۔ کیونکہ آپ نے احکام حجاب کے نزول سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تھا۔ حضرت صفوان نے ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾ پڑھا۔ جس سے وہ جاگ اٹھیں۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بٹھلا دیا۔ وہ اس میں بیٹھ گئیں تو خود نکیل پکڑے آگے آگے چلنے لگے۔ تاآنکہ اگلے پڑاؤ تک آپ قافلہ سے مل گئے۔

یہ تھا وہ واقعہ جس سے رئیس المنافقین کو اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقعہ مل گیا اس نے اس واقعہ میں رنگ آمیزی کر کے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا دی۔ پھر اپنی مجلسوں میں اپنے ساتھیوں کے سامنے اس کا خوب خوب پروپیگنڈہ کرتا رہا۔ حضرت عائشہؓ کو کافی دیر بعد جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہیں اتنا صدمہ ہوا کہ بس صرف رونے دھونے ہی سے غرض رہ گئی۔ اتفاق کی بات کہ کچھ سادہ لوح مسلمان بھی عبداللہ بن ابی کے اس پروپیگنڈا کا شکار ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی اس پروپیگنڈہ کی وجہ سے مہینہ بھر شدید ذہنی کوفت میں مبتلا رہے۔ تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور نازل فرما کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف بری قرار

① ابن ہشام' ۲: ۲۹۰ تا ۲۹۲' بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۵۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا بلکہ مسلمانوں پر سرزنش بھی کی کہ انہوں نے یہ واقعہ سن کر اس عظیم بہتان کی تردید کیوں نہ کی۔ اسی سورہ میں تہمت تراشی کی حد بھی مقرر ہوئی جس کے تحت تین مسلمانوں----مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ ' حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اسی اسی (۸۰) درے لگائے گئے۔ ①

اور جو اس حادثہ کا اصل محرک اور سرغنہ تھا یعنی عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین' وہ پھر بھی سزا سے بچ گیا کیونکہ وہ مسلمان نہ تھا۔ منافق تھا۔ اور اللہ کو یہ منظور نہ تھا کہ وہ اسی دنیا میں پاک ہوکر آخرت کے عذاب سے بچ نکلے۔ دنیا میں اسے سزا ضرور ملی کہ وہ اس واقعہ اور نزول سورہ مذکورہ کے بعد اتنا رسوا ہوگیا کہ آئندہ کے لئے اس کا اعتماد اٹھ گیا۔ اس کی فطرت کی کمینگی سب پر عیاں ہوگئی۔ بعد ازاں جب کبھی بھی اس نے کوئی شوشہ چھوڑا تو خود اس کی قوم کے لوگ اس پر گرفت کرنے لگتے اور اسے سخت سست کہہ کر خاموش کرا دیتے۔

<u>غزوہ خیبر محرم ۷ھ اور منافقین:</u> اگرچہ اس غزوہ میں منافقین کا کوئی نمایاں کردار سامنے نہیں آیا' تاہم وہ بالکل خاموش نہیں بیٹھے جب مسلمان خیبر پر حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے تو عبداللہ بن ابی نے یہود کو پیشگی اطلاع دے کر انہیں چوکنا رہنے کی ہدایت کی اور اس کی ڈھارس بھی بندھائی کہ دیکھو ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ تمہاری نسبت مسلمانوں کی تعداد بھی بہت کم ہے اور ہتھیار بھی بہت تھوڑے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کا جنگی راز افشا کرکے عبداللہ بن ابی نے یہود سے اپنے دلی لگاؤ کا حق ادا کیا۔

<u>جنگ تبوک ۹ھ:</u> جوں جوں سلطنت اسلامی میں توسیع ہو رہی تھی۔ بیرونی طاقتیں اپنے لئے اسے ایک خطرہ محسوس کر رہی تھیں۔ جنگ موتہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ غسانی خاندان جو شام میں رومیوں کے زیر اثر حکومت کر رہا تھا' مذہباً عیسائی تھا۔ قیصر روم نے اسے اسلامی سلطنت سے نبٹنے کا حکم دیا۔ مدینہ کے مشرکین میں سے ایک شخص ابوعامر نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ اس نے منافقین سے کہا تم سامان کرو۔ میں قیصر روم کے پاس جاکر وہاں سے فوجیں لاتا ہوں کہ اس ملک کو اسلام سے پاک کروں۔ ②

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ بنی المصطلق باب حدیث الافک

② ابن جریر' ج: ۳' ص: ۹۱' بحوالہ سیرت النبی' ج: ۱' ص: ۵۸۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک افواہ کے مطابق غسانی ایک لاکھ کے لشکر جرار کے ساتھ مدینے پر حملے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ للذا آپ نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی اعانت طلب کی۔ صحابہ کرام میں سے کیا امیر' کیا غریب' سب نے حسب استطاعت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اسی موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سو سو کر کے تین بار میں تین سو اونٹ معہ ساز و سامان دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا پورا اثاث البیت اور نقدی نصف نصف بانٹ کر لے آئے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاں سے سب کچھ ہی لاکر حاضر خدمت کر دیا۔ ایک غریب ابو عقیل صحابی نے رات بھر پانی کھینچا جس کی اجرت اسے ایک صاع کھجور ملی۔ اس اجرت میں سے وہ نصف صاع بطور چندہ لے آیا۔ آپ کو اس کے اس طرح چندہ دینے کی بہت خوشی ہوئی اور اس کی حوصلہ افزائی یوں فرمائی کہ اس صاع کھجور کو چندہ کی جمع شدہ اشیاء کے ڈھیر کے اوپر بکھیر دیا اور اسے دعا دی۔ [1]

اس موقعہ پر منافقین کا کردار یہ تھا کہ کوئی چندہ دینے والا ان کے الزامات اور طنز و استہزاء سے بچ نہ سکا جس نے زیادہ چندہ دیا اس پر ریاکاری کا الزام لگایا اور جس نے کم دیا اسے یوں کہا کہ وہ کون سی ضرورت تھی جو اس رقم کے بغیر رکی ہوئی تھی [2] ان کی اسی صورت حال کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (۷۹:۹)

"جو مسلمان دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور جو اپنی مشقت کی کمائی کے علاوہ کوئی چیز بھی چندہ دینے کے لئے نہیں پاتے تو جو لوگ انہیں ملزم گردانتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے"

اس موقعہ پر ان منافقین کا دوسرا کام جہاد پر نکلنے والوں کی حوصلہ شکنی کرنا تھا۔ یہ لوگ سویلم نامی ایک یہودی کے مکان پر اس غرض سے جمع ہوئے کہ جہاد پر جانے والوں کی حوصلہ شکنی کریں۔ وہ مجاہدین سے کہتے:

﴿ لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ﴾ (۸۲/۹)

---

① الرحیق المختوم' ۶۸۴' ۶۸۵

② بخاری کتاب التفسیر زیر آیت متعلقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اتنے شدید گرم موسم میں جہاد پر نہ نکلو۔ آپ کہہ دیجئے جہنم کی گرمی اس سے کہیں سخت تر ہے"

مسجد ضرار کی تعمیر: منافقین اپنے ناپاک عزائم پر صلاح و مشورہ کے لئے ایک مستقل قرار گاہ چاہتے تھے۔ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ ان کی یہ قرار گاہ مشتبہ بھی نہ ہونی چاہئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے ایک مسجد تعمیر کی اور اس کی وجہ یہ بتلاتے تھے کہ جو لوگ ضعف یا کسی اور عذر کی وجہ سے مسجد نبوی تک نہ پہنچ سکیں وہ یہاں نماز ادا کر لیا کریں۔ آپ تبوک کی طرف جانے کو تیار بیٹھے تھے یہ مسجد مکمل ہو گئی۔ منافقین آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک الگ مسجد تیار کی ہے۔ آپ چل کر افتتاح کے طور پر وہاں نماز پڑھا دیں تو یہ بات ہمارے لئے بہت بابرکت ہوگی۔ آپؐ نے جواب دیا: میں اس وقت تو مہم پر جارہا ہوں' وہاں سے واپس آکر پڑھا دوں گا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات نازل فرما کر منافقین کے مکروہ عزائم کا پردہ چاک کر دیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ﴾ (۹:۱۰۷)

"اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد کو ضرر پہنچانے اپنے کفر کرنے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے تعمیر کیا اور اس لئے بھی کہ وہ مسجد اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے لئے پناہ گاہ کا کام دے اور اس بات پر قسمیں اٹھاتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر سے ان کا ارادہ بھلائی کے سوا کچھ نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ اے محمد! تم کبھی بھی اس مسجد میں نماز کے لئے کھڑا نہ ہونا"

چنانچہ ان آیات کے نزول کے بعد اور تبوک سے واپس آکر آپؐ نے مالک اور معن بن عدی کو حکم دیا کہ وہ جاکر اس مسجد کو آگ لگا دیں[1] اس طرح منافقین کا یہ منصوبہ بھی خاک میں مل گیا۔

منافقین کی آپؐ کو قتل کرنے کی ناپاک سازش: غزوہ تبوک سے واپسی کے دوران

① الرحیق المختوم' ص:۶۸۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقین کی ایک جماعت نے' جو بعد میں اہل عقبہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ نبی ﷺ کو ہلاک کرنے پر اتفاق کر لیا تھا۔ پروگرام یہ تھا کہ رات کے وقت پہاڑی کے دشوار گزار راستوں پر چلتے چلاتے عقبہ کی جگہ میں آپ کو لشکر سے آگے لے جا کر اچانک آپؐ پر حملہ کر دیں اور آپ کو سواری سے اٹھا کر نیچے گھاٹی میں پھینک کر ہلاک کر دیں اور اس واقعہ کی کسی کو خبر بھی نہ ہو۔ جب آپؐ اس گھاٹی پر پہنچے تو اللہ نے آپؐ کو بذریعہ وحی مطلع فرما دیا۔ اس وقت آپؐ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ سارے لشکر میں منادی کر دے کہ کوئی شخص عقبہ کی طرف نہ آئے بلکہ بطن وادی کی طرف سے جائے جو آسان اور کھلا راستہ ہے۔ اس وقت آپ گھاٹی میں داخل ہو چکے تھے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آپؐ کی اونٹنی کو آگے سے پکڑے ہوئے تھے اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ سب مسلمانوں نے بطن وادی کی راہ لی۔ مگر منافقین آپکے حکم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ناپاک ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے درپے تھے۔ اچانک چار منافقین اپنے چہروں پر نقاب پہنے آپؐ تک پہنچ گئے۔ اس بات کی بھی نبیؐ کو اطلاع ہو گئی۔ آپؐ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ منافقین کی سواریوں کے چہروں پر کاری ضربیں لگائیں۔ چنانچہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال سے ان کی سواریوں کے چہروں پر زوردار حملے کئے ساتھ ہی یہ کہتے جاتے تھے۔ "اللہ کے دشمنو! دور ہو جاؤ' حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس پکار سے منافقوں کو پتہ چل گیا کہ نبی ﷺ کو ان کے ارادے کی خبر ہو چکی ہے۔ لہٰذا وہ جلدی سے بطن وادی میں جا ملے۔ آپؐ نے ان منافقوں کے اور ان کے باپوں تک کے نام حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بتلا دیئے تھے۔ اور یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ان کے نام دوسرے مسلمانوں کو نہ بتلائیں۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ ان تمام منافقوں کو پہچانتے بھی تھے۔ مگر نبی ﷺ کا یہ راز افشا نہ کرتے تھے۔ اسی لئے آپ کو رازدان رسولؐ کہا جاتا ہے۔ صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث اس واقعہ پر پوری روشنی ڈالتی ہے۔

"ایک دفعہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عقبہ والوں میں سے ایک شخص کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ اس شخص نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ عقبہ والے کتنے تھے؟" لوگوں نے کہا کہ جب وہ پوچھتا ہے تو بتلا دیجئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: "ہمیں خبر دی گئی ہے کہ وہ چودہ تھے اور اگر تو بھی ان میں شامل تھا تو پندرہ تھے اور میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ ان میں سے بارہ منافق تو دنیا اور آخرت میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمن ہیں۔ باقی رہے تین تو انہوں نے عذر کیا تھا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کی آواز نہیں سنی تھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نہ ہمیں یہ معلوم ہو سکا کہ ان لوگوں کا ارادہ کیا تھا"[1]

عبداللہ بن ابی کی وفات : غزوہ تبوک سے اسلامی لشکر کی واپسی کے بعد جلد ہی عبداللہ بن ابی کا انتقال ہو گیا۔ وہ مسلمانوں کے خلاف اپنے تمام ناپاک عزائم میں ناکامی کی حسرتیں دل میں لئے ہوئے عالم جاودانی میں جا پہنچا۔ رئیس المنافقین کی موت سے باقی منافقوں کی سرگرمیاں بھی بہت حد تک ماند پڑ گئیں۔

عبداللہ بن ابی نے زندگی بھر آپ کو اذیت پہنچائی بالخصوص جب اس نے ﴿ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ﴾ کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی بات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عبداللہ بن ابی کے قتل کی اجازت بھی مانگی تھی۔ اس وقت بھی آپ نے اسے معاف کر دیا اور کہہ دیا کہ "کافر لوگ کیا کہیں گے کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کرنے لگا ہے۔[2]

آپ کی ذات پر عبداللہ بن ابی کا دوسرا حملہ افک کی صورت میں تھا جس کی وجہ سے آپ نے پورا ایک ماہ بے چینی اور بے قراری کے عالم میں گزارا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم واغلظ علیھم کے باوجود آپ نے اپنی نرمی طبع کی بنا پر عبداللہ بن ابی کا یہ قصور بھی معاف فرما دیا' نہ ہی اس پر حد قذف لگائی گئی۔

پھر جب وہ مر گیا تو آپ اپنے سارے دکھ درد بھول گئے۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد آپ نے اپنے جانی دشمنوں کی ایذاؤں کو بھلا کر انہیں معاف فرما دیا تھا۔ اس کی موت پر اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جو سچے مسلمان تھے۔ آپ کے پاس آ کر باپ کے کفن کے لئے آپ سے آپ کا کرتا مانگا۔ آپ نے اپنا کرتہ اتار کر اسے[3] دے دیا اور یہ غالباً اس چیز کا بدلہ تھا کہ اساریٰ بدر میں آپ کے چچا حضرت عباس ننگے تھے۔ وہ لمبے قد کے تھے اور عام آدمیوں کا کرتا انہیں پورا نہ آتا تھا۔ ان کے لئے آپ نے عبداللہ بن ابی سے' جو لمبے قد کا تھا' کا کرتا مانگا تو اس نے دے دیا تھا۔

منافقوں پر نماز جنازہ کی ممانعت : عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ نے آپ سے نماز

---

① مسلم' کتاب صفات المنافقین

② بخاری' کتاب التفسیر سورہ منافقون باب یقولون لئن رجعنا

③ بخاری' کتاب اللباس' باب لبس القمیص نیز مسلم کتاب صفات المنافقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازہ پڑھانے کی بھی التجا کی آپؐ اس کام پر بھی تیار مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کا دامن پکڑ لیا اور کہا [1] "آپ اس شخص کا جنازہ پڑھاتے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اگر آپ ستر بار بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کریں تو بھی اللہ انہیں کبھی نہ بخشے گا۔" اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا: "میں ستر بار سے زیادہ بھی دعائے مغفرت کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات نازل فرما کر قطعی طور پر منافقین کے نماز جنازہ پڑھانے اور ان کی قبروں پر دعائے مغفرت کی غرض سے کھڑا ہونے سے منع فرما دیا۔ ارشاد باری ہے:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ﴾ (۹:۸۴)

"منافقوں میں سے اگر کوئی مرجائے تو نہ تو کبھی اس کی نماز جنازہ پڑھیو اور نہ ہی دعائے مغفرت کے لئے اس کی قبر پر کھڑے ہوں"

ان تصریحات سے اتنا تو معلوم ہو جاتا ہے کہ منافقین کی بخشش کی کوئی صورت نہیں وہ یقیناً جہنم واصل ہوں گے اور ایک دوسری آیت:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ﴾ (۴:۱۴۵)

"منافقین بلاشبہ جہنم کے سب سے نچلے حصہ میں ہوں گے' کے مطابق ایسے لوگوں کو سب سے زیادہ سخت عذاب دیا جائے گا"

عبداللہ بن ابی کی وفات کے بعد اگرچہ منافقین کا وقتی طور پر زور ٹوٹ گیا مگر یہ طبقہ ختم کبھی نہیں ہوا۔ آپؐ کی وفات پر منافقین ہی مرتدین کے روپ میں ظاہر ہوئے۔ پھر ان لوگوں نے عبداللہ بن سبا یہودی کا بھی ساتھ دیا۔ یہی سبائی جماعت بالآخر خون عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے دور کی جنگوں کا باعث بنی اور اسلام اور مسلمانوں کو کمزور کرتی رہی۔ اب یہ لوگ مختلف روپوں میں کھل کر نام بدل بدل کر سامنے آنے لگے تھے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان' جو راز دان رسول تھے اور دور نبوی کے منافقین کو خوب پہچانتے بھی تھے' نے فرمایا تھا کہ "اس دور کے منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافقین سے زیادہ بڑے ہیں۔ وہ اپنا نفاق چھپاتے تھے اور یہ ظاہر کرتے تھے" [2]

---

① بخاری' کتاب التفسیر سورہ توبہ مسلم باب فضائل عمرؓ کتاب صفات المنافقین

② بخاری' کتاب الفتن بحوالہ تاریخ الاسلام والمسلمین ص ۳۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۴

۴۔ اَعراب یا بدوی قبائل

رسول دشمنی میں چوتھا نمبر بدوی قبائل کا ہے۔ یہ لوگ تعلیم سے ناآشنا' اجڈ اور بد تمیز تھے۔ پنجابی زبان کا لفظ "کب" یا "کبا" ان کی اس خصلت کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ ان کا مذہب "عوامی مذہب" تھا اور چونکہ اہل عرب کی اکثریت مشرک تھی لہٰذا یہ بھی مشرک ہی تھے۔ جہالت اور اجڈپن نے ان میں ایک اور خصلت یہ پیدا کردی تھی کہ وہ اپنے آبائی مذہب یعنی شرک پر اس قدر سختی سے مصر تھے کہ کوئی ہدایت کی بات وہ سننا تک بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ ان کی اسی خصلت کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﴾ (۹:۹۷)

"دیہاتی لوگ کفر و نفاق میں نہایت سخت ہیں اور اسی لائق ہیں کہ جو احکام شریعت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمائے ہیں۔ انہیں سمجھ ہی نہ سکیں"

مکی دور میں آپؐ حج کے زمانہ میں باہر سے آئے ہوئے دیہاتی قبائل کے پاس تبلیغ کے لئے جایا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں عرب میں تین مشہور میلے بھی لگتے تھے: عکاظ' مجنۃ اور ذوالمجاز۔ ان میلوں کے موقع پر بھی دیہاتی قبائل وہاں اکٹھے ہوجاتے تھے۔ آپؐ ایسے مواقع کبھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے فرداً فرداً تمام قبائل سے ملتے تھے۔ جن قبائل میں آپؐ نے اس طرح اسلام پہنچایا ان کے نام یہ ہیں:

بنو عامر' محارب' فزارہ' غسان' مرۃ' حنیفہ' سلیم' عبس' بنو نضر' کندہ' کلب' حارث بن کعب' عذرہ' غطفان' لیکن جہاں بھی آپؐ تشریف لے جاتے ابولہب بھی آپ کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ جاتا اور کہتا کہ: یہ دشمن اپنے دین سے پھر گیا ہے اور جھوٹا ہے" یہ لوگ رسول اللہؐ کی دعوت سے زیادہ ابولہب کی بات پر توجہ دیتے کیونکہ وہی ان کے اپنے دل کی بھی آواز تھی۔ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنوں یہ قبائل آپ کی کچھ زیادہ مخالفت بھی نہ کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شخص سے نپٹنا اس کے اپنے قبیلے قریش کا کام ہے۔ چنانچہ ان قبائل میں سے فتح مکہ تک بھی بعض لوگ ایسے موجود رہے ہیں جو صرف اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ پھر اس کے بعد --- چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی --- کے اصول پر عمل پیرا ہونے کو ہی غنیمت سمجھتے تھے۔

معاہد قبائل: مگر مدینہ میں صورت حال بالکل مختلف تھی۔ یہاں مسلمانوں کی ایک باقاعدہ حکومت کی داغ بیل پڑ رہی تھی جس کے اصول زندگی قبائل کے اصول زندگی سے یکسر مختلف تھے۔ للہذا اگر ایک طرف مدینہ کے اردگرد کے قبائل کو اس حکومت سے خطرہ تھا تو دوسری طرف اسلامی ریاست بھی ان قبائل کے حملوں سے محفوظ و مامون نہ تھی۔ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے جن شرائط پر یہود سے معاہدہ کیا تھا' انہی شرائط پر اردگرد کے درج ذیل قبائل کو بھی معاہدہ کرنے کی دعوت دی تھی:

بنو عوف' بنو حارث' بنو ساعدہ' بنو نجار' بنو عمرو بن عوف' بنو اوس' بنو ثعلبہ' بنو شطیبہ

ان کے بعد ۲ھ میں بنو مدلج اور ان کے قبیلہ بنو ضمرہ سے عدم جنگ کا معاہدہ کیا ان کے علاوہ بہت سے قبیلے کبھی اکیلے اکیلے اور کبھی قریش یا یہود کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف یورشیں کرتے رہتے تھے۔ جوابی طور پر آپؐ بھی ایسے قبائل کی سرکوبی کے لئے چھوٹے چھوٹے فوجی دستے بھیجتے رہے۔ ایسی مہمات میں سے چند قابل ذکر واقعات زمانی ترتیب سے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ بنو اسد

سریہ ابی سلمہ محرم ۴ھ: جنگ احد میں مسلمانوں کی ہوا کسی حد تک اکھڑ گئی تھی۔ للہذا دبکے ہوئے قبائل سر اٹھانے لگے۔ سب سے پہلے بنو اسد بن خزیمہ کے متعلق اطلاع ملی کہ خویلد کے دو لڑکے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کر رہے تھے۔ یہ اطلاع ملتے ہی آپؐ نے ڈیڑھ سو مجاہدین کا ایک دستہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں روانہ فرمایا۔ اسے دیکھتے ہی یہ لوگ تتر بتر ہو گئے۔[1]

[1] الرحیق المختوم' ۴۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ہذیل

خالد بن سفیان ہذلی کی یورش، محرم ۴ھ : انہیں دنوں قبیلہ ہذیل کو بھی مدینہ پر چڑھائی کا سودا سمایا۔ آپؐ نے عبداللہ بن انیس کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ جنہوں نے اس قبیلہ کے سردار خالد بن سفیان کا سر لے کر آپؐ کی خدمت میں پیش کیا۔

۳۔ عضل اور قارہ

عضل اور قارہ کی غداری واقعہ رجیع، صفر ۴ھ : صفر ۴ھ قبائل عضل اور قارہ کے کچھ لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ ہمارے ہاں اسلام کا چرچا ہے۔ للذا آپؐ تبلیغ کے لئے کچھ آدمی ہمارے ساتھ بھیج دیجئے۔ آپؐ نے حضرت عاصم بن ثابت کی سرکردگی میں دس قاریوں کو ان کے ہمراہ کردیا۔ جب یہ قافلہ رجیع نامی چشمہ پر پہنچا تو عضل اور قارہ کے آدمیوں نے فریب سے قبیلہ بنو ہذیل کی شاخ بنو لحیان کے ایک سو تیرا انداز ان کے پیچھے لگا دیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے ایک ٹیلے میں پناہ لے لی۔ کفار نے ان کا محاصرہ کرلیا اور کہا: تمہارے لئے امان کا عہد ہے۔ لیکن حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو ان کی نیت کا پتہ چل گیا۔ للذا انہوں نے پناہ میں آنے کے بجائے لڑ کر جان دے دینے کو ترجیح دی۔ اس طرح آٹھ صحابہ شہید ہوگئے۔ اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرکے کفار لے گئے اور وہاں بیچ دیا۔ حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ نے خرید کر اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے شہید کردیا۔ جو جنگ بدر میں مارا گیا تھا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو عقبہ بن حارث نے خرید کر شہید کیا کیونکہ جنگ بدر میں عقبہ کے باپ کو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ [1] قتل کے بعد حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکا دیا گیا اور نگرانی کے لئے آدمی مقرر کردیئے۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری آئے اور رات کے وقت نگرانی کرنے والوں کو جھانسہ دے کر لاش اٹھا لے گئے۔ [2]

---

① بخاری، کتاب المغازی، ابواب غزوۃ بدر و باب غزوۃ الرجیع

② الرحیق المختوم، ص: ۴۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے بھی جنگ بدر میں کافروں کے ایک بڑے سردار کو مارا تھا۔ لہٰذا کفار اس بات کے درپے تھے کہ ان کی لاش کی بے حرمتی کرکے اپنا دکھ مٹائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کو لاش کی حفاظت کے لئے بھیج دیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ کسی مشرک کو نہ چھوئیں گے اور کوئی مشرک انہیں بھی نہ چھوئے۔ چنانچہ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن بندے کی حفاظت اس کی موت کے بعد بھی کرتا ہے جیسے کہ اس کی زندگی میں کرتا ہے" [1]

بنو لحیان کی گوشمالی' (ربیع الاول ۶ھ): جنگ احزاب سے فراغت کے بعد ہی مسلمانوں کو ایسا موقعہ ہاتھ آیا کہ جن قبائل نے مسلمانوں سے غداری کی تھی۔ ان کی گوشمالی کرسکیں۔ چنانچہ واقعہ رجیع کے قاتل بنو لحیان کی گوشمالی کے لئے آپؐ خود ربیع الاول ۶ھ میں دو سو مجاہدین کے ساتھ اس وادی میں پہنچ گئے جہاں انہوں نے دس قاریوں میں سے آٹھ کو غداری سے شہید اور دو کو گرفتار کرلیا تھا۔ بنو لحیان کو جب آپؐ کی آمد کی خبر ہوئی تو پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف نکل بھاگے۔ آپؐ نے دو دن وہاں قیام فرمایا اور ان لوگوں کی تلاش جاری رکھی۔ مگر ان کا کوئی آدمی گرفتار نہ ہوسکا۔ البتہ بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آگیا۔ [2]

۴۔ رعل اور ذکوان

واقعہ بئر معونہ' صفر ۴ھ: رجیع اور بئر معونہ کے دونوں واقعات صفر ۴ھ میں پیش آئے۔ بئر معونہ والا واقعہ یوں ہوا کہ عامر بن مالک مدینہ آیا تو آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کچھ امید دلائی۔ لیکن پوری طرح اسلام قبول نہ کیا اور کہنے لگا: "اگر آپؐ اہل نجد کے ہاں اپنے مبلغ بھیجیں تو مجھے توقع ہے کہ وہ اسلام لے آئیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: "مجھے ان لوگوں سے خطرہ ہے۔" عامر کہنے لگا' یہ لوگ میری پناہ میں ہوں گے" چنانچہ آپؐ نے منذر بن عمرو کی قیادت میں ستر قاری اس کے ہمراہ کردیئے۔ جب یہ حضرات معونہ کے کنوئیں پر پہنچے تو صحابہ کرام نے حرام بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کا خط دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ جس نے

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ الرجیع مسلم کتاب الامارہ باب فضل اعانۃ الغازی

② ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خط کو دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور ایک آدمی کو اشارہ کردیا۔ جس نے پیچھے سے نیزہ مار کر حضرت حرام رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ اپنا رستا ہوا خون اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملتے ہوئے کہنے لگے۔ فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ [1] (کعبہ کے رب کی قسم! میں مراد کو پہنچ گیا)

اب عامر بن طفیل نے اپنے قبیلہ کو پکارا۔ لیکن انہوں نے عامر بن مالک کی پناہ کی وجہ سے اس کی بات پر کان نہ دھرے۔ پھر اس نے بنو سلیم کو پکارا۔ بنو سلیم کے تین ذیلی قبیلوں عصیہ' رعل اور ذکوان نے جھٹ موقعہ پر پہنچ کر صحابہ کرام کا محاصرہ کرلیا اور باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی۔ اس لڑائی میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید کردیئے گئے۔ صرف ایک عمرو بن امیہ بچے جو قید کرلئے گئے۔ عامر بن طفیل کو جب معلوم ہوا کہ ان کا تعلق قبیلہ مضر سے ہے تو اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کی خاطر ان کی پیشانی کے بال کاٹ کر اپنی طرف سے آزاد کردیا۔

عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ مدینہ روانہ ہوئے۔ راہ میں ان کا داؤ لگا تو بنو کلاب کے دو آدمیوں کو دشمن سمجھ کر قتل کردیا۔ حالانکہ وہ مسلمانوں کے معاہد تھے۔ آپؐ کو جب معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔ ان دونوں کی مجھے لازماً دیت ادا کرنا پڑے گی۔ اس کی تفصیل پہلے یہود کے باب میں گزر چکی ہے۔

اس حادثہ میں اتنے ہی مسلمان شہید ہوئے جتنے جنگ احد میں شہید ہوئے تھے اور یہ صدمہ اس لحاظ سے زیادہ شدید تھا کہ ایک تو یہ ستر قاری چوٹی کے عالم اور اصحاب صفہ کا نچوڑ تھے دوسرے یہ کہ یہ میدان جنگ میں نہیں بلکہ کفار کی شرمناک غداری کی وجہ سے شہید ہوئے تھے۔ آپؐ کو ان قاریوں کی شہادت سے اتنا صدمہ پہنچا کہ مہینہ بھر صبح کی نماز میں ان کے لئے بددعا فرماتے رہے۔ چنانچہ عامر بن طفیل طاعون میں مبتلا ہوا اور کہنے لگا: یہ تو اونٹ کے غدود کی طرح کا غدود ہے۔ میرا گھوڑا لاؤ" (شاید وہ بغرض علاج کہیں جانا چاہتا تھا) وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور کسی منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی گھوڑے کی پشت پر ہی مرگیا۔ [2]

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ رجیع ورعل و ذکوان و بئر معونۃ

② ایضاً

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ بنو مصطلق

غزوہ بنو مصطلق ۵ھ : رجیع اور معونہ کے واقعات نے قبائلیوں کے حوصلے بڑھا دیئے۔ ان واقعات کے بعد ۵ھ میں آپ کو یہ اطلاع ملی کہ قبیلہ بنو مصطلق کا سردار حارث بن ابی فرار کچھ دوسرے عرب قبائل کو ساتھ ملا کر مدینہ پر چڑھائی کے لئے آرہا ہے اس نے اسلامی لشکر کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک جاسوس بھی بھیجا۔ جسے مسلمانوں نے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خود اس قبیلہ کی سرکوبی کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور مریسیع کے چشمہ پر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ حارث کا لشکر بھی اس مقام پر آگیا اس غزوہ میں باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی۔ آپؐ نے چھاپہ مار کر کفار کو گرفتار کر لیا اور مال مویشی پر قبضہ کر لیا۔ ان کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ بھی گرفتار [1] ہوگئی اور حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی۔ ثابت نے اسے مکاتب بنا لیا۔ آپؐ نے یہ رقم ادا کر کے ان سے شادی کر لی۔ [2]

اس غزوہ میں منافقین بھی کافی تعداد میں شامل ہوگئے تھے۔ ان کی خباثتوں کا ذکر ''منافقین'' کے باب میں گزر چکا ہے۔

۶۔ غطفان

یہ قبیلہ مدینہ سے مشرق کی طرف آباد تھا یہ لوگ بہادر تھے۔ ڈاکہ زنی ان کا پیشہ تھا۔ یہ انتہا درجہ کا لالچی قبیلہ تھا اور ان کا سنہری اصول زندگی صرف پیسہ کا حصول تھا۔ جدھر زیادہ مالی منفعت نظر آئے اسی سے مل جاتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر یہود کا ساتھ دیتے رہے۔

جنگ احزاب ۵ھ : جنگ میں بدوی قبائل میں سے حصہ لینے والوں میں غطفان کا نام سرفہرست آتا ہے۔ یہودیوں کا بیس آدمیوں کا وفد قریش کے بعد ان ہی کے ہاں گیا تھا تاکہ ان کو بھی جنگ احزاب میں شامل کر سکیں۔ جب اس جنگ میں بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب نے بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کو بھی مجبور کر کے عہد شکنی کا مرتکب بنا لیا اور بنو قریظہ

---

① مسلم' کتاب الجہاد' باب جواز الاغارۃ

② ابو داؤد' کتاب العتاق' باب فی بیع المکاتب بحوالہ سیرت النبیؐ ص: ۴۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مسلمانوں کے خلاف علی الاعلان جنگ میں شریک ہو گئے۔ تو اس بات کا رسول اللہ ﷺ کو انتہائی صدمہ ہوا تھا اور آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ غطفان کو لالچ دے کر اسے اتحادیوں سے منقطع کر دیا جائے۔ (اس واقعہ کی تفصیل "یہود" کے باب میں گزر چکی ہے)

غزوہ خیبر، محرم ۷ھ: غزوہ خیبر کے موقعہ پر یہود نے خیبر کی پیداوار کا نصف دینے کی شرط پر غطفان کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس گٹھ جوڑ کو ختم کرنے کا حل یہ سوچا کہ رجیع کے مقام پر اسلامی لشکر کی چھاؤنی قائم کر کے یہود اور غطفان کے درمیان رسل و رسائل کے سلسلہ کو منقطع کر دیا۔ غطفان کو جب اس بات کا علم ہوا کہ وہ یہود کی مدد کے لئے خیبر چلے جائیں۔ تو ان کے گھر غیر محفوظ اور مسلمانوں کی زد میں آجاتے ہیں تو انہیں مجبوراً یہود کی امداد سے دست بردار ہونا پڑا۔

ذو قرد کا ڈاکہ: ذو قرد ایک مقام کا نام ہے جہاں بیت المال کی صدقہ کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ نبی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کسی سفر سے واپس آرہے تھے۔ ابھی مدینہ پہنچ کر سامان بھی نہ اتارا تھا کہ انہیں ذو قرد پر غطفانیوں کے ڈاکہ کی خبر ملی ایک شخص عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام نے بتلایا کہ بیت المال کی اونٹنیاں غطفانیوں نے لوٹ لی ہیں۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے تیر انداز تھے۔ وہ اکیلے ہی انکے تعاقب میں چڑھ دوڑے اور تیر مار مار کر ان لٹیروں کو پہاڑ کے ایک تنگ راستہ میں گھسنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت سلمہؓ پہاڑ پر چڑھ گئے اور اوپر سے ان لوگوں پر پتھر برسانے لگے آخر ان لوگوں نے اونٹنیوں کو چھوڑ دیا۔ سلمہؓ نے پھر بھی انکا پیچھا نہ چھوڑا۔ پھر ان لوگوں نے اپنے آپکو ہلکا کرنے کیلئے تیس چادریں اور تیس نیزے بھی پھینک دیئے اتنے میں خود نبی ﷺ چند صحابہ کے ہمراہ وہاں پہنچ گئے۔ مگر حضرت سلمہؓ اکیلے ہی ان کے پیچھے چڑھے رہے۔ شام کے وقت وہ ایک چشمہ پر پہنچے۔ وہ سخت پیاسے تھے مگر سلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پانی بھی نہ پینے دیا۔ پھر نبی ﷺ سے کہنے لگے۔ اگر آپؐ سو آدمی مجھے دے دیں تو میں ان سب لٹیروں کو مار ڈالوں گا۔ آپؐ نے فرمایا: تم اپنی چیزیں لے چکے۔ اب رہنے بھی دو" چنانچہ نبی ﷺ نے انہیں غنیمت میں سے دوگنا حصہ دیا اور حوصلہ افزائی کے طور پر انہیں اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کر کے مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ [1]

---

① بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذات القرد نیز مسلم، کتاب الجہاد، باب غزوۃ ذو قرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ عکل اور عرینہ

<u>عکل اور عرینہ کی ڈاکہ زنی:</u> عکل اور عرینہ کے آٹھ آدمی مدینہ آئے اور اسلام قبول کیا۔ انہیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی اور وہ بیمار ہوگئے اور کہنے لگے ہماری خوراک ہی اونٹوں کا دودھ ہے۔ دودھ وافر مقدار میں ملے تو تب ہی بیماری دور ہوسکتی ہے۔ آپ نے ان کو وہاں بھیج دیا جہاں بیت المال کے اونٹ چرا کرتے تھے اور انہیں اونٹوں کا دودھ اور بول پینے کی ہدایت کی۔ انہیں یہ علاج خوب راس آیا اور وہ چند ہی دنوں میں تندرست اور خوب موٹے تازے ہوگئے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کی نیت میں فتور آگیا۔ لالچ نے انہیں اندھا کردیا اور مرتد ہوگئے چرواہے کو اذیتیں پہنچا پہنچا کر مار ڈالا اور خود تمام اونٹ لوٹ کر انہیں ہانک کر چلتے بنے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے کرز بن جابر فہری کی قیادت میں بیس سواروں کا ایک دستہ ان کے تعاقب کے لئے بھیجا۔ ابھی سورج بھی نہ چڑھا تھا کہ وہ گرفتار کرکے لائے گئے۔ آپؐ نے انہیں بالکل اسی طرح اذیتیں دے دے کر ہلاک کیا جس طرح انہوں نے چرواہے کو مارا تھا۔ ①

۸۔ فزارہ

<u>جنگ فزارہ' ۵ھ:</u> اس قبیلہ کی سرکوبی کے لئے آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے بہت سے کافروں کو قتل کیا اور بہت سے گرفتار ہوئے۔ ان قیدیوں میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تھی۔ جسے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حسن کارکردگی کی بنا پر حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع کو دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ لڑکی مجھے دے دو۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے وہ لڑکی آپؐ کے حوالہ کردی۔ آپؐ نے وہ لڑکی مکہ والوں کے پاس بھیج دی اور اس کے عوض کئی مسلمانوں کو چھڑا لیا۔ ②

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب قصة عكل وعرينة

② مسلم' کتاب الجہاد' باب التنفيل .....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ غسان

غسان شام اور عرب کی سرحد پر ایک عربی قبیلہ تھا۔ جس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ یہ قبیلہ قیصر روم کے ماتحت اور شام کی سرحد کی حفاظت پر مامور تھا۔

جنگ موتہ' جمادی الاول ۸ھ : صلح حدیبیہ کے بعد آپؐ نے مختلف بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط لکھے تھے۔ آپؐ نے جو خط قیصر روم کے نام لکھا وہ آپؐ نے حضرت حارث بن عمیر ازدی کے حوالہ کیا تاکہ وہ اس علاقہ کے حکمران شرحبیل کو پہنچا دے شرحبیل آپ کے قاصد سے بدتمیزی سے پیش آیا اور اسے قتل کر دیا۔ [1] سفیر کا قتل چونکہ جنگ کا الٹی میٹم ہوتا ہے لہٰذا آپ نے غسانیوں کی گوشمالی کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے تین ہزار کا لشکر حضرت زید بن حارثہؓ کی سرکردگی میں روانہ فرمایا اور ساتھ ہی فرما دیا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں۔ تو حضرت جعفرؓ طیار قائد ہوں گے وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہؓ بن رواحہ قائد ہوں گے۔ موتہ کے مقام پر جمادی الاول ۸ھ میں مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں کے تین ہزار کے لشکر کے مقابلہ میں شرحبیل ایک لاکھ کا لشکر جرار اکٹھا کر کے لے آیا۔ ایسی صورت میں مقابلہ ہی کیا تھا حضرت زید رضی اللہ عنہ ' حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سب یکے بعد دیگرے شہید ہوتے گئے۔ بالآخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو صلح حدیبیہ کے بعد ہی اسلام لائے تھے' نے اسلامی لشکر کا علم سنبھالا' اور اس جوانمردی اور بے جگری سے مقابلہ کیا کہ نو تلواریں ان کے ہاتھ سے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں۔ بالآخر مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے اس مقابلہ میں بھی فتح عطا فرمائی [2] اس جنگ کا خاص فائدہ یہ ہوا کہ بیرونی حکومتوں میں بھی مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔

۱۰۔ ہوازن اور ثقیف

عرب کے اکثر بدوی قبائل اس انتظار میں تھے کہ اگر محمدؐ قریش پر غالب آ گئے اور مکہ فتح ہو گیا تو بلاشبہ وہ پیغمبر ہیں اور ان کی دعوت کو قبول کر لینا چاہیے۔ چنانچہ مکہ کی فتح کے بعد بہت سے قبائل خود بخود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لاتے رہے لیکن ہوازن اور ثقیف کا

---

① الرحیق المختوم' ص: ۶۱۷

② بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ موتۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ دوسرے قبائل کے بالکل برعکس تھا۔ یہ قبیلے نہایت جنگجو اور فنون حرب و ضرب کے خوب ماہر تھے اور جوں جوں اسلام کو غلبہ حاصل ہوتا جاتا تھا یہ قبائل اس بات کو اپنی ریاست و اقتدار کے لئے خطرہ سمجھ کر اور بھی زیادہ پیچ پا ہوجاتے تھے۔

غزوہ حنین' شوال ۸ھ : چنانچہ فتح مکہ کے بعد ان دونوں قبائل نے باہمی اتفاق سے یہ پروگرام بنایا کہ اس وقت مسلمان مکہ میں جمع ہیں۔ اسی مقام پر ان پر ایک بھرپور حملہ کرکے ان کے زور کو توڑ دیا جائے۔ ان لوگوں کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ وہ اپنی عورتیں اور بچے بھی ساتھ لے آئے تھے تاکہ کسی کو پسپائی کا خیال ہی نہ پیدا ہو۔ ہوازن کا ایک تیس سالہ نوجوان مالک بن عوف ان کا سپہ سالار تھا۔

نبی ﷺ مکہ میں ہی مقیم تھے کہ آپکو ان حالات کا علم ہوا۔ فتح مکہ سے کچھ مال غنیمت تو وصول ہی نہ ہوا تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ اس نئی جنگ کیلئے اخراجات کہاں سے آئیں؟ آخر آپ نے عبداللہ بن ربیعہ سے تیس ہزار درہم قرض لئے اور اسلحہ جنگ کے طور پر سو زرہیں اور اسکے لوازمات صفوان بن امیہ [1] سے مستعار لئے اور انکے مقابلہ کیلئے مکہ سے روانہ ہوئے۔

اسلامی لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی جس میں بہت سے نو مسلم بھی شامل ہوگئے تھے۔ حنین کے مقام پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ ہوازن کے تیراندازوں نے کمین گاہوں سے اس طرح تیروں کی بوچھاڑ کی کہ اسلامی لشکر کے' جو آج اپنی کثرت تعداد پر نازاں ہونے کی وجہ سے کچھ بے خوف اور لاپرواہ ہو رہے تھے' پاؤں اکھڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ خود براہ راست دشمن کے سامنے تھے۔ آپؐ نے پسپا ہونے والے لشکر کو اپنی طرف پکارا تو آپ کے جاں نثار مہاجرین و انصار آپؐ کے گرد جمع ہوگئے۔ پھر وہ اس قدر جم کر لڑے کہ دشمن کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ [2]

بھاگنے والوں میں سے ایک حصہ نے اوطاس میں' جو حنین کے قریب ہی ایک وادی ہے' اور دوسرے حصہ نے طائف میں جاکر پناہ لی۔

آپؐ نے اوطاس والے لشکر کی سرکوبی کے لئے حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ جنہوں نے ان کے سردار درید بن صمہ کو قتل کرکے انہیں شکست دی۔

---

① الرحیق المختوم' ص:۶۵۹

② بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ حنین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محاصرہ طائف: طائف میں قبیلہ ثقیف آباد تھا۔ یہ قبیلہ نہایت شجاع' عرب بھر میں ممتاز اور تقریباً قریش کا ہمسر تھا۔ عروہ بن مسعود ان کا رئیس تھا۔ جو صلح حدیبیہ کے موقعہ پر قریش مکہ کی طرف سے سفیر بن کر مسلمانوں کے پاس گیا تھا۔ ابوسفیان کی لڑکی اس کے نکاح میں تھی۔ عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ نے یمن میں جاکر قلعہ شکن آلات یعنی دبابہ' ضنبور اور منجنیق کے بنانے اور ان آلات کو استعمال کرنے کا فن بھی سیکھا تھا۔ ①

طائف میں ایک محفوظ قلعہ تھا۔ اسی قلعہ میں اہل شہر اور حنین کی شکست خوردہ فوج نے پناہ لی اور تقریباً سال بھر کے لئے سامان رسد جمع کر لیا۔ چاروں طرف منجنیقیں اور جا بجا تیر انداز متعین کیے۔ مسلمانوں نے آکر طائف کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ چوبیس دن تک جاری رہا مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو رہا تھا۔ آخر آپؐ نے محاصرہ اٹھا لینے کا حکم دیا۔ کیونکہ مقصود صرف مدافعت تھی اور اس طرف سے اطمینان ہوچکا تھا۔ دشمن کو اب یہ جرأت نہ رہی تھی کہ مسلمانوں کے مقابلے پر آئے۔

ہوازن کا اسلام لانا اور قیدیوں کی واپسی: واپسی پر جعرانہ کے مقام پر آپ نے کئی دنوں کے انتظار کے بعد اموال غنیمت تقسیم فرمائے۔ یہ اموال چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ' چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی پر مشتمل تھے جب آپؐ یہ اموال تقسیم فرما چکے تھے۔ ہوازن کا ایک سفارتی وفد' جو اب اسلام لا چکے تھے' آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر غنائم کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ یہ سفارت آپؐ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ میں نے آپ لوگوں کا بہت دیر تک انتظار کیا۔ اب تو یہی ہوسکتا ہے کہ یا اپنے قیدی واپس لے لو یا اموال۔ اب دونوں میں سے ایک ہی چیز واپس مل سکتی ہے۔ آخر انہوں نے کہا کہ اچھا پھر ہمارے قیدی واپس کر دیجئے" چنانچہ آپؐ کے حکم کے مطابق چھ ہزار قیدی یک دم رہا کر دیئے گئے۔ ② اتنی بھاری تعداد میں کسی جنگ میں بھی قیدی مسلمانوں کے ہاتھ نہیں آئے تھے۔

---

① سیرت ا بر ' ص: ۵۵۱

② بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ حنین نیز مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ بنو حنیفہ

غزوہ ذات الرقاع: یہ ایک یمنی قبیلہ تھا۔ جو مدت تک اپنے کفر پر اڑا رہا اور اسلام دشمن سرگرمیوں میں حصہ لیتا رہا آپ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے نجد کی طرف خود تشریف لے گئے۔ سواریاں بہت کم تھیں۔ چھ چھ آدمیوں کے لئے ایک اونٹ تھا۔ جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باری باری سوار ہوتے تھے۔ زمین پتھریلی ہونے کی وجہ سے چلتے چلتے پاؤں چھلنی ہو گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی تکلیف کی وجہ سے پاؤں پر پٹیاں اور چیتھڑے باندھ لئے اسی وجہ سے اس جنگ کو ذات الرقاع یعنی چیتھڑوں والی جنگ کہتے ہیں۔ آپ کا دشمن بہادر بھی تھا اور مکار بھی۔ جو نماز کی حالت میں مسلمانوں پر زور دار حملہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اسی جنگ میں صلوٰۃ الخوف کا حکم نازل ہوا اور بچاؤ کے لئے نماز خوف پڑھی گئی۔ جس کے بعد کفار تتر بتر ہو گئے۔

واپسی پر آپؐ ایک درخت کے نیچے دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے۔ تلوار درخت سے لٹکائی تھی کہ ایک بدو نے آکر پہلے تلوار ہاتھ میں کی پھر آپؐ جاگ اٹھے تو دیہاتی کہنے لگا۔ "محمد! اب بتاؤ، تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے برجستہ اور بلا خوف و خطر جواب دیا۔ میرا اللہ! اس بے خوفی اور حاضر جوابی کا اس پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ تلوار نیام میں بند کر کے آپ کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ آپ نے صحابہ کو بلا کر یہ واقعہ بتلایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے دھمکانے لگے مگر آپؐ نے اس سے بدلہ نہیں لیا اور معاف کر دیا۔ ①

نجد پر لشکر کشی: کچھ مدت بعد آپ نے پھر نجد کی طرف لشکر روانہ کیا۔ جس نے کفار کو شکست دی۔ اس جنگ میں ہر مجاہد کو بارہ بارہ اونٹ بطور حصہ ملے اور ایک ایک بطور انعام دیا گیا۔ ②

واقعہ ثمامہ بن اثال: جنگ کے بعد مسلمانوں نے بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لیا۔ ثمامہ اہل یمامہ کا سردار تھا۔ اسے مدینہ لایا گیا اور آپؐ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اسے مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھنے کا حکم دیا۔ آپؐ نے اس کے پاس جا کر پوچھا۔ ثمامہ

---

① بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من علق سیفه بالشجرة

② بخاری، کتاب فرض الخمس، باب من الدلیل علی ان الخمس۔۔۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا حال ہے؟" اس نے کہا۔ اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جو خونریزی کی وجہ سے اس کا مستحق ہے اور اگر چھوڑ دیں گے تو میں احسان ماننے والوں سے ہوں اور اگر مال درکار ہے تو جتنا چاہیں طلب فرمائیں" رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا اور واپس چلے گئے۔ دوسرے دن بھی یہی سوال و جواب ہوا اور پھر تیسرے دن بھی بعینہٖ ثمامہ نے وہی جواب دیا۔ آخر آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو" وہ مسجد سے نکل تو گیا۔ مگر اب دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ واپس آکر کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔ ①

<u>مسیلمہ کذاب کی داستان</u>: اس قبیلہ کا ایک وفد ۹ھ میں مدینہ آیا۔ اس وفد میں مسیلمہ سمیت سترہ آدمی تھے جو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے مگر مسیلمہ جو اس وفد کا سردار تھا' اپنے کبر و نخوت کی وجہ سے کچھ دور دور ہی رہا۔ وہ کہتا تھا کہ اگر محمد ﷺ کاروبار حکومت کو اپنے بعد مجھے دینے کا وعدہ کریں تو میں ان کی پیروی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپؐ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ خطیب انصار کو ساتھ لے کر مسیلمہ کے سر پر جا کر کھڑے ہوئے۔ مسیلمہ نے اپنی بات کو دھراتے ہوئے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ ہم حکومت کے معاملہ میں آپ کو آزاد چھوڑیں لیکن اپنے بعد اسے آپ ہمارے لئے طے فرما دیجئے" اس وقت آپؐ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپؐ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر تم مجھ سے اس معاملہ میں یہ چھڑی بھی مانگو تو میں نہیں دینے کا اور یاد رکھو! تم اللہ کے فیصلے سے آگے نہیں جا سکتے اور اگر تم نے پیٹھ پھیری تو اللہ تعالیٰ تمہیں توڑ کے رکھ دے گا اور خدا کی قسم! میں تو تجھے وہی آدمی سمجھتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے" پھر آپؐ مسیلمہ کو سمجھانے کا معاملہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے خود واپس چلے آئے۔ ②

واپس جا کر مسیلمہ اپنے بارے میں غور کرتا رہا۔ تاآنکہ اس نے یہ دعوی کر دیا کہ وہ خود بھی نبی ہے اور کاروبار نبوت میں [illegible] ﷺ کے ساتھ شریک [illegible] دیا گیا ہے۔ اس نے اپنی قوم کے لئے زنا اور شراب کو حلال کر دیا' تاہم آپ کی رسالت کی شہادت بھی دیتا رہا۔ ان مراعات سے قوم میں اس کی اس قدر قدر و منزلت ہوئی کہ اسے یمامہ کا رحمان کہا جانے لگا۔ پھر

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب وفد بنی حنیفة نیز مسلم کتاب الجهاد باب ربط الاسیر

② بخاری' کتاب الوفود' باب وفد بنو حنیفة نیز کتاب التوحید باب انما قولنا لشیء---

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خط لکھا کہ مجھے آپؐ کے ساتھ اس کام میں شریک کر دیا گیا ہے۔ آدھی حکومت ہمارے لئے ہے اور آدھی قریش کے لئے" آپؐ نے اسے جواب لکھا کہ "زمین اللہ کے لئے ہے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور انجام متقین کے لئے ہے" مسیلمہ نے آپؐ کی طرف دو قاصد ابن نواحہ اور ابن اثال بھی بھیجے تھے۔ آپؐ نے ان دونوں سے دریافت فرمایا: "کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟" وہ کہنے لگے۔ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔" آپؐ نے فرمایا۔ "میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ اگر قاصد کو قتل کرنا روا ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔" [1]

جنگ یمامہ' ربیع الاول ۱۱ھ : مسیلمہ کذاب پر ربیع الاول ۱۱ھ میں لشکر کشی کی گئی۔ بنو حنیفہ نہایت بے جگری سے لڑے اور بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ جس میں بالآخر میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ اگرچہ ان کے بھی بہت سے قاری اس جنگ میں شہید ہوگئے۔ مسیلمہ خود وحشی بن حرب کے ہاتھوں اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ یہ وہی وحشی بن حرب ہے جس نے جنگ احد میں آپؐ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حربے سے شہید کیا تھا۔ اس جنگ میں اس نے کفارہ کے طور پر اسی حربہ سے مسیلمہ کو قتل کیا۔ [2]

---

① بخاری' کتاب المغازی' ابواب غزوۃ احد

② مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ ج ۲' ص ۳۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۵

﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾

آپ ﷺ پر قاتلانہ حملے اور سازشیں

آپؐ کا زمانہ نبوت صرف ۲۳ سال ہے۔ جن میں سے ابتدائی تین سال تو انتہائی خفیہ تبلیغ کے ہیں۔ باقی بیس سال میں اس محسن انسانیت پر کم و بیش اٹھارہ دفعہ قاتلانہ حملے یا آپؐ کو ختم کرنے کے لئے سازشیں ہوتی رہیں۔ ان میں سے دس حملے یا سازشیں تو مشرکین مکہ سے تعلق رکھتی ہیں تین یہود سے' تین بدوی قبائل سے' ایک منافقین سے اور ایک شاہ ایران خسرو پرویز سے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری لے رکھی تھی۔ لہٰذا دشمن کی ہر تدبیر ناکام ہوتی رہی اور بالآخر اللہ کی تدبیر ہی غالب ہوئی اور اسلام کو باقی تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوگیا۔ اسلام کے سارے دشمن مل کر بھی نہ اسلام کو ختم کرسکے اور نہ پیغمبر اسلام کو۔ دنیا کی تاریخ میں شاید آپ کو کوئی دوسری ہستی نہ مل سکے گی۔ جس کو ختم کرنے کے لئے اتنی کثیر تعداد میں حملے اور سازشیں کی گئی ہوں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی اس ذمہ داری کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپؐ دشمنوں کے ہر طرح کے شر سے محفوظ و مامون رہے بلکہ آپؐ زندگی بھر ان کی طرف سے دکھ اور ایذائیں سہتے رہے البتہ وہ آپ کو جان سے ختم نہ کرسکے پھر اس ذمہ داری کی اطلاع بھی آپ کو زندگی کے آخری دور میں دی گئی مندرجہ بالا آیت ﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ سورہ مائدہ کی آیت ہے جو مدنی دور کی آخری سورتوں میں سے ہے اور ترتیب نزولی کے لحاظ سے اس کا نمبر ۱۱۲ ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ کو ہر موقع پر احتیاطی تدابیر سے کام لینا پڑتا تھا اور اذیت بھی برداشت کرنا پڑتی تھی۔ بعض اوقات آپؐ کو دشمن کے مذموم ارادہ کی بذریعہ وحی اطلاع ہوجاتی تھی اور جب اس سے بچاؤ اور مدافعت آپ کے بس سے باہر ہوتی تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے مدد شامل ہو جاتی اور آپ کی جان کے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی ذریعہ پیدا ہو جاتا تھا۔

ایسے حملوں اور سازشوں کا متفرق طور پر تو تقریباً پہلے ذکر ہو ہی چکا ہے اب ہم اس پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں بالترتیب ذکر کریں گے۔ جو واقعہ پہلے گزر چکا ہے اسے اختصار کے ساتھ اور جو نیا ہے اسے ذرا تفصیل سے ذکر کیا جائے گا:

۱۔ آپ کی جان بچانے والے کی شہادت: کوہ صفا پر اپنے "اقربین" کو دعوت دینے کے بعد جب آیت ﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ﴾ (۱۵:۹۴) (آپ کو جو حکم دیا جاتا ہے وہ کر گزریئے) نازل ہوئی تو آپ نے حرم کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان فرمایا اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد چالیس پینتالیس سے زیادہ نہ تھی اور وہ چھپ چھپا کر وقت گزار رہے تھے۔ کفار کے نزدیک آپ کا یہ اعلان مشرکین مکہ کی سب سے بڑی توہین کے مترادف تھا۔ چنانچہ دفعتاً ایک ہنگامہ بپا ہو گیا اور ہر طرف سے لوگ آپ پر پل پڑے۔ آپ کے ربیب (حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پہلے خاوند سے بیٹے) حارث بن ابی ہالہ گھر میں موجود تھے۔ انہیں خبر ہوئی تو دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کو بچانا چاہا۔ اب ہر طرف سے ان پر تلواریں پڑنے لگیں اور وہ شہید ہو گئے۔ اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون تھا جو بہایا گیا۔[1]

۲۔ ابوجہل کا ارادہ قتل: یہ واقعہ تفصیل سے تو ابوجہل کے باب میں گزر چکا ہے اور مختصراً یوں ہے کہ ایک دن اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ: "میں نے اللہ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کسی وقت جب محمد (ﷺ) سجدہ میں جائیں تو بھاری پتھر سے ان کا سر کچل دوں۔ تاکہ یہ روز کا جھگڑا ختم ہو۔ اس کے بعد چاہے تو تم لوگ مجھے بالکل بے یار ومددگار چھوڑ دو کہ بنو عبد مناف مجھ سے جیسا جی چاہے سلوک کریں اور چاہے تو میری حفاظت کرو" اس کے ساتھیوں نے کہا: "واللہ! ہم تمہیں بے یار ومددگار نہ چھوڑیں گے۔ لہٰذا تمہارا جو جی چاہے کر گزرو"

اس تجویز کے مطابق ابوجہل ایک بھاری پتھر لے کر کعبہ میں پہنچا اور مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ جب آپ سجدہ میں گئے تو ابوجہل پتھر لے کر آپ کے قریب پہنچا۔ مگر یک دم خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا اور وہ پتھر کو بھی مشکل ہی سے نیچے رکھ سکا۔ اس کے ساتھی بڑے متعجب تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا: "ابوالحکم! یہ کیا ماجرا

---

① اصابہ فی احوال الصحابہ ذکر حارث بن ابی ہالہ بحوالہ سیرت النبی، ج:۱، ص: ۳۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟" وہ کہنے لگا۔ "جب میں محمد (ﷺ) کی طرف بڑھ رہا تھا تو ایک مہیب شکل کا اونٹ مجھے نظر آیا۔ بخدا میں نے کسی اونٹ کی ایسی ڈراونی کھوپڑی گردن اور ایسے ڈراوٴنے دانت کبھی نہیں دیکھے وہ اونٹ مجھے نگل جانا چاہتا تھا اور میں نے مشکل سے پیچھے ہٹ کر اپنی جان بچائی تھی" [1]

۳۔ عقبہ بن ابی معیط کا ارادہ قتل : یہ واقعہ بھی عقبہ کے بیان میں گزر چکا ہے۔ عقبہ ہر وقت اس تاک میں رہتا تھا کہ آپؐ کا گلا گھونٹ کر آپؐ کا کام تمام کردے۔ اور ایسا موقعہ مشرکین کو اس وقت میسر آتا تھا جب آپؐ کعبہ میں نماز ادا کر رہے ہوں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو جو سخت ایذا پہنچائی وہ کیا تھی؟ تو انہوں نے اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کیا کہ: آپؐ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اپنی چادر آپؐ کے گلے میں ڈال کر اسے اس قدر بل دیئے کہ آپؐ کا گلا گھٹنا شروع ہو گیا۔ آنکھیں باہر آئیں اور قریب تھا کہ آپؐ کا کام تمام ہو جاتا کہ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آن پہنچے۔ انہوں نے زور سے عقبہ کو پرے دھکیل کر آپؐ کو چھڑا دیا اور فرمایا: [2]

﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ﴾ (۴۰:۲۸)

"کیا تم اس شخص کو محض اسلئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے'
درآنحالیکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نشانیاں بھی لے کر آیا ہے"

اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت میں مزید تفصیل یہ ہے کہ "جب عقبہ نے آپؐ کی گردن میں چادر ڈال کر زور سے گھونٹا تو آپ کے منہ سے چیخ نکل گئی کہ "اپنے ساتھی کو بچاؤ" آپؐ کی یہ چیخ سن کر ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی مدد کے لئے آئے تھے اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عقبہ کو دھکیل کر پرے ہٹا دیا تو مشرکین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہو گئے اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو ان کی اپنی یہ کیفیت تھی کہ ہم ان کی چوٹی کا جو بال بھی چھوتے تھے وہ ہماری چٹکی کے ساتھ چلا آتا تھا" [3]

---

① ابن ہشام' ۱: ۲۹۸-۲۹۹' بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۱۵۱

② بخاری' کتاب المناقب' باب فضل ابی بکر نیز کتاب التفسیر سورۃ مومن

③ مختصر سیرت الرسول' ص: ۱۴۳' بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۱۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانے سے قبل آپ کے قتل کا ارادہ : ایک دفعہ مشرکین مکہ کعبہ میں بیٹھے پیغمبر اسلامؐ کی لائی ہوئی افتاد سے نجات حاصل کرنے کے سلسلہ میں غور و فکر کر رہے تھے کہ حضرت عمر جوش میں آکر کہنے لگے کہ میں ابھی جاکر یہ جنجھٹ ختم کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر اس ارادہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ راہ میں ایک مسلمان نعیم بن عبداللہ ملے انہوں نے پوچھا: "عمر! آج کیا ارادے ہیں؟" کہنے لگے تمہارے پیغمبر کا کام تمام کرنے جاتا ہوں" نعیم رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی غصہ کی حالت میں ان کے گھر کا رخ کیا۔ دروازہ بند تھا۔ اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ بن ارت انہیں قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ آپؐ نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بے تحاشا اپنے بہنوئی کو پیٹنا شروع کر دیا۔ ان کی بہن فاطمہ آڑے آگئیں تو اسے بھی مار مار کر لہولہان کر دیا۔ فاطمہ کہنے لگیں: "عمر! اگر تم ہمیں مار بھی ڈالو تو بھی ہم اسلام کو چھوڑ نہیں سکتے۔" بہن کی اس بات پر آپ کا دل پسیج گیا۔ کہنے لگے: اچھا مجھے بھی یہ کلام سناؤ۔ قرآن سننے کے بعد آپ کے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ وہاں سے اٹھے اور سیدھے دار ارقم کی طرف چل پڑے۔ گو تلوار بدستور گردن میں حمائل تھی مگر ارادہ بدل چکا تھا۔ دار ارقم پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ مسلمانوں نے دراڑ سے دیکھا کہ عمر تلوار سنبھالے دروازے پر کھڑے ہیں۔ جس سے مسلمان کچھ سہم گئے حضرت حمزہؓ وہاں موجود تھے۔ کہنے لگے کہ دروازہ کھول دو۔ اگر عمر کسی برے ارادہ سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور عمر کا دامن کھینچ کر پوچھا۔ "عمر! کس ارادہ سے آئے ہو؟" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے ادب سے کہا کہ اسلام[1] لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ چنانچہ سب کے سامنے آپ نے کلمہ پڑھا۔ تو سب مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارادہ قتل ہی آپؐ کے اسلام لانے کا سبب بن گیا۔

---

① سیرت النبی، ج:۱، ص:۲۲۸، بحوالہ طبقات ابن سعد وابن عساکر وکامل لابن الاثیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے قتل کی اجتماعی کوششیں

۵۔ مقاطعہ شعب ابی طالب: اس مقاطعہ کا تفصیلی ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس معاشرتی بائیکاٹ کا اصل محرک ابوجہل تھا اور اس مقاطعہ کی شرائط یہ تھیں کہ بنو ہاشم اور بنو عبد مناف سے نہ کوئی لین دین کیا جائے' نہ بول چال رکھی جائے گی اور نہ ہی رشتہ ناطہ کیا جائے گا۔ تا آنکہ یہ لوگ مجبور ہو کر محمد (ﷺ) کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔

یہ یک طرفہ تحریر وادی محصب [1] میں جمع ہو کر لکھی اور کعبہ کے دروازہ پر آویزاں کر دی گئی۔ اب اس حوالگی کا مطلب تو سب جانتے ہیں کہ اس سے مشرکین مکہ کی مراد اسلام اور پیغمبر اسلام سب کو ختم کر دینا تھا۔ تین سال کے صبر آزما اور پر مشقت دور کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس تدبیر کو بھی ناکام بنا دیا۔

۶۔ قتل کے ارادہ سے ابوطالب سے سودا بازی: جب قریشی سرداروں کو یہ یقین ہو گیا کہ ابوطالب اپنے بھتیجے حضور ﷺ کی حمایت سے کسی صورت بھی دستبردار ہونے کو تیار نہیں تو انہوں نے ایک نہایت گھناؤنی سازش سے حضرت ابوطالب کو فریب دے کر رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سکیم تیار کی۔ چند قریشی سردار مکہ کے رئیس اعظم ولید بن مغیرہ کے بیٹے عمارہ کو ہمراہ لے کر ابوطالب کے پاس پہنچے اور کہا: "یہ قریش کا سب سے بانکا اور خوبصورت نوجوان ہے۔ آپ اسے اپنی کفالت میں لے لیں اور اپنا متبنیٰ بنا لیں اس کی دیت اور نصرت کے آپ حقدار ہوں گے اور اس کے عوض آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کر دیں۔ جو ہمارے آباؤ اجداد کے دین کا مخالف اور ان کو احمق قرار دیتا ہے۔ اور قوم کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔ ہم اسے قتل کر دینا چاہتے ہیں اور یہ ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے۔"

ابوطالب کہنے لگے: "واللہ! یہ کتنا برا سودا ہے جس کی تم مجھے ترغیب دینے آئے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ میں تو تمہارے بیٹے کو کھلاؤں پلاؤں اور پالوں پوسوں اور اس کے عوض تم میرا بیٹا مجھ سے لے کر اسے قتل کر دو۔ واللہ! یہ ناممکن ہے۔

---

① بخاری' کتاب التوحید' باب فی المشیة والارادة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر مطعم بن عدی ابو طالب سے کہنے لگا: "بخدا تم سے تمہاری قوم نے انصاف کی بات کہی ہے مگر تم تو کسی بات کو قبول ہی نہیں کرتے"

ابو طالب کہنے لگے: "بخدا یہ انصاف کی بات نہیں ہے۔ بلکہ مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی میرا ساتھ چھوڑ کر میرے مخالفین سے مل گئے ہو۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو ٹھیک ہے جو چاہو کرو۔"① ابو طالب کے اس جواب سے مایوس ہو کر قریش کا یہ مجمع منتشر ہو کر چلا گیا۔

۷۔ **وہ مشورہ قتل جو ہجرت کا سبب بنا:** اس کی تفصیل بھی پہلے گزر چکی ہے۔ اس مجلس مشاورت میں ابلیس خود بھی شامل ہوا تھا اور طے یہ پایا تھا کہ مختلف قبائل کے گیارہ آدمی آپؐ کے گھر کا محاصرہ کریں اور جب آپ صبح گھر سے نکلیں تو یکبارگی حملہ کر کے آپؐ کا خاتمہ کر دیں اس مشاورت کی اطلاع بھی اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو دے دی۔ لہٰذا نہایت خفیہ طور پر ہجرت کر کے آپ ان کفار و مشرکین مکہ کے شر سے بال بال بچ گئے اور ان لوگوں کا یہ منصوبہ بھی ناکام ہو گیا۔

۸۔ **ہجرت کے بعد گرفتاری یا قتل پر سو اونٹ انعام کی پیشکش:** اس بھاری انعام کے لالچ میں لوگ فرداً فرداً بھی اور ٹولیاں بن کر بھی آپ کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ ایک ٹولی تو نقوش پا کا سراغ لگاتے لگاتے غار ثور کے دہانہ تک بھی پہنچ گئی۔ وہ اس قدر قریب ہو گئے تھے کہ اگر وہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھتے تو آپؐ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر نظر پڑ سکتی تھی۔ اس موقعہ پر بھی صبر و ثبات کے اس پیکر اعظم میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی اور انفرادی طور پر تعاقب کرنے والوں میں سراقہ بن مالک کا واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جس نے فی الواقع آپ کو جا لیا تھا۔ مگر قریب پہنچنے سے پیشتر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ پھر دوسری بار اور پھر تیسری بار بھی ٹھوکر کھائی۔ سراقہ سمجھ گئے کہ اس کی خیر اسی میں ہے کہ وہ ان کے قریب نہ جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مڑ کر جو سراقہ کو دیکھا تو دعا کی "اے اللہ اسے گرا دے" چنانچہ اس کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔② اور یہ واقعہ بھی تفصیل سے پہلے گزر چکا ہے۔

---

① ابن ہشام، ۱: ۲۶۶، ۲۶۷، بحوالہ الرحیق المختوم، ص: ۱۴۵

② بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ھجرۃ النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ عمیر بن وہب جمحی کا مشورہ قتل' ۲ھ : عمیر بھی ان شیاطین میں سے تھا' جو آپ کو اذیتیں پہنچانے میں پیش پیش تھے۔ جنگ بدر میں اس کا بیٹا وہب گرفتار ہو کر مسلمانوں کی قید میں چلا گیا۔ تو یہ شخص غصے سے بے تاب ہو گیا اور انتقام لینے کا تہیہ کر لیا۔ ایک دن عمیر نے حطیم میں بیٹھ کر صفوان بن امیہ کے کنویں میں پھینکے جانے والے مشرک مقتولین کی افتاد کا ذکر کیا۔ تو صفوان کہنے لگا۔ واللہ! اب تو جینے کا کچھ مزہ نہیں" عمیر کہنے لگا: "اگر میرے سر پر قرض نہ ہوتا اور میرے اہل و عیال نہ ہوتے تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جا کر اسے قتل کر ڈالتا۔"

صفوان کہنے لگا: "تمہارے قرض کی ادائیگی بھی میرے ذمہ رہی اور بال بچوں کی نگہداشت بھی۔ اگر میرے پاس کچھ کھانے کو ہو گا تو انہیں بھی ضرور ملے گا"

عمیر نے کہا: "اچھا! پھر اس بات کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھنا" اور صفوان نے اس کا اقرار کر لیا۔

اب عمیر نے اپنی تلوار کو زہر آلود کرایا اور مدینہ جا کر مسجد نبوی میں پہنچ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اطلاع دی کہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب گلے میں تلوار حمائل کئے آیا اور آپ سے ملاقات کی اجازت چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اسے آنے دو" تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے از راہ احتیاط اس کی تلوار کا پر تلا لپیٹ کر پکڑ لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: "اس کی تلوار چھوڑ دو" پھر عمیر سے پوچھا: "بتلاؤ کیسے آنا ہوا؟" عمیر کہنے لگا: "میرا بیٹا آپ کی قید میں ہے۔ آپ احسان فرما دیجئے"

آپ نے فرمایا: "اگر یہی بات ہے تو پھر تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے؟" کہنے لگا: "یہ تلواریں بھلا پہلے کس کام آئیں؟" آپ نے فرمایا: "ٹھیک ٹھیک بات بتلاؤ ادھر ادھر کی مت ہانکو"

اور پھر جب عمیر نے وہی پہلی بات دہرا دی تو آپ نے فرمایا: "بات یہ نہیں' بلکہ تم مجھے قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہو۔ تم نے اور صفوان بن امیہ نے حطیم میں بیٹھ کر یہ یہ مشورہ کیا۔ صفوان نے تمہارے قرض اور بال بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری قبول کی اور تم مجھے قتل کرنے یہاں آ گئے۔ لیکن یاد رکھو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے"

عمیر کو خیال آیا کہ یہ معاملہ ایسا تھا جس کا صفوان کے علاوہ کسی کو بھی علم نہ تھا۔ اسے کس نے بتلایا؟ یقیناً یہ نبی ہی ہو سکتا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے آپ کے سامنے کلمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت کا اقرار کیا اور مسلمان ہوگیا۔ آپؐ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "اپنے بھائی کو دین سمجھاؤ، قرآن پڑھاؤ اور اس کے بیٹے کو آزاد کر دو"

ادھر صفوان نے مکہ میں مشہور کر رکھا تھا کہ میں عنقریب تم لوگوں کو ایک خوشخبری سناؤں گا۔ مگر اس کے بجائے جب اسے عمیر کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو غصہ سے جل بھن گیا اور اس نے قسم کھالی کہ آئندہ وہ عمیر سے نہ کوئی بات کرے گا نہ ہی اسے کسی قسم کا نفع پہنچائے گا۔ عمیر رضی اللہ عنہ اسلام سیکھ کر چند دن بعد مکہ آئے اور یہاں آکر دعوت کا کام شروع کر دیا اور ان کے ذریعہ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ [1]

۱۰۔ یہود کا منصوبہ قتل، ۴ھ: بئر معونہ کے واقعہ نے ایک دفعہ پھر جنگ احد کے چرکہ کو تازہ کر دیا۔ ستر قاریوں میں سے صرف عمرو بن امیہ ضمری بچے جنہیں کافروں نے گرفتار کرلیا۔ [2] آپ ان کی قید سے نکل بھاگے اور مدینہ پہنچ کر اس دردناک واقعہ کی اطلاع دی۔ راستے میں آپ نے غلطی سے دو آدمیوں کو دشمن سمجھ کر ان کا صفایا کر دیا۔ [3] حالانکہ وہ معاہد تھے جب آپؐ کو یہ بات معلوم ہوئی تو بہت دکھ ہوا اور آپؐ نے فرمایا: "اب ہمیں ان دو آدمیوں کی دیت ادا کرنا ہوگی" چنانچہ آپ رقم کی فراہمی میں مشغول ہوگئے۔

یہود بھی ابتدائی معاہدہ کی رو سے اس طرح کی دیت میں برابر کے شریک قرار دیئے گئے تھے۔ چنانچہ آپؐ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اسی سلسلہ میں بنو نضیر کے ہاں گئے۔ ان لوگوں نے آپؐ کو ایک مکان کے صحن میں بٹھلایا۔ آپؐ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے یہود وہاں سے اس بہانے چلے آئے کہ ہم جاکر رقم اکٹھی کرتے ہیں اور وہاں سے باہر آکر آپؐ کو قتل کرنے کے مشورے ہونے لگے۔ ایک یہودی کہنے لگا: "کون ہے جو مکان کی چھت پر جاکر اوپر سے چکی کا پاٹ محمد (ﷺ) پر گرا کر اسے کچل ڈالے؟" [4]

---

① ابن ہشام، ۱: ۶۶۱ تا ۶۶۳، بحوالہ الرحیق المختوم، ص: ۳۷۲

② بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع وبئر معونۃ

③ الرحیق المختوم، ص: ۴۶۱

④ الرحیق المختوم، ص: ۴۶۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسرا بدبخت فوراً اس کام کے لئے تیار ہو گیا۔ ان لوگوں کے اس ارادہ کی آپ کو بذریعہ وحی خبر ہو گئی اور آپؐ فوراً وہاں سے اٹھے اور مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آپؐ نے راہ میں یہود کے اس مذموم ارادہ سے مطلع فرمایا۔ یہود کی یہی غداری غزوہ بنو نضیر کا فوری سبب بن گئی اور بالآخر انہیں جلاوطن ہونا پڑا۔

۱۱۔ ثمامہ بن اثال کا ارادہ قتل' ۶ھ: محرم ۶ھ میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا لشکر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں یمنی قبیلوں کی سیاسی صورت حال کی تحقیق کے لئے بھیجا گیا۔ یہ لشکر قبیلہ بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال حنفی کو گرفتار کرکے آپؐ کے پاس مدینہ لے آیا۔ ثمامہ مسیلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر نبی ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلا تھا جسے مسلمانوں نے گرفتار کرلیا۔ مدینہ پہنچنے پر آپؐ نے اس کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دینے کا حکم دیا۔ آپؐ اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: "ثمامہ! کیا صورت حال ہے؟"

ثمامہ کہنے لگا: "اگر مجھے قتل کردو گے تو میرا قصاص لیا جائے گا اور اگر معاف کردو' تو ایک قدر دان کو معاف کرو گے اور اگر مال چاہتے ہو تو جتنا چاہتے ہو وہ بھی مل جائے گا"

رسول اللہ ﷺ ثمامہ کا یہ جواب سن کر واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرے دن آپؐ پھر تشریف لائے اور وہی پہلا سا سوال کیا۔ جواب میں ثمامہ نے بھی وہی باتیں دہرا دیں جو اس نے پہلے دن کہی تھیں۔ چنانچہ آپؐ نے دوسرے دن بھی کچھ جواب نہ دیا اور واپس چلے آئے۔

تیسرے دن آپؐ پھر اس کے پاس گئے اور تیسرے دن بھی بعینہٖ وہی سوال و جواب ہوئے۔ آپؐ نے ثمامہ کا جواب سن کر صحابہ سے فرمایا کہ "اسے رہا کردو"

آزاد ہونے کے بعد ثمامہ ایک باغ میں گیا۔ وہاں غسل کیا اور پھر آپؐ کے پاس واپس آکر اسلام قبول کرلیا اور کہنے لگا: "واللہ! آج سے پہلے مجھے آپؐ کا چہرہ سب سے زیادہ ناپسند تھا مگر آج سب سے زیادہ محبوب ہے اور آپ کا دین سب ادیان سے زیادہ ناپسند تھا مگر آج یہی دین سب سے زیادہ محبوب ہے۔ میں عمرہ کا ارادہ کر رہا تھا کہ مجھے آپؐ کے ساتھیوں نے پکڑ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بشارت دی اور عمرہ کرنے کی ہدایت فرمادی۔ چنانچہ جب عمرہ کی غرض سے ثمامہ مکہ آئے تو مشرکین کہنے لگے کہ ثمامہ بھی بے دین ہو گیا ہے۔ ثمامہ کہنے لگے "نہیں بلکہ میں تو مسلمان ہوا ہوں اور یاد رکھو کہ آئندہ تمہیں یمن سے گندم کا ایک دانہ بھی نہ پہنچے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔ تاآنکہ رسول اللہ ﷺ مجھے اس بات کا حکم دیں۔

ثمامہ بن اثال کا قصہ صحیحین[1] میں کئی مقامات پر مذکور ہے۔ مگر ان میں یہ مذکور نہیں کہ ثمامہ جب گرفتار ہوئے تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے حکم کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے تھے۔ اس بات کی وضاحت سیرہ طیبہ میں موجود ہے۔[2]

۱۲۔ زہر آلود بکری سے آپؐ کے قتل کی یہودی سازش' ۷ھ: خیبر کے فتح ہونے اور یہود سے مزارعت کا معاملہ طے ہوجانے کے بعد آپؐ نے چند دن خیبر میں قیام فرمایا۔ غدار اور مکار شکست خوردہ یہود نے ان ایام میں آپؐ کو مار دینے کی ایک سازش تیار کی۔ سلام بن مشکم کی بیوی زینب کو جو یہودی سردار مرحب کی بیٹی تھی۔ اس کام کے لئے آلہ کار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ زینب نے آپؐ کو دعوت کا پیغام بھیجا۔ جسے آپؐ نے از راہ کرم قبول فرمالیا۔ آپؐ سے یہ پوچھ لیا گیا کہ آپ کون سا گوشت کھانا پسند فرماتے ہیں؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا: ''دستی کا''

یہود نے زہر آلود بکری سے سالن تیار کیا۔ آپؐ چند صحابہ رضی اللہ عنہم سمیت وقت معینہ پر پہنچ گئے۔ کھانا شروع کیا تو پہلا لقمہ ڈالتے ہی آپؐ کو زہر کا اثر محسوس ہونے لگا اور آپؐ نے کھانے سے فوراً ہاتھ کھینچ لیا لیکن حضرت بشیرؓ بن براء نے چند ایک لقمے کھا لئے تھے۔ للذا وہ زہر کے اثر سے ایک دو دن بعد شہید ہوگئے۔ آپؐ نے زینب کو بلاکر پوچھا تو اس نے اقبال جرم کرلیا اور یہ بھی بتلایا کہ اس سازش میں پوری یہودی قوم شریک تھی۔ آپؐ نے اپنی طرف سے تو زینب اور دوسرے یہودیوں کو معاف کردیا لیکن حضرت بشیر کے قصاص میں زینب کے قتل کا حکم دے دیا۔[3]

آپ نے اپنی مرض الموت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا! مجھے اب معلوم ہوا کہ جو کھانا میں نے خیبر میں کھایا۔ اس کے زہر کے اثر سے میری رگ جان کٹ گئی''[4]

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب وفد بنی حنیفہ مسلم کتاب الجهاد باب ربط الاسیر

② سیرت طیبہ' ۲: ۲۹۷' بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۵۰۶

③ الرحیق المختوم' ص: ۵۹۸

④ بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ ---

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ **خسرو پرویز شاہ ایران کا ارادہ قتل:** صلح حدیبیہ اور جنگ خیبر سے فراغت کے بعد آپ کو کچھ اطمینان نصیب ہوا تو آپؐ نے شاہان عجم کے نام دعوتی خطوط لکھے اور ان خطوط کے لئے مہر بھی بنوائی۔ کسریٰ شاہ ایران کے نام آپ نے جو خط لکھا وہ عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ بحرین کے حاکم (منذر بن ساویٰ) کو روانہ کیا۔ بحرین ایران ہی کے تحت اور اس کا ایک صوبہ تھا۔ بحرین کے حاکم نے وہ خط شاہ ایران کو بھیج دیا۔ کسریٰ نے جب خط پڑھا تو اسے اپنی توہین و تحقیر سمجھتے ہوئے کہا: میرا غلام ہو کر ایسا خط لکھتا ہے۔ پھر غصہ سے خط کو چاک کر ڈالا۔ آپؐ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ان لوگوں کو بھی ایسے ہی چاک کر دے"[1] اور آپؐ کی یہ دعا ان لوگوں کے حق میں حرف بحرف پوری ہوئی۔

خسرو نے نامہ مبارک چاک کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ حاکم یمن باذان کو حکم دیا کہ وہ کسی آدمی کو مدینہ بھیجے جو اس نئے مدعی نبوت کو گرفتار کر کے ہمارے حضور پیش کرے۔ باذان نے اس غرض سے دو آدمی مدینہ بھیجے۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر عرض کی کہ: شہنشاہ کسریٰ نے تم کو بلایا ہے اگر تعمیل حکم نہ کرو گے تو وہ تمہیں اور تمہارے ملک کو تباہ کر دے گا"

آپؐ نے ان آدمیوں سے کہا کہ "اچھا تم کل آنا" جب وہ دوسرے دن حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: "تمہارے شہنشاہ عالم[2] کو تو آج رات اس کے بیٹے نے قتل کر ڈالا ہے۔ تم واپس چلے جاؤ اور اسے کہہ دینا کہ اسلام کی حکومت ایران کے پایہ تخت تک پہنچے گی۔" وہ جب یمن واپس آئے تو وہاں خسرو کے قتل کی خبر پہنچ چکی تھی یہ ماجرا دیکھ کر وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

۱۴۔ **جادو کے ذریعہ آپؐ کو ہلاک کرنے کی یہودی سازش:** تقریباً انہی ایام میں زہر آلود بکری کے واقعہ کے بعد یہود نے آپؐ کو ہلاک کرنے کی دوسری سازش یہ کی کہ انہوں نے اپنے حلیف لبید بن اعصم سے جو ماہر جادوگر تھا' آپؐ پر جادو کروایا تاکہ آپ (نعوذ باللہ) اس کے اثر سے ہلاک ہو جائیں۔ لبید نے اس سلسلہ میں اپنی دو لڑکیوں کو ذریعہ بنایا۔ انہوں نے جیسے بھی بن پڑا آپؐ کے سر کے بال حاصل کئے۔ ان پر منتر پڑھا' پھر گانٹھیں لگائیں۔ پھر ان بالوں کو کھجوروں کے خوشوں کے غلاف میں چھپا کر ذروان نامی کنوئیں کی تہ میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا۔

---

① بخاری' کتاب العلم' باب المناولة۔ کتاب المغازی باب کتاب النبی الی کسری و قیصر ---

② سیرت النبی' ج:۱' ص: ۴۸۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ جادو اتنا تیز اور سخت تھا کہ اس کے اثر سے اس کنوئیں کے پانی کا رنگ ایسے سرخ ہو گیا جیسے اس میں مہندی ڈال دی گئی ہو اور اس کنوئیں پر واقع درختوں کے خوشے یوں لگتے تھے جیسے سانپوں کے پھن ہوں۔ آپؐ کے بجائے اگر کسی دوسرے شخص پر اتنا سخت جادو کیا جاتا تو وہ غالباً جانبر نہ ہو سکتا۔ مگر آپ پر اس کا صرف اتنا اثر ہوا کہ چند ماہ آپؐ کی یہ کیفیت رہی کہ آپ سمجھتے میں یہ کام کر چکا ہوں مگر حقیقتاً وہ کیا نہ ہوتا تھا۔ تاہم اس دوران کسی بھی شرعی کام میں کچھ خلل واقع نہ ہوا۔

آپؐ نے اس کیفیت کے ازالہ کے لئے اللہ سے دعا فرمائی۔ چنانچہ خواب میں آپؐ کو یہ ساری صورت حال تفصیل سے بتلا دی گئی۔ آپؐ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر ذوران کنوئیں پر گئے۔ پتھر کے نیچے سے وہ پوٹلا نکالا۔ آپؐ سے کہا گیا کہ اس پوٹلے کو کھول کر اس کا توڑ کریں۔ لیکن آپؐ نے فرمایا: مجھے اللہ نے شفا دے دی ہے اب میں فساد نہیں پھیلانا چاہتا۔ آپؐ نے لبید بن اعصم یا یہود سے بھی اس کا کچھ انتقام نہیں لیا۔ [1]

۱۵۔ **ایک بدوی کا ارادہ قتل**: غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر ایک مقام پر لشکر نے پڑاؤ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم الگ الگ درختوں کے نیچے آرام کرنے لگے۔ آپؐ بھی ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ تلوار درخت سے لٹکا دی۔ لیٹے ہی تھے کہ نیند غالب آگئی۔ اتنے میں اسلام دشمن قبیلہ کا ایک بدو وہاں پہنچ گیا۔ تلوار درخت سے اتار رہا تھا کہ آپ کو جاگ آگئی۔ وہ تلوار ہاتھ میں کر کے کہنے لگا: محمد (ﷺ) بتاؤ اب تمہیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپؐ نے فوراً جواب دیا ”میرا اللہ“ یہ لفظ آپؐ نے اس پر بیباکی سے کہے کہ وہ بدو کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور تلوار آپؐ نے سنبھال لی۔ جب آپؐ نے اس قابو پالیا۔ تو اسے معاف کر دیا اور اپنے پاس بٹھلا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا اور اصل ماجرا سے آگاہ کر دیا۔ [2] یہ بدو اسی قبیلہ سے تھا جس کی سرکوبی کے لئے آپؐ نکلے ہوئے تھے۔

---

① بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة نیز کتاب الادب باب ان اللہ یامر

② بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من علق سیفه بالشجرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ **فضالہ بن عمیر کا ارادہ قتل '۸ھ :** یہ وہی فضالہ ہیں جن کا باپ عمیر بن وہب جمحی بھی' صفوان بن امیہ سے مشورہ کرنے کے بعد آپؐ کو قتل کرنے کے ارادہ سے مدینہ آیا تھا۔ اور نتیجۃً اسلام لاکر واپس مکہ جاکر مقیم ہوگیا تھا۔ فضالہ ابھی تک مشرک ہی تھا۔ فتح مکہ کے بعد آپؐ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے کہ فضالہ کو آپؐ کے قتل کی سوجھی۔ جب وہ اس ارادہ سے آپؐ کے قریب آیا تو آپؐ نے خود اسے اس کے ارادہ سے مطلع کردیا۔ جس پر وہ اپنے باپ کی طرح مسلمان ہوگیا۔ ①

۱۷۔ **منافقوں کی آپؐ کو قتل کرنے کی سازش' ۹ھ :** غزوہ تبوک سے واپسی پر تقریباً ۱۵ منافقوں نے یہ سازش تیار کی کہ آپؐ کی کھلے راستہ کی بجائے گھاٹی والے راستہ کی طرف رہنمائی کی جائے اور جب آپؐ وہاں پہنچ جائیں تو آپ کو سواری سے اٹھاکر نیچے گھاٹی میں پھینک کر ہلاک کردیا جائے۔ اسی سازش کے تحت آپؐ کی سواری کو اس راہ پر ڈال دیا گیا۔ حذیفہ بن یمان آپ کے ہمراہ تھے۔ جب گھاٹی قریب آنے کو تھی تو چند منافق منہ پر ڈھاٹے باندھے رات کی تاریکی میں آپؐ کی طرف بڑھنے لگے۔ دریں اثنا آپ کو وحی کے ذریعہ منافقوں کی اس مذموم ارادہ کی اطلاع مل گئی تھی۔ آپؐ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان منافقوں کی سواریوں کے چہروں پر مار مار کر انہیں تتر بتر کردیں۔ اس کام سے منافقوں کو بھی شبہ ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مذموم ارادہ سے مطلع ہوچکے ہیں۔ لہٰذا اب انہیں اپنی جانیں بچانے کی فکر دامن گیر ہوئی اور انہوں نے راہ فرار اختیار کی اس طرح اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا یہ منصوبہ قتل بھی ناکام بنا دیا۔ ②

آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمان کو ان منافقوں کے نام اور ان کے باپوں کے نام بھی بتلا دیئے تھے۔ حضرت حذیفہ ان کو پہچانتے بھی تھے۔ تاہم رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ بھی فرما دیا تھا کہ عام مسلمانوں میں انہیں مشہور نہ کیا جائے۔ یہ سازشی منافق بعد میں اہل عقبہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

---

① بخاری' کتاب المغازی' باب مرض النبی ﷺ

② الرحیق المختوم' ص: ۶۴۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ عامر بن طفیل اور ارید کی سازش قتل '۱۰ھ : ۱۰ھ میں عرب بھر سے مدینہ میں جو وفود آئے' ان میں ایک وفد عامر بن صعصعہ کا بھی تھا۔ یہ وفد رشد و ہدایت کی غرض سے نہیں بلکہ آپؐ کے قتل کے ناپاک ارادہ سے آیا تھا اس وفد میں ایک تو عامر بن طفیل تھا...... اور یہ وہی شخص ہے جس نے فریب کاری سے بئر معونہ پر ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کرا دیا تھا۔ دوسرا ارید بن قیس' تیسرا خالد بن جعفر اور چوتھا جبار بن اسلم تھا۔ یہ سب کے سب قوم کے سردار اور شیطان صفت انسان تھے۔

عامر اور ارید نے راستہ ہی میں یہ سازش بنائی تھی کہ دھوکہ دے کر محمدؐ کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ جب یہ وفد مدینہ پہنچا۔ تو عامر نے گفتگو کا آغاز کیا کہ آپؐ کو دھیان لگائے رکھے۔ اتنے میں ارید گھوم کر آپؐ کے پیچھے پہنچ گیا۔ وہ میان سے تلوار نکال ہی رہا تھا کہ اللہ نے اس کا ہاتھ روک لیا اور وہ اسے بے نیام بھی نہ کر سکا۔ اور ان کی سب تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں پر بددعا کی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا۔ چنانچہ واپسی پر ارید اور اس کے اونٹ پر بجلی گری جس سے وہ جل کر مر گیا۔ رہا عامر تو اسی واپسی کے سفر کے دوران اس کی گردن پر ایک ایسی گلٹی نکلی جس نے اسے موت سے دوچار کر دیا۔ مرتے وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے: ''آہ! اونٹ کی گلٹی جیسی گلٹی اور ایک فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں موت''

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عامر نے آپؐ سے گفتگو کا جو آغاز کیا وہ یوں تھا: ''میں آپؐ کو تین باتوں کا اختیار دیتا ہوں۔ (۱) دیہاتی آبادی کے حاکم آپؐ ہوں اور شہری آبادی کا حاکم میں ہوں گا۔ (۲) یا آپؐ کے بعد آپؐ کا خلیفہ میں بنوں گا اور (۳) اگر یہ دونوں باتیں نامنظور ہوں تو میں غطفان کے ایک ہزار گھوڑوں اور ایک ہزار گھوڑیوں سمیت آپ پر چڑھا لاؤں گا۔ [1]

اس واقعہ کے بعد وہ ایک عورت کے گھر میں طاعون کا شکار ہو گیا اور مرتے وقت اسکی زبان پر یہ الفاظ تھے: ''اونٹ کی گلٹی جیسی گلٹی اور وہ بھی بنی فلاں کی عورت کے گھر میں! میرے پاس میرا گھوڑا لاؤ'' چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اسی حالت میں موت نے اسے آلیا۔ [2]

---

① الرحیق المختوم' ص:۶۸۶

② بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ الرجیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سو یہ ہے ان سازشوں کی مختصر سی داستان' جن میں بالخصوص اس محسن اعظم کی ذات کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے منصوبے تیار کیے گئے تھے۔ وہ محسن اعظم جو دنیا بھر کے لوگوں کی اصلاح و فلاح کے لئے یکساں درد رکھتا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایسی تمام سازشوں کو ناکام بنا کر ﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ کا وعدہ اور ذمہ پورا کردیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی پورا ہوگیا:

﴿ هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴾ (۹:۳۳)

"وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو باقی سب ادیان پر غالب کردے۔ اگرچہ مشرک لوگوں کو یہ بات ناپسند ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ

بعض کفار کی اسلام کے لئے خدمات

اس کتاب کا موضوع دراصل ان اشخاص یا اقوام کا تذکرہ ہے۔ جنھوں نے پیغمبر اسلام کو دکھ پہنچانے بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا تھا۔ اور پیغمبر اسلام کو زندگی بھر چین کا سانس نہ لینے دیا۔ اور اس سلسلہ میں قریش مکہ' یہود مدینہ' منافقین اور بدوی قبائل کے قابل ذکر کارناموں کا بیان ہو چکا ہے۔ لیکن بمصداق "خدا پنجے انگشت نیساں نہ کرد" کافروں میں سے بھی کچھ ایسے لوگ موجود تھے جو تادم آخر اسلام تو نہ لائے۔ مگر ان کی ہمدردیاں کسی نہ کسی آڑے وقت میں مسلمانوں کے یا پیغمبر اسلام کے شامل حال ہو گئیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند ایسے لوگوں کا بھی اجمالاً ذکر کر دیا جائے۔ ان میں سرفہرست تو حضرت ابوطالب کا نام آتا ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کے دکھ درد میں اپنی زندگی بھر اور اپنے مقدور بھر شریک رہے۔ لیکن آپؐ کی انتہائی آرزو کے باوجود تادم آخر اسلام [1] نہ لائے۔ پھر ان کے بعد کچھ اور لوگوں کے بھی نام آتے ہیں۔ جن کا بیان اس ضمیمہ کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ **حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب (م ۱۰ نبوی):** آپ کا نام عبد مناف (بن عبدالمطلب) تھا اور کنیت ابوطالب۔ آپ کنیت ہی سے مشہور ہوئے۔ حتیٰ کہ کم ہی لوگ آپ کا نام جانتے ہیں۔ رشتہ میں آپ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا تھے۔ حضرت عبدالمطلب (آپؐ کے دادا) کی موت کا وقت قریب آپہنچا تو اس نے اپنے پوتے محمد (ﷺ) جن سے اسے بے انتہا محبت تھی کی

---

① بخاری' کتاب التفسیر' زیر آیت ﴿انک لا تھدی من احببت﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفالت کی ذمہ داری ابوطالب پر ڈال دی۔ اس وقت آپؐ کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔ عبدالمطلب نے باقی تمام بیٹوں کو اور بالخصوص سب سے بڑے بیٹے ابولہب کو جو مال دار بھی تھا' چھوڑ کر یہ ذمہ داری ابوطالب ہی پر کیوں ڈالی؟ اس سوال کا جواب بعد میں آنیوالے حالات سے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے لہٰذا اصل بات یہی ہے کہ یہ سب کچھ مشیت الٰہی کے تحت ہی ہو رہا تھا۔

ابوطالب کو بھی آپؐ سے بہت محبت تھی۔ ابوطالب غریب بھی تھے اور عیالدار بھی۔ آپؐ نے بچپن ہی سے بکریاں چرا کر اپنی معیشت کا بار اپنے چچا سے ہلکا کر دیا تھا۔ جب آپؐ جوان ہو گئے تو چند ایک تجارتی سفر بھی کئے۔ وقت گزرتا گیا تاآنکہ آپ کو نبوت عطا ہوئی۔ اور تین سال تک خفیہ تبلیغ کا کام جاری رہا۔

جب آپؐ کو ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ کا حکم ہوا تو آپؐ نے اپنی برادری کو یکے بعد دیگرے تین بار اکٹھا کیا اور اسلام کی دعوت پیش کی۔ ہر بار ابولہب آڑے آجاتا اور آپؐ کی دعوت کی مخالفت شروع کر دیتا۔ تیسری بار جب ابولہب نے مخالفت شروع کی تو ابوطالب رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہنے لگے: "ہم تمہاری بات سچی مانتے اور جانتے ہیں۔ تمہیں جس بات کا حکم ہوا ہے' اسے سرانجام دو تمہاری خواہش کی تکمیل کے لئے تمہارے خاندان کے افراد میں سے سب سے پیش پیش میں ہوں گا۔ بخدا میں تمہاری مسلسل حفاظت و اعانت کرتا رہوں گا۔ اگرچہ خود میری طبیعت آبائی دین چھوڑنے پر آمادہ نہیں"

ابوطالب کی اس بھرپور حمایت کے اعلان پر ابولہب سیخ پا ہو کر کہنے لگا: "واللہ! یہ برائی ہے۔ دوسروں سے پہلے تم خود ہی اس کے ہاتھ پکڑ لو" اس پر ابوطالب نے اپنے عہد حفاظت کو مزید موکد بناتے ہوئے کہا: "خدا کی قسم! جب تک جان میں جان ہے۔ ہم اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔"[1]

اور بعد میں پیش آنے والے واقعات نے ثابت کر دیا کہ ابوطالب نے زندگی بھر اپنے اس عہد کو نہایت عزم و استقلال سے نباہنے کی کوشش کی۔ ایسے ہی چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

---

① الرحیق المختوم' ص: ۱۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ابوطالب کے پاس قریش کا پہلا وفد، ۴ نبوی: ابوطالب کی حمایت کے اعلان کے بعد آپؐ نے کھلم کھلا تبلیغ کا آغاز کر دیا جس سے مشرکین سٹ پٹا اٹھے۔ ان کے چند سردار ابوطالب کے پاس آ کر کہنے لگے: ”تمہارا بھتیجا ہمارے بتوں کی توہین کرتا ہے۔ ہمیں احمق سمجھتا اور ہمارے اباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیتا ہے۔ اب یا تو اسے اس کام سے روک لو یا اس کی حمایت سے دستبردار ہو جاؤ۔ کیونکہ تم بھی اسی دین پر ہو جس پر ہم ہیں“

ابوطالب نے ان لوگوں کا یہ مطالبہ سن کر روا دارانہ اور نرم سا لہجہ اختیار کیا جس سے قریش بھی قدرے نرم ہو کر واپس چلے گئے اور آپؐ اپنے کام میں مصروف رہے۔ [1]

۲۔ قریشی وفد کی ابوطالب کو جنگ کی دھمکی، ۶ نبوی: مشرکین مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی راہ اختیار کی تو قریشیوں نے اپنا وفد نجاشی کے دربار میں بھیج دیا کہ ہمارے مجرمین واپس کیے جاویں۔ اس سفارت میں بھی جب قریشیوں کو ناکامی ہوئی تو وہ اور بھی سیخ پا ہو گئے اور کوئی سخت اقدام کرنے پر تل گئے۔ اسی سلسلہ میں ان کا ایک وفد ابوطالب کے پاس آیا اور کہا:

”ہم نے آپ کو اپنے بھتیجے کو روکنے کے لئے پہلے ہی کہا تھا۔ لیکن آپ نے اس کی چنداں پرواہ نہیں کی۔ یاد رکھو! ہم یہ باتیں کبھی برداشت نہیں کرسکتے کہ ہمارے معبودوں کی توہین اور نکتہ چینی کی جائے۔ ہمیں احمق اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیا جائے آپ اگر اسے روک دیں تو بہتر ہے۔ ورنہ ہم ایسی جنگ چھیڑ دیں گے کہ ایک فریق کا صفایا ہو کر رہے گا“

اس مشروط اعلان جنگ کا ابوطالب پر بہت اثر ہوا۔ وفد چلا گیا تو آپ نے اپنے بھتیجے کو بلا کر صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا: ”بھتیجے مجھ پر اور خود اپنے آپؐ پر رحم کرو اور مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جو میرے بس سے باہر ہو“

اپنے مہربان چچا سے یہ بات سن کر آپؐ دل گرفتہ ہو گئے اور فرمایا: ”چچا جان! بخدا اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں اور کہیں میں اس کام کو چھوڑ دوں تو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں اس کام کو آگے بڑھاؤں گا تاآنکہ یا تو اللہ مجھے غالب کر دے اور یا میں اسی راہ میں فنا ہو جاؤں“

---

① ابن ہشام، ۱: ۲۶۵، بحوالہ الرحیق المختوم، ص: ۱۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہتے کہتے آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور اٹھ کر جانے لگے تو اپنے بھتیجے کا یہ عزم صمیم دیکھ کر چچا کا دل بھر آیا۔ اس نے آپؐ کو واپس بلا لیا اور کہا: جان عم! جاؤ' اپنا کام کئے جاؤ' واللہ جب تک میں زندہ ہوں' کسی قیمت پر تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا"[1]

۳۔ آپؐ کے ارادہ قتل کی بنا پر قریشی وفد کی ابوطالب سے سودا بازی' ۶ھ : اس واقعہ کی پوری تفصیل ﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ کے باب کے ذیلی عنوان نمبر ۵ میں گزر چکی ہے۔ قریشی وفد نے ابوطالب سے کہا کہ قریش کے ایک خوبصورت اور بانکے نوجوان' ولید بن مغیرہ رئیس اعظم مکہ کے بیٹے عمارہ کو آپ کی کفالت میں دیتے ہیں اور آپ اس کے عوض محمد (ﷺ) کو ہمارے حوالہ کر دیں۔ اس تجویز کی حضرت ابوطالب نے نہایت سختی سے مخالفت کی۔ چنانچہ یہ وفد ناکام واپس چلا آیا۔

۴۔ معاشرتی بائیکاٹ' ۷ نبوی : یہ واقعہ بھی پوری تفصیل کے ساتھ حصہ اول میں ابوجہل کے تذکرہ میں گزر چکا ہے۔ اگرچہ بظاہر اس بائیکاٹ کا دباؤ بنو ہاشم اور بنو عبد مناف سب پر تھا۔ مگر حقیقتاً اس کی زد براہ راست حضرت ابوطالب پر پڑتی تھی۔ جن کے پائے ثبات میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ اس مقاطعہ کے خاتمہ کی شرط یہ تھی کہ محمد (ﷺ) کو مشرکین کے حوالے کر دیا جائے بالآخر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس منصوبے کو بھی ناکام بنا دیا اور ۱۰ نبوی میں معاشرتی بائیکاٹ کی یہ تحریر چاک کر دی گئی۔

۵۔ رواداری یا مداہنت کی بنیاد پر سودے بازی' ۱۰ھ : جب مقاطعہ ختم ہوا اس وقت ابوطالب ۸۰ برس کے ہو چکے تھے۔ علاوہ ازیں اس مقاطعہ کے مصائب نے کمزوری اور بڑھاپے کو دو چند کر دیا تھا ایسے معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ صرف چند دن کے مہمان ہیں۔ مشرکین کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر ابوطالب مر گیا اور اس کے بعد ہم نے اس کے بھتیجے سے زیادتی کی تو سارا عرب ہمیں یہ طعنہ دے گا کہ چچا کے ہوتے ہوئے تو کچھ کر نہ سکے اور اب اس کے بعد چڑھ دوڑے ہیں۔ اس بات کو ہماری بزدلی پر محمول کیا جائے گا۔ لہٰذا اس کی زندگی میں ہی معاملہ طے ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ ان کا ایک ۲۵ رکنی وفد' جس میں معزز ترین افراد مثلاً عقبہ بن ربیعہ'

---

[1] ابن ہشام' ۱: ۲۶۵' بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۱۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیبہ بن ربیعہ' ابوجہل بن ہشام' امیہ بن خلف اور ابوسفیان بن حرب سب موجود تھے۔ ابوطالب کے پاس آکر کہنے لگے:

"ہمارے اور تمہارے بھتیجے کے درمیان جو معاملہ چل رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی زندگی میں ہی کچھ عہدو پیمان ہو جائے۔ وہ ہمارے معاملہ میں دست کش رہے اور ہمیں ہمارے دین پر چھوڑ دے۔ ہم اس کے معاملہ میں دست کش رہیں گے اور اسے اس کے دین پر چھوڑ دیں گے۔ کوئی فریق ایک دوسرے سے تعرض نہ کرے۔ نہ ہی دوسرے کے معاملات میں مداخلت کرے۔"

ابوطالب نے آپؐ کو بلا کر پورا ماجرا کہہ سنایا۔ اس کے جواب میں آپؐ نے اس وفد کو مخاطب کرکے کہا: اگر آپ حضرات صرف ایک بات مان لیں تو آپؐ عرب کے بادشاہ بن جائیں گے اور عجم آپؐ کے زیر نگین آجائے گا" ابوجہل کہنے لگا: "ایک بات کیا ہم ایسی دس باتیں بھی ماننے کو تیار ہیں' بتاؤ وہ کیا بات ہے؟" آپؐ نے فرمایا: آپؐ لوگ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں اور بتوں کی پرستش چھوڑ دیں۔ اس پر سب لوگ ہاتھ پیٹ پیٹ کر چلا اٹھے کہ ان تمام خداؤں کی جگہ پر صرف ایک خدا؟ یہ کیسے ممکن ہے؟

پھر کہنے لگے: "یہ شخص تمہاری کوئی بھی بات ماننے کو تیار نہیں۔ چلو اٹھو اور اپنے دین پر ڈٹ جاؤ۔ قرآن کریم نے مشرکین کے اس جواب یوں بیان فرمایا:

﴿ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ○ (۳۸: ۳ تا ۶)

"یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اس نے سارے معبودوں کے بجائے ایک ہی معبود بنا ڈالا۔ ان کے سردار پکار اٹھے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر ڈٹ جاؤ۔ بس کرنے کا کام یہی ہے"

چنانچہ یہ سمجھوتے کی آخری کوشش اور سفارت بھی ناکام ہو گئی۔ [1]

---

[1] ابن ہشام' ۱: ۴۱۷ تا ۴۱۹' بحوالہ الرحیق المختوم' ص: ۱۷۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو طالب کی وفات رجب ۱۰ نبوی : مشرکین کا اندازہ درست نکلا۔ مقاطعہ کے بعد ابو طالب صرف چھ ماہ زندہ رہے۔ وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس گئے۔ ابو جہل وہاں پہلے سے موجود تھا۔ آپؐ نے اپنے پیارے ہمدرد غمگسار چچا سے فرمایا: اگر اب بھی آپ لا الہ الا اللہ کہہ دیں تو میں قیامت کے دن اللہ کے ہاں حجت پیش کر سکوں گا۔ دوسری طرف ابو جہل اور عبداللہ بن امیہ ابو طالب کو عار دلا رہے تھے کہ کیا مرتے وقت عبدالمطلب کا دین چھوڑ دو گے؟ ابو طالب آپؐ سے کہنے لگے کہ اگر قریش مجھے اس بات کی عار نہ دلاتے کہ ابو طالب نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا میں ضروری تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیتا۔[1] پھر آخری بات جو ابو طالب کے منہ سے سنی گئی وہ تھی: "عبدالمطلب کے دین پر"[2] اس بات سے رسول اللہ ﷺ کو انتہائی صدمہ ہوا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔[3]

﴿ اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴾ (۵۶:۲۸)

"آپؐ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔ وہ تو اللہ ہی ہے جو جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔"

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ابو طالب کی اسلامی خدمات کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا:

"ممکن ہے قیامت کے دن ابو طالب کو میری شفاعت فائدہ پہنچا دے اور انہیں جہنم کی پایاب جگہ میں رکھا جائے۔ جہاں آگ ان کے دونوں ٹخنوں تک ہی پہنچ سکے۔"[4]

۲۔ مطعم بن عدی بن حاتم

ابو طالب کی وفات کے چند ہی دن بعد آپؐ کی ہمدرد و غمگسار بیوی خدیجۃ الکبریٰ بھی وفات پا گئیں۔ گھر کی دنیا میں وہ رسول اللہ ﷺ کا سہارا تھیں اور باہر کی دنیا میں ابو طالب۔ چند دنوں

---

① بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قصة ابی طالب

② ایضاً

③ ایضاً

④ بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قصة ابی طالب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وقفہ سے یہ دونوں سہارے چھن گئے۔ گویا آپؐ پر غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام ہی عام الحزن پڑ گیا۔

آپؐ کو پناہ دینا : مکہ میں اب آپؐ کے لئے اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ دعوت و تبلیغ کے لئے زمین بنجر بن چکی تھی۔ مکہ کے باہر تبلیغ کے لئے جس قریبی علاقہ پر آپؐ کی نظر انتخاب پڑی وہ طائف تھا۔ چنانچہ آپؐ اپنے غلام زید بن حارثہ کو ساتھ لے کر طائف پہنچے۔ طائف کے ثقفی سرداروں نے آپؐ سے جو بدسلوکی کی اور دکھ پہنچایا اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ آپؐ کا خیال تھا کہ اب مکہ کے بجائے طائف میں جائے پناہ مل جائے گی۔ لیکن ان لوگوں نے نہایت ذلت سے آپؐ کو وہاں سے نکال دیا اور مجبورا آپؐ کو مکہ واپس آنا پڑا۔ اس واقعہ طائف نے آپؐ کے غم و اندوہ میں مزید اضافہ کر دیا۔

آپؐ مکہ کے قریب آئے تو غار حرا کے دامن میں ٹھہر گئے اور بنو خزاعہ کے ایک آدمی کے ہاتھ اخنس بن شریق کو پیغام بھیجا کہ وہ مکہ میں آپؐ کو پناہ دے۔ اخنس نے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ میں حلیف ہوں اور حلیف پناہ نہیں دے سکتا۔

پھر آپؐ نے یہی پیغام سہیل بن عمرو کو بھیجا۔ اس نے بھی یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ بنو عامر کی دی ہوئی پناہ بنو کعب پر لاگو نہیں ہوتی۔ پھر آپؐ نے یہی پیغام مطعم بن عدی کو بھیجا۔ جس نے پناہ دینا منظور کر لیا اور اپنے بیٹوں اور قوم کے لوگوں کو بلا کر کہا کہ "ہتھیار بند ہو کر خانہ کعبہ کے گوشوں پر جمع ہو جاؤ۔ کیونکہ میں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دے دی ہے۔" اس انتظام کے بعد اس نے آپؐ کو پیغام بھیجا کہ اب آپؐ مکہ تشریف لا سکتے ہیں"

چنانچہ آپؐ تشریف لائے اور حرم میں داخل ہو گئے۔ مطعم بن عدی نے اپنی سواری پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ : "قریش کے لوگو! میں نے محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے" [1]

اسکے بعد آپؐ حجر اسود پر پہنچے' اسے چوما' نماز پڑھی۔ پھر گھر واپس پہنچے۔ اس دوران مطعم کے بیٹوں نے ہتھیار بند ہو کر آپ کا پہرہ دیا۔ پھر آپؐ مطعم ہی کی پناہ میں مکہ میں قیام پذیر رہے۔

آپؐ کا اعتراف احسان : آپؐ زندگی بھر مطعم کے اس احسان کو نہیں بھولے۔ جنگ بدر میں بہت سے مشرک قید ہو گئے تھے۔ ان میں سے بعض کی سفارش کیلئے مطعم کے بیٹے جبیر رضی اللہ عنہ

① بخاری' کتاب المغازی' باب غزوۃ بدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپؐ نے فرمایا: "اگر آج مطعم زندہ ہوتے اور ان ناپاک قیدیوں کے متعلق بات کرتے تو میں ان سب کو چھوڑ دیتا" [1]

مطعم کے دوسرے کارنامے : یاد رہے کہ مطعم بن عدی ان پانچ آدمیوں میں سے تھے۔ جو پہلے دن سے معاشرتی تحریر کے خلاف تھے اور بالآخر انہی حضرات کی مشترکہ کوشش سے اس مصیبت سے مسلمانوں کو نجات ملی۔ اس کا ذکر ابوجہل کے باب میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ جب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ باسمک اللھم کے علاوہ باقی سب تحریر کو دیمک چاٹ گئی ہے۔ تو مطعم بن عدی جرات کرکے اٹھے اور اس معاہدہ کو چاک کر دیا۔

بیعت عقبہ ثانیہ میں ۷۳ انصار نے نہایت خفیہ طریق پر بیعت کی۔ قریش کو معلوم ہوا تو ان کے تعاقب میں چڑھ دوڑے۔ لیکن ان کے وہاں پہنچنے سے پیشتر انصاری وہاں سے مدینہ روانہ ہو چکے تھے۔ البتہ قبیلہ اوس کے سردار سعد بن عبادہ ان کے ہتھے چڑھ گئے۔ مشرکین انہیں زدوکوب کرنا چاہتے تھے۔ مگر مطعم بن عدی اور حرب بن امیہ آڑے آگئے۔ کیونکہ قریش کے تجارتی قافلے سعد بن عبادہ کی پناہ میں ہی مدینہ کے آس پاس سے گزرتے تھے۔ اس لئے کسی کو بھی آپ کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔

۳۔ ابوالبختری بن ہشام (م ۲ھ)

آپ سے متعلق درج ذیل امور قابل ذکر ہیں:

(۱) پورے مکی دور میں ابوالبختری کی طرف سے پیغمبر اسلام یا مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ نہ ہی ان کی طرف سے کوئی ناگوار بات سننے میں آئی۔

(۲) آپ بھی ان لوگوں سے تھے جو معاشرتی بائیکاٹ کو ناپسند کرتے تھے۔ مقاطعہ کے دوران ایک دفعہ حکیم بن حزام چوری چھپے اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو غلہ پہنچانے جا رہے تھے کہ ابوجہل نے دیکھ لیا اور وہ اس بات پر آڑ گیا کہ یہ غلہ کسی قیمت پر اندر نہیں جاسکتا۔ اتنے میں ابوالبختری موقعہ پر پہنچ گئے۔ انہوں نے ابوجہل کی مخالفت کرتے ہوئے حکیم بن حزام کا پورا پورا ساتھ دیا اور وہ غلہ اندر بھیجنے میں کامیاب ہو گئے۔

---

[1] سیرت النبی، ج:۱، ص:۲۵۶، بحوالہ ابن سعد، ص: ۱۴۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) ابوالبختری ان پانچ آدمیوں میں سے ہیں جن کی مشترکہ کوششوں سے معاشرتی مقاطعہ ختم ہوا اور مسلمانوں کو اس مصیبت سے نجات ملی۔

(۴) جنگ بدر کے موقعہ پر جب ابوسفیان کی طرف سے یہ پیغام پہنچا کہ تجارتی قافلہ بخیروعافیت مکہ پہنچ گیا ہے۔ لہٰذا اب جنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ تو لشکر میں اختلاف واقع ہوگیا۔ بہت سے لوگ اس حق میں تھے کہ اب جنگ نہیں کرنا چاہئے اور اس کے لئے کوششیں بھی کیں۔ ابوالبختری بھی ان لوگوں میں سے تھے مگر ابوجہل کی ہٹ دھرمی کے سامنے کسی کی پیش نہ گئی۔

(۵) جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا تھا کہ: "مجھے معلوم ہے کہ بنوہاشم کے کچھ لوگ زبردستی میدان جنگ میں لائے گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کے قتل سے اجتناب کیا جائے۔ ابوالبختری بن ہشام اگر کسی کی زد میں آجائے تو اسے قتل نہ کیا جائے۔ اسی طرح عباس بن عبدالمطلب (آپؐ کے چچا) کو بھی قتل نہ کیا جائے" [1]

ابوالبختری کی موت کا قصہ: مگر آپؐ کے اس اعلان کے باوجود ابوالبختری جنگ بدر میں مارے گئے۔ واقعہ یوں ہوا کہ جب ابوالبختری حضرت مجذر رضی اللہ عنہ کی زد میں آئے تو حضرت مجذر نے کہا: ابوالبختری! ہمیں رسول اللہ ﷺ نے آپ کے قتل سے روک دیا ہے" ابوالبختری کہنے لگے: "اور میرا یہ ساتھی!" (یہ دونوں ایک ساتھ لڑ رہے تھے) حضرت مجذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: "اسے تو ہم نہیں چھوڑ سکتے" اس پر ابوالبختری نے کہا: "اگر مریں گے تو ہم دونوں مریں گے" اس کے بعد ان دونوں نے لڑائی شروع کردی۔ حضرت مجذر رضی اللہ عنہ نے مجبوراً اس کے ساتھ ابوالبختری کو بھی قتل کردیا۔ [2]

۴۔ ابوالولید عتبہ بن ربیعہ (م ۲ھ)

قریش کے ایک عقلمند اور معزز سردار تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے قریش کو بہت صدمہ ہوا۔ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے عتبہ نے اپنی خدمات

---

① الرحیق المختوم، ص: ۳۴۸

② الرحیق المختوم، ص: ۳۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کیں۔ جنہیں قریشی سرداروں نے بسرو چشم قبول کیا اور سراہا۔ چنانچہ عتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: "محمد (ﷺ) کسی بڑے گھرانے میں شادی چاہتے ہو یا مال و دولت کے انبار یا ملک عرب کی بادشاہت" ایک دنیا دار سردار کی نظر میں یہی چیزیں ہی مقصود ہو سکتی تھیں جن کی عتبہ نے پیش کش کر دی۔ پھر از راہ ہمدردی کہنے لگا: اور اگر آپ کو کوئی آسیب لاحق ہو گیا ہے تو علاج کی ذمہ داری بھی لیتے ہیں۔ ان سب باتوں کے جواب میں آپؐ نے سورہ حم السجدہ کی چند آیات سنائیں تو اتنا متاثر ہوا کہ چپ چاپ واپس آ گیا اور قریشی سرداروں سے کہنے لگا کہ : "محمد (ﷺ) جو کلام پیش کرتا ہے وہ شاعری نہیں کچھ اور ہی چیز ہے۔ تم لوگ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس میں تمہاری ہی عزت ہے اور اگر وہ ختم ہو گیا تو یہی کچھ تم لوگ چاہتے ہو" اس کے جواب میں قریشی سرداروں نے کہا: "عتبہ! معلوم ہوتا ہے کہ تم پر بھی اس کا جادو چل گیا۔ یہ واقعہ پوری تفصیل سے پہلے "مکی دور کے مصائب کا اجمالی ذکر" میں گزر چکا ہے۔

باغ کی آپؐ کی مہمانی: عتبہ کافر ضرور تھا۔ مگر آپؐ کا کینہ دشمن نہیں تھا اور شریف النفس اور رحمدل انسان تھا۔ سفر طائف میں جو ثقفی بھائیوں نے چند اوباش لڑکے آپؐ کے پیچھے لگا دیئے۔ تو انہوں نے آپؐ کو اس قدر پتھر مارے کہ آپؐ کے پاؤں لہولہان ہو گوے۔ خون جم گیا جس سے جوتا اتر بھی نہ سکتا تھا۔ اس حال میں آپؐ نے اور آپؐ کے غلام زید بن حارثہ نے اسی عتبہ کے باغ میں پناہ لی۔ تو اس نے اپنے غلام عداس کے ہاتھ انگور کے خوشے ایک کشتی میں رکھ کر بھیجے۔ آپؐ نے چشمہ سے ٹھنڈا پانی پیا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے پاؤں سے خون صاف کیا۔ بعدہ آپؐ نے سیر ہو کر انگور کھائے۔ پھر آرام فرمایا۔

جنگ بدر میں عتبہ کا کردار: عتبہ یہ چاہتا تھا کہ جب تجارتی قافلہ بحفاظت مکہ پہنچ چکا ہے تو اب جنگ کرنے کا کوئی مقصد نہیں۔ جنگ کو روکنے کے لئے اس نے جس قدر کوششیں کیں ان کا ذکر ابوجہل کے باب میں گزر چکا ہے۔ جس نے عتبہ کو اپنے بیٹے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی حمایت کا طعنہ دیا تھا۔ (جو مسلمان ہو چکا تھا) عتبہ ابوجہل کا یہ طعنہ برداشت نہ کر سکا اور اسے مجبوراً جنگ میں شریک ہونا پڑا۔

جنگ بدر شروع ہونے سے پیشتر یہ ایک سرخ اونٹ پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس قوم میں سے کسی کے پاس خیر ہے تو سرخ اونٹ والے کے پاس ہے اگر لوگوں نے اس کی بات مان لی تو صحیح راہ پائیں گے۔“ ①

عتبہ جنگ بدر میں مارا گیا۔ اس پر اس کے بیٹے ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ پر غم کے آثار نمودار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دلجوئی کے طور پر ان سے بات کی تو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ: ”میں اپنے باپ کے متعلق یہ جانتا تھا کہ اس میں دوراندیشی‘ سوجھ بوجھ اور فضل و کمال موجود ہے اس لئے میں آس لگائے بیٹھا تھا کہ یہ خوبیاں انہیں اسلام تک پہنچا دیں گی لیکن اب ان کا انجام دیکھ کر اور اپنی توقع کے خلاف کفر پر ان کا خاتمہ دیکھ کر مجھے افسوس ہو رہا ہے۔“ ②

بعض دوسرے کفار کی جزوی خدمات

۵۔ ابن دغنہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کفار و مشرکین کے مظالم سے پریشان ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ برک غماد تک پہنچے تو ابن دغنہ سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے اصل صورت حال سے مطلع کیا تو کہنے لگا کہ آپ جیسے شرف اور فضل و کمال والا آدمی مکہ سے کسی صورت باہر نہیں جانا چاہئے واپس چلئے میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ مکہ واپس آگئے۔ ابن دغنہ نے مکہ پہنچ کر قریشی سرداروں سے اپنی پناہ کی بات کی تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں اس پناہ میں کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب نماز ادا کریں تو قرآن بلند آواز سے نہ پڑھا کریں۔ اس سے ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہوتے ہیں۔

ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس شرط کی بات کی تو آپ نے اس شرط کو تسلیم کر لیا۔ مگر زیادہ دیر اسے نباہ نہ سکے اور بلند آواز سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ قریشیوں نے اس بات کی ابن دغنہ سے شکایت کی تو ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر تم اپنی شرط پوری نہ کرو گے تو میں اپنی پناہ واپس لیتا ہوں“ اس کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنی

---

① الرحیق المختوم‘ ص: ۳۵۲

② الرحیق المختوم‘ ص: ۳۵۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پناہ اپنے پاس رکھو اور مجھے اللہ کے حوالے کر دو" [1]

۶۔ عاص بن وائل سہمی : حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو ایک طرف تو مسلمانوں کو اس سے تقویت ملی اور دوسری طرف یہ ہوا کہ مشرکین ان کے دشمن بن گئے۔ آپ اپنے گھر پہنچے ہی تھے کہ کفار و مشرکین نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور کہنے لگے کہ: عمر (رضی اللہ عنہ) بے دین ہو گیا"۔ حضرت عمر ڈر کی وجہ سے گھر میں بیٹھے رہے۔ اتنے میں عاص بن وائل سہمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آیا۔ ایام جاہلیت میں عاص کا قبیلہ (بنو سہم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ (بنو عدی) کا حلیف تھا۔ عاص نے پوچھا' عمر! تمہارا کیا حال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان ہو گیا تو مجھے قتل کر دیں گے" عاص نے کہا: تم بے خوف رہو تم پر کوئی قابو نہیں پاسکتا۔ پھر عاص گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ تمام وادی لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ عاص نے کہا: تم لوگ کیا چاہتے ہو؟" انہوں نے کہا: ہم خطاب کے بیٹے کے پاس جاتے ہیں کیونکہ وہ بے دین ہو گیا ہے۔ "عاص نے کہا۔ میں اس کا حلیف ہوں۔ کوئی اس پر قابو نہیں پاسکتا" یہ سن کر سب مجمع منتشر ہو گیا۔ [2]

۷۔ مقاطعہ کو ختم کرنے والے حضرات : یہ کل پانچ افراد تھے۔ ان میں سے مطعم بن عدی اور ابوالبختری جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ باقی تین افراد درج ذیل ہیں:

زہیر بن امیہ۔ مقاطعہ کا اصل محرک۔ اس کی ماں عاتکہ ابوطالب کی بہن تھی۔ گویا ابوطالب زہیر کے حقیقی ماموں تھے۔ واقعہ یوں ہوا کہ ہشام بن عمرو' جو گاہے بگاہے چوری چھپے شعب ابی طالب میں محصور لوگوں کو غلہ پہنچا دیا کرتا تھا' ایک دفعہ زہیر بن امیہ کے پاس آکر کہنے لگا: "کیا تمہیں یہ گوارا ہے کہ تم خود تو کھاؤ پیو اور مزے اڑاؤ اور تمہارا ماموں (ابوطالب) یوں بھوکوں مرے؟"

زہیر کہنے لگا: "گوارا تو نہیں۔ مگر میں اکیلا کر بھی کیا سکتا ہوں؟"

ہشام نے کہا: "تم اکیلے نہیں' دوسرا میں بھی ہوں"

---

① بخاری' کتاب احادیث الانبیاء' باب هجرة النبی

② بخاری' کتاب المناقب' باب اسلام عمر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زہیر نے کہا: "اچھا پھر یوں کرو۔ چند ایک آدمی اور تلاش کرو۔ اور معاہدہ کی تحریر کو چاک کرنے کی گفتگو کی ابتداء میں کروں گا" زہیر نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ وہ خود مخزومی اور مقاطعہ کا بانی مبانی ابوجہل بھی مخزومی تھا۔ اسی نسبت سے زہیر نے یہ ذمہ داری خود اپنے سر لینا مناسب سمجھا۔

ہشام کی کوشش سے تین آدمی اور بھی مل گئے جو ان کے ہم خیال تھے اور وہ تھے، مطعم بن عدی' ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود۔ ان حضرات کی کاوشوں کی تفصیل ابوجہل کی باب میں گزر چکی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراجع و مصادر

① قرآن کریم

② بخاری

③ مسلم

④ ترمذی

⑤ ابوداؤد

⑥ تاریخ الاسلام والمسلمین — مسعود بی ایس سی امیر جماعت المسلمین — جماعت المسلمین۔ کراچی

⑦ الرحیق المختوم (اُردو) — صفی الرحمٰن مبارک پوری — مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور

⑧ سیرۃ النبی — شبلی نعمانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتی یادداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتی یادداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مطبوعات مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ

تیسیر القرآن (اردو): سلفی منہج کے عین مطابق، منکرین حدیث اور دیگر عقائد باطلہ کا مکمل رد، اور تمام آیت کی صحاح ستہ کی صحیح احادیث کی روشنی میں تفسیر۔ 4 جلدیں

مترادفات القرآن: مترادفات القرآن کے ذیلی فرق کو مستند کتب لغت اور قرآنی آیات سے واضح کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر قرآن کریم کی اردو میں پہلی لغت ہے۔

آئینہ پرویزیت: پرویزیت کے جواب میں ایک مدلل اور لاجواب کتاب ہے۔

شریعت و طریقت: تصوف کی تاریخ پر بحث کی گئی ہے، نیز وحدت الوجود، وحدت الشہود اور حلول کیا ہے؟ اور طریقت کا باطنی نظام کیا چیز ہے؟ اور کیا طریقت شریعت کے تابع ہے یا اس کے متوازی اور اس سے متصادم ایک الگ دین ہے؟

الشمس والقمر بحسبان: اس کتاب میں علم ہیئت، ہجری اور عیسوی تقویم میں دن معلوم کرنے کے طریقے اور ۶۲۲ء (۱ھ) سے لے کر ۲۵۲۲ء (۱۶۸۰ھ) تک کی تقابلی تقویم پیش کی گئی ہے۔

خلافت و جمہوریت: جمہوریت عصر حاضر کا سب سے بڑا بت ہے۔ کتاب وسنت سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام اور جمہوریت دو متضاد چیزیں ہیں جن میں اتحاد ناممکن ہے۔

تجارت کے احکام و مسائل: لین دین کے معاملات میں کئی ایسے امور شامل ہو گئے ہیں جو شرعاً ناجائز ہیں اکل حلال کی اہمیت واضح کرنے کے بعد دور حاضر کے جدید معاشی مسائل پر کتاب وسنت کی روشنی میں محاکمہ کیا گیا ہے۔

عقل پرستی اور انکار معجزات: قرآن مجید میں مذکور معجزات کا عقل کی بنیاد پر رد کرنے والوں کی تاویلات اور ان کے عقائد پر بحث کی گئی ہے۔

عذاب قبر اور سماع موتی: متعلقہ موضوع پر نہایت اہم اور معلوماتی کتاب ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے افکار و نظریات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔

احکام ستر و حجاب: اس کتاب میں تہذیب حاضر کا پس منظر، ستر و حجاب کا فرق، چہرہ اور ہاتھوں کا پردہ اور مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات پر بحث کی گئی ہے۔

اسلام میں فاضلہ دولت: اس میں زائد از ضرورت دولت کی جائز اور ناجائز صورتیں نیز جاگیرداری کی کہاں تک گنجائش اور مزارعت کن صورتوں میں جائز ہے، کی تفصیل ہے۔